تصانیف احمدیہ

حصہ اول — جلد پنجم

مشتمل بر

کتب و رسائل مذہبی

تفسیر القرآن

جلد سوم

تفسیر سورۂ انعام — تفسیر سورۂ اعراف

سنہ ۱۳۱۵ نبوی

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام لالہ گلاب راے چھاپہ ہوئی

سنہ ۱۳۰۳ ہجری　　سنہ ۱۸۸۵ ع

فہرست مضامین جلد سوم تفسیر قرآن

مضمون	صفحہ
سورۂ انعام	
آنحضرت صلعم کے پاس معجزہ ہونے یا نہونے پر بحث ...	۲۰—۳۱
حقیقت معجزہ پر بحث ...	۳۰—۳۱
انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے یا نہ لانیکا اصلی سبب ...	۳۱—۳۱
ملائک حفظہ و کراماً کاتبین کی تحقیق ...	۳۶—۳۷
لفظ کن فیکون کی تحقیق ...	۵۰—۵۲
نفخ صور کی تحقیق ...	۵۲—۵۶
حضرت ابراهیم کے باپ کی تحقیق	۵۶
آذر سے مباحثہ کے وقت حضرت ابراهیم کی عمر کیا تھی ...	۵۶
کواکب کو کیونکر حضرت ابراهیم نے رب کہا اُسکا بیان ...	۵۷—۶۱
نبوت امر فطری ہی ...	۷۴—۷۹
اجنہ کے وجود اور اُنمیں انبیاء ہونے پر بحث ...	۷۹—۸۹
سورہ اعراف	
میزان اور وزن اعمال کی تحقیق	۱۰۲—۱۰۳
آدم کی شرمگاہ کھلنے کی مراد ...	۱۰۶—۱۰۷
معاد کے حالات کی تحقیق ...	۱۱۲—۱۵۵
۱— روح کا بیان ...	۱۱۷—۱۲۶
۲— انسان اور حیوان کی روح واحد ہی ...	۱۲۷
۳— حیوان وہ کام کیوں نہیں کرسکتا جو انسان کرتے ہیں ...	۱۲۷—۱۲۸
۴— روح سعادت اور شقاوت کا اکتساب کرتی ہی ...	۱۲۹
۵— موت کے بعد روح کا بقا ...	۱۳۰—۱۳۱
۶— آخرت کا بیان ...	۱۳۱—۱۵۵
قیامت ..	۱۳۱—[illegible]
حشر اجساد ...	۱۳۲—۱۵۵
چھہ دن میں دنیا پیدا ہونیکی تحقیق ...	۱۶۰—۱۶۳
استواے علی العرش کا بیان ...	۱۶۳—[illegible]
قوم عاد اور اُسکے متعلق حالات کا بیان ...	۱۸۰—۱۹۴
آفات ارضی و سماوی کو انسان کے گناہوں سے منسوب کرنیکا سبب	۱۹۰
قوم ثمود اور اُسکے متعلق حالات کا بیان ...	۱۹۴—۲۰۲
حضرت شعیب کا قصہ ...	۲۰۲—۲۰۹
حضرت موسیٰ کا قصہ اور اُسکے حالات و واقعات کی تحقیق ...	۲۱۰
۱— لفظ آیہ و بینہ کی تحقیق	۲۱۰
۲— حقیقت سحر و ذکر معجزہ	۲۱۰—۲۱۱

سورة الأنعام

تفسیر القرآن

وهو

الهدی والفرقان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿٢﴾ وَ هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ فِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿٣﴾ وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٤﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٥﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا

﴿١﴾ (الحمد لله الذي) اس تمام سورة میں مکه کے لوگ زیادہ تر مخاطب هیں — مشرکین عرب خدا کو جانتے تھے مگر بتوں کو خدا کي برابر کرتے تھے اور خدا کي مانند بتوں کي پرستش کرتے تھے — آنحضرت صلعم توحید ذات باري اور توحید صفات باري اور توحید في العبادت کي هدایت فرماتے تھے جو اُن کے اعتقادات اور بتوں کي پرستش کے برخلاف تھے اُس کو نه مانتے تھے اور آنحضرت کي هدایت پر خدا کي طرف سے هونے میں شک کرتے تھے اور اپني جهالت سے اُن اُمور کا هونا آنحضرت صلعم سے بطور معجزه کے چاهتے تھے جو فطرت الله کے برخلاف تھي — انهي باتوں کا اس سورة کے شروع میں بیان هوا

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ھی بڑا مہربان

سب بڑائیاں خدا کے لیئے ھیں جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور بنایا اندھیروں کو اور نور کو پھر جو کافر ھوئے برابر کرتے ھیں (اصنام کو) اپنے پروردگار سے ١ وہ تو وہ ھی جس نے تمکو پیدا کیا مٹی سے پھر مقرر کیا مرنے کا وقت اور مقرر کیا ھوا وقت اُس کے پاس ھی (یعنی اُس کو معلوم ھی) پھر تم شک کرتے ھو ٢ اور وھی خدا ھی آسمانوں میں اور زمین میں جانتا ھی تمھارے چھپے اور کھلے (کاموں) کو اور جانتا ھی جو تم کماتے ھو ٣ اُن کے پاس کوئی نشانی اُن کے پروردگار کی نشانیوں میں سے نہیں آئی مگر وہ اُس سے روگرداں ھوئے ٤ پھر بیشک جھٹلایا اُنھوں نے سچ کو جبکہ وہ (یعنی سچ) ان کے پاس آیا پھر قریب ھی کہ اُن کے پاس اُس کی خبریں آوینگی جس کے ساتھہ وہ ہنسا کرتے تھے ٥ کیا اُنکو خبر نہیں نہ ھمنے اُن سے پہلے کتنوں کو اگلے زمانہ کی قوموں میں سے ھلاک کر ڈالا جنکو ھمنے زمین میں ایسی قدرت دی تھی کہ تمکو ویسی قدرت نہیں دی اور ھمنے اُن پر موسلا دھار برسنے والے بادل بھیجے

ھی - مشرکین عرب مغرور بھی تھے اور وہ اپنی عظمت اور قوت پر گھمنڈ رکھتے تھے اور آنحضرت صلعم کی ھدایت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس لیئے خدا نے اُن کو بتایا کہ تم سے بھی زیادہ قوی اور با حشمت قومیں جو نہایت سرسبز و شاداب ملکوں میں تھیں وہ بھی اپنے گناھوں کے سبب برباد ھوگئیں - پھر خدا نے اُن کے شبھوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اگر وہ ناممکن چیزیں ھو بھی جاویں جو وہ چاھتے ھیں تب بھی وہ لوگ ایمان نہیں لانے کے اور جو رنج و اذیت آنحضرت صلعم کو کافروں کی باتوں سے پھونچتی تھی انبیاء سابق کی مثال سے آنحضرت کو تسکین دی ھی *

وجعلنا الانهار تجري من تحتهم فاهلكنهم بذنوبهم و انشانا
من بعدهم قرنا اخرين ﴿۶﴾ و لو نزلنا عليك كتبا في
قرطاس فلمسوه بايديهم لقال الذين كفروا ان هذا الا
سحر مبين ﴿۷﴾ و قالوا لو لا انزل عليه ملك و لو
انزلنا ملكا لقضي الامر ثم لا ينظرون ﴿۸﴾ و لو جعلناه
ملكا لجعلنه رجلا و للبسنا عليهم ما يلبسون ﴿۹﴾ و لقد
استهزئ برسل من قبلك فحاق بالذين سخروا منهم
ما كانوا به يستهزءون ﴿۱۰﴾ قل سيروا في الارض ثم انظروا
كيف كان عاقبة المكذبين ﴿۱۱﴾ قل لمن ما في السموت
والارض قل لله كتب على نفسه الرحمة ليجمعنكم
الى يوم القيمة لاريب فيه الذين خسروا انفسهم فهم لا
يؤمنون ﴿۱۲﴾ و له ما سكن في اليل والنهار و هو السميع
العليم ﴿۱۳﴾ قل اغير الله اتخذ وليا فاطر السموت والارض
و هو يطعم ولا يطعم قل اني امرت ان اكون اول

اور همنے نهریں پیدا کیں جو اُن کے (نهیتوں کے) نیچے بهتی تهیں پهر همنے اُن کو اُنکے

گناهوں کے سبب هلاک کرڈالا اور اُن کے بعد اور لوگوں کا زمانه پیدا کیا ۶ اور اگر هم تجهپر

اُتارتے کاغذ میں لکها هوا پهر وه اُس کو اپنے هاتهوں سے چهو لیتے تو بهي جو لوگ کافر هوئے کهتے

که یهه تو نهلے جادو کے سوا اَور کچهه نهیں هی ۷ اُنهوں نے کها که کیوں نهیں اُتارا گیا اُسپر

(یعني پیغمبر پر) فرشته ' اور اگر هم کوئي فرشته اُتارتے تو کام پورا هوجاتا پهر نه تامل میں

ڈالے جاتے ۸ اور اگر هم اُس کو (یعني پیغمبر) هي کو فرشته کردیتے (یعني فرشته کو

پیغمبر بناکر بهیجتے) تو اُس کو بهي آدمي کي صورت میں بناتے تو هم اُن پر وهي شبهه

ڈالتے جو شبهه که اب وه کرتے هیں ۹ اور بے شک ٹهٹا کیا گیا هی رسولوں کے ساتهه تجهه سے

پهلے پهر گهیر لیا اُن لوگوں کو کافروں میں سے جو ٹهٹا کرتے تهے اُس چیز نے جس کے ساتهه

ٹهٹا کرتے تهے ۱۰ کهدے (اے پیغمبر) که سیر کرو زمین میں (یعني ملکوں میں) پهر
دیکهو که کیا انجام هوا جهٹلانے والوں کا ۱۱ کهه (یعني پوچهه اے پیغمبر کافروں سے) کس کے
لیئے هی جو کچهه که آسمانوں میں هی اور زمین میں ' کهه (یعني اُن کو بتادے) که
الله کے لیئے ' لکهي هی اُس نے اپنے اوپر رحمت ' بے شک اکهٹا کریگا تم سب کو قیامت کے
دن میں جس میں کچهه شک نهیں ' جن لوگوں نے اپنے تئیں آپ نقصان پهونچایا تو وه
ایمان نهیں لانے کے ۱۲ اور اُسي کے لیئے هی جو کچهه که ٹهرتا هی رات میں اور دن میں'
اور وه سننے والا هی جاننے والا ۱۳ کهدے (اے پیغمبر اُن مشرکین کو جو تجهکو بتوں کي
طرف مایل کرنا چاهتے هیں) که کیا میں خدا کے سوا دوسرے کو دوست بناؤں جو پیدا
کرنے والا هی آسمانوں کا اور زمین کا اور وهي رزق دیتا هی اور اُس کو رزق نهیں دیا جاتا '

کهدے که بے شک مجهکو حکم دیا گیا هی که میں هوں پهلا شخص

مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٤﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ
اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ
يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾ وَاِنْ
يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ
بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ
عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿١٨﴾ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً
قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ
لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً
اُخْرٰى قُلْ لَّآ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ
مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿١٩﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا
يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠﴾
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ
لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢١﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ
لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٢٢﴾

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّآ أَنْ قَالُوا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿٢٣﴾
اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا
يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ إِلَيْكَ وَ جَعَلْنَا عَلٰى
قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَّفْقَهُوهُ وَ فِيٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَ إِنْ يَّرَوْا
كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا حَتّٰٓى إِذَا جَآءُوكَ يُجَادِلُونَكَ
يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِنْ هٰذَآ إِلَّآ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٥﴾ وَهُمْ
يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ وَ إِنْ يُّهْلِكُونَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَ مَا
يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾ وَ لَوْ تَرٰٓى إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يٰلَيْتَنَا
نُرَدُّ وَ لَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَ نَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾
بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ وَ لَوْ رُدُّوا لَعَادُوا
لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿٢٨﴾ وَ قَالُوٓا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا
الدُّنْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٢٩﴾ وَ لَوْ تَرٰٓى إِذْ وُقِفُوا
عَلٰى رَبِّهِمْ قَالَ أَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوا بَلٰى وَ رَبِّنَا قَالَ
فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٠﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ

پھر اُن کو اور کچھہ بہانہ بجز اس کے نہوگا کہ کہینگے خدا کي قسم اے ہمارے پروردگار ہم مشرک نہ تھے ۲۳ دیکھہ کس طرح اُنہوں نے اپنے پر آپ جھوٹ باندھا اور کھویا گیا اُنسے جو کچھہ کہ اُنہوں نے افترا کیا تھا ۲۴ اور اُن میں سے کوئي شخص کان لگاتا ہی تیري طرف اور ہمنے اُن کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اُس کے سمجھنے سے اور اُن کے کانوں میں بہرا پن ہی اور اگر وہ تمام نشانیاں دیکھہ لیں تو بھي اُن پر ایمان نہ لاوینگے یہاں تک کہ جب تیرے پاس آوینگے تو کج بحثي کرینگے ' جو لوگ کافر ہوئے کہتے ہیں یہہ کچھہ نہیں ہی مگر اگلوں کي کہانیاں ۲۵ اور وہ (آوروں کو) اُس سے منع کرتے ہیں اور خود بھي اُس سے الگ رہتے ہیں اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں جانتے ۲۶ اوراگر تو دیکھے جبکہ وہ آگ پر کھڑے ہوں تو کہینگے اے کاش ہم پھر جاویں اور نہ جھٹلاویں اپنے پروردگار کي نشانیوں کو اور ہوویں ایمان والوں میں سے ۲۷ بلکہ اُن کو ظاہر ہوگیا جو کچھہ کہ اس سے پہلے چھپاتے تھے اور اگر وہ پھر بھیجدیئے جاویں تو وہي کرینگے جس سے اُن کو منع کیا گیا تھا بے شک وہ جھوٹے ہیں ۲۸ اور اُنہوں نے کہا کہ یہہ کچھہ نہیں ہی مگر دنیا کي زندگي اور ہم نہیں پھر اُٹھنے والے ۲۹ اور اگر تو دیکھے جبکہ وہ کھڑے کیئے جاوینگے اپنے پروردگار کے سامنے (خدا) کہیگا کہ کیا یہہ سچ نہیں ہی ' کہینگے ہاں قسم ہمارے پروردگار کي ' (خدا) کہیگا پھر چکھو عذاب بدلے اُس کے جو تم کفر کرتے تھے ۳۰ بےشک

نقصان میں پڑے جن لوگوں نے

كَذَّبُوْا بِلِقَاءِ اللّٰهِ حَتّٰى اِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا
يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى
ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَاءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَعِبٌ
وَّلَهْوٌ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾
قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ
وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ
رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰى
اَتٰهُمْ نَصْرُنَا وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَ لَقَدْ جَاءَكَ مِنْ
نَّبَاِئ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ
اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ
فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ وَ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ
مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ وَ الْمَوْتٰى
يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ

---

۳۷ — (و قالوا لولا أنزل عليه آية) اس آیت سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ھی که آنحضرت صلعم کے پاس کوئي معجزه نه تها یعني جسکو کفار یا عام لوگ معجزه سمجھتے ھیں

جھٹلایا اللہ سے ملنے کو ' یہاں تک کہ جب یکایک اُن کے پاس وہ گھڑي آویگي تو کہینگے

ہاے ہم پر افسوس ہماري اُس تقصیر پر جو ہمنے اُس میں کي ' اور وہ اُٹھائینگے اپنے

بوجھہ اپني پیٹھوں پر ' جان لو برا ہی وہ جو اُٹھائینگے ۳۱ اور دنیا کي زندگي کیا ہی مگر

لہو و لعب (یعني چند روزہ بیہودہ خوشي) اور بے شک دار آخرت بہتر ہی اُن لوگوں

کے لیئے جو پرہیزگاري کرتے ہیں پھر کیا تم نہیں سمجھتے ۳۲ بے شک ہم جانتے ہیں کہ

بے شک تجھکو رنجیدہ کرتا ہی جو کچھہ وہ کہتے ہیں پھر وہ تجھکو نہیں جھٹلاتے ولیکن

یہہ ظالم اللہ کي نشانیوں سے ہٹ دھرمي کرتے ہیں ۳۳ اور بیشک جھٹلائے گئے ہیں پیغمبر

تجھہ سے پہلے پھر اُنہوں نے صبر کیا اسپر کہ جھٹلائے گئے اور ایذا دي گئي یہاں تک

کہ ہماري مدد اُن کے پاس آئي ' اور کوئي نہیں بدلنے والا خدا کي باتوں کو ' اور بے شک

تیرے پاس آئي ہیں پیغمبروں کي خبریں میں سے ۳۴ اور اگر تجھہ پر گراں گذرتا ہی اُن کا

منھہ پھیرنا ' پھر اگر تو کرسکے کہ ڈھونڈہ نکالے ایک سرنگ زمین میں یا ایک سیڑھي آسمان

میں پھر لے آوے اُن کے پاس کوئي نشاني (تو بھي وہ ایمان نہ لاوینگے) اور اگر خدا
چاھے تو اُن سب کو ھدایت پر اکھٹا کردے پھر نادانوں میں سے ہرگز مت ہو ۳۵ اس کے
سوا کچھہ نہیں کہ وھي لوگ قبول کرتے ھیں جو سنتے ھیں اور مردے (یعني کافر) اُنکو
اُٹھاویگا اللہ پھر اُس کے پاس لیجائے جاوینگے ۳۶ اُنہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اُتاري گئي
اُس پر (یعني پیغمبر پر)

کیونکہ اگر کوئي معجزہ ھوتا تو کفار یہہ نہ کہتے کہ کیوں آنحضرت صلعم پر کوئي معجزہ نہیں اُتارا گیا *

اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً

تفسیر کبیر میں ان آیتوں کی شان نزول میں ابن عباس کی روایت سے لکھا ھی که حرث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف معه چند قریش کے آنحضرت صلعم پاس آئے اُن سب نے کہا که اے محمد الله کے پاس سے کوئی معجزہ لاؤ جیسے که انبیا کیا کرتے تھے تو ھم تم پر ایمان لائیں مگر خدا نے معجزہ بھیجنے سے انکار کیا کیونکه خدا کے علم میں تھا که وہ ایمان نہیں لانے کے *

جن لوگوں نے مذکورہ بالا آیتوں سے یہه استدلال کیا ھی که آنحضرت صلعم پاس کوئی معجزہ نه تھا اُن کو امام فخرالدین رازی نے ملحد قرار دیا ھی اور اُن کا جواب اس طرح پر دیا ھی که خود قران ھی بہت بڑا معجزہ ھی که باوجودیکه کافروں سے کہا گیا که مثل اس کے لاؤ اور وہ نه لا سکے - ممکن ھی که یہه کہا جاوے که اگر قران معجزہ تھا تو پھر کافروں نے یہه کیونکر کہا که " کیوں نہیں اُتاری گئی پیغمبر پر کوئی نشانی " تو امام صاحب فرماتے ھیں که ھم اس کا کئی طرح پر جواب دینگے اول یہه — که لوگوں نے دشمنی سے قران کو معجزہ نه ٹھیرایا ھوگا اور کہا ھوگا که یہه تو کتاب کی قسم سے ھی اور کتاب معجزات کی قسم میں سے نہیں ھی جیسے که توریت و زبور و انجیل اور اسی شبہه کے سبب سے اُنہوں نے وہ کہا ھوگا - دوسرے یہه که اُنہوں نے معجزات قاہرہ طلب کیئے ھونگے جیسے که اور انبیا کے پاس تھے مثل سمندر کے چیر دینے اور پہاڑ کے سر پر معلق ھوجانے اور مردوں کے زندہ کرنے کے — تیسرے یہه که اُنہوں نے ضد سے علاوہ معجزات موجودہ کے اور معجزے طلب کیئے ھونگے جیسے فرشتوں کا اُترنا یا آسمان کے ٹکڑے کا ٹوٹ پڑنا — چوتھے یہه که یا اُنہوں نے آسمان پر سے پتھروں کا برسنا یا اور عذاب کا اُترنا چاھا ھوگا کیونکه یہه سب باتیں آیت کے لفظ میں شامل ھیں *

پھر امام صاحب کافروں کے مطلوبه معجزات نه نازل کرنے کی وجهه اس طرح بیان کرتے ھیں که جب خدا تعالے نے قران مجید بہت بڑا معجزہ دیا تھا تو اُس پر اور معجزہ طلب کرنا ضد اور خدا پر تحکم کرنا تھا کرنے اور نه کرنے میں خدا اپنی مرضی کا مختار ھی وہ لوگوں کی خواھشوں کے مطابق نہیں کرتا چاھا اُن کا سوال قبول کیا چاھا نه کیا — علاوہ اس کے اگر ان کے اُن سوالوں کو پورا کردیتا تو وہ ایک اور معجزہ چاھتے جب وہ بھی پورا ھوجاتا تو اور چاھتے اور اُس کی کچھه انتہا نہوتی اس لیئے پہلی ھی دفعه سد باب کردیا - سوائے اس کے اگر خدا تعالے اُن کے مطلوبه معجزات کو نازل کرتا اور

کوئي نشاني (يعني معجزه) أسکے پروردگار کي طرف سے، کهدے که بے شک الله اسپر قادر هی که اتارے کوئي نشاني

اگر وه ايمان نه لاتے توسب کو نيست و نابود کر ڈالتا پس خدا نے بمقتضاے رحمت کے أنکو نازل نهيں کيا — اور يهه بهي هی که خدا جانتا تها که وه لوگ أن معجزات کو فائده کي غرض سے نهيں طلب کرتے تهے بلکه ضد سے طلب کرتے تهے اور خدا کو معلوم تها که وه ايمان نهيں لانے کے *

مگر شاه ولي الله صاحب نے اپني کتاب تفهيمات الهيه ميں صاف صاف بيان کيا هی که قران مجيد ميں کسي معجزه کا ذکر نهيں هی اور شق قمر کي نسبت لکها هی که وه معجزه نهيں چنانچه وه فرماتے هيں که همارے نزديک شق قمر معجزات ميں سے نهيں هی هاں وه قيامت کي نشانيوں ميں سے هی جيسيکه خدانے فرمايا هی که قريب هوئي ساعت اور پهٹ گيا چاند ليکن آنحضرت صلعم نے أس کے هونے سے پهلے أس کي خبر دي هی اس راه سے معجزه هی *** اس کے بعد شاه صاحب فرماتے هيں که الله سبحانه نے ان معجزات ميں سے کچهه بهي اپني کتاب (يعني قران) ميں ذکر نهيں کيا اور نه مطلق أس کي طرف اشاره کيا هی ٬ اسميں نادر بهيد يهه هی که قران تو پرتوه اسم ذات کا هی (اور شاه صاحب نے معجزات کو اشرافات ميں داخل کيا هی جو اسم ذات سے کم درجه هی اس لئيے أنهوں نے فرمايا که) پس جو چيز که أس کے ماتحت هی أس کا ذکر أس ميں نهيں هوسکتا *

اما شق القمر فعندنا ليس من المعجزات انما هو من آيات القيامة کما قال الله تعالے اقتربت الساعة وانشق القمر ولکنه صلی الله عليه وسلم اخبر عنه قبل وجوده فکان معجزة من هذا السبيل ***** و لم يذکر الله سبحانه شيئًا من هذه المعجزات في کتابه و لم يشر اليها قط بسر بديع و هو ان القران انما هو من الاسم فلا يذکر فيه ما هو من تحته —
(تفهيمات الهيه)

مگر تعجب يهه هی که اگر شاه صاحب کے نزديک کسي نبي کے معجزه کا ذکر قران مجيد ميں نهوتا تو أسوقت أن کي يهه دليل صحيح هوسکتي تهي ليکن جبکه شاه صاحب اور انبياء کے معجزات کا ذکر قران مجيد ميں تسليم کرتے هيں جيسا که تفهيمات کے متعدد مقاموں سے پايا جاتا هی تو يهه بهيد ٹوٹ جاتا هی اور کوئي وجهه سمجهه ميں نهيں آتي که قران مجيد ميں بلا لحاظ اس بهيد کے اور پيغمبروں کے معجزوں کا تو ذکر هو اور بلحاظ اس بهيد کے آنحضرت صلعم کے معجزوں کا ذکر نهو *

غرضکه امام صاحب نے اس بحث کو أسي طريقه پر کيا هی جيسے که همارے هاں کے قديم علماء کا طريقه هی اور شاه صاحب نے أس کو تصوف کے سانچه موهوم ميں ڈهالنا چاها هی

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾

مگر اس زمانہ کے لوگوں کو ایسی تقریروں سے تشفی نہیں ہوتی اور جب تک اصل حقیقت صاف صاف نہ بتائی جاوے دل کو طمانیت نہیں رہتی *

قران مجید میں اس آیت میں اور اور متعدد آیتوں میں جو کچھہ لکھا ہی سب سچ ہی اور نہایت صفائی سے اصل حقیقت کو بتا دیا ہی - بزرگوں کے ساتھہ کرامت کا اور انبیاء کے ساتھہ معجزہ کا خیال فطرت کے ایک بڑے لنبے سلسلہ سے مربوط ہی جبتک کہ اُس سلسلہ پر ابتدا سے بغور کامل نظر نہ ڈالی جاوے اور قران مجید کی آیتوں کے ساتھہ اُس کو نہ تطبیق دی جاوے اُس وقت تک نہ معجزہ کی اور نہ کرامت کی حقیقت ظاہر ہوتی ہی اور نہ اس آیت کی اور نہ قران مجید کی اور آیتوں کی جو مثل اس کے ہیں اصلی مراد و حقیقت کھلتی ہی اور نہ اُن لوگوں کے دلوں کو جو اصلی حقیقت کی تلاش میں ہیں تسلی ہوتی ہی پس اول ہم فطرت کے اُس سلسلہ کو مختصر طور پر بیان کرینگے اور اُس کے بعد قرآن مجید کی آیتوں کو اُس سے تطبیق دینگے - اور اسی کی ضمن میں انسان کے اُن خیالات کی غلطی ظاہر کرینگے جو انبیاء علیہم‌السلام میں انسانوں سے بڑہ کر ملکہ نبوت کے سوا کسی اَور چیز کا ہونا بطور دلیل اُن کی نبوت کے ضروری سمجھتے ہیں — ان سب باتوں کے سمجھانے کے لیئے اولاً فطرت کی اُن باتوں کی طرف توجہہ دلانا ضرور ہی جن سے مخلوقات کا سلسلہ نبوت کے سلسلہ تک ملا ہوا ہی *

تمام مخلوقات میں انسان ہو یا حیوان - شجر ہو یا حجر ' سب میں خدا نے ایک فطرت رکھی ہی ' اور اُس کے اثر بغیر کسی کے بتائے اور بغیر کسی سکھانے والے کے سکھائے اُسی فطرت کے مطابق ہوتے رہتے ہیں — اس ودیعت فطرت کو بعض علماء اسلام نے الہامات طبعی کے نام سے موسوم کیا ہی — مگر خدا تعالے نے اُس کو وحی سے تعبیر کیا ہی جہاں فرمایا ہی " و اوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا و من الشجر و مما یعرشون (النحل آیت ۷۰) یہہ وحی جبرئیل یا خدا کا اور کوئی فرشتہ شہد کی مکھی کے پاس لیکر نہیں گیا تھا بلکہ خود خدا اُس کے پاس لیجانے والا یا اُس میں ڈالنے والا تھا *

اب دیکھو کہ اس وحی نے شہد کی مکھی میں کیا کیا ؟ کسطرح اُس نے پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھنے بلند درختوں کی ٹہنیوں میں اور کس حکمت سے چھتا لگایا ' اور کس دانائی سے اُس میں چھوٹے چھوٹے مسدس خانے بنائے ' پھر کسطرح عمدہ سے عمدہ شفا بخش پھولوں سے رس چوس کر لائی ' اور کسطرح اُس سے میٹھا شہد نکالا جسکے مختلف رنگ

و لیکن اُن میں کے اکثر نہیں جانتے

ھیں ' پھر کسطرح اُن مسدس خانوں کو اُس سے بھرا جسکي نسبت خدا نے فرمایا کہ " فیہ شفاء للناس " *

ایک چھوتے سے زرد رنگ کے جانور بئے کو دیکھو کہ اُس وحي یا فطرت نے اُس میں کیا کر دکھایا ھی — کس حکمت سے وہ اپنا گھونسلا بناتا ھی ' دشمنوں سے محفوظ رکھنے کو کسقدر اُنچے کانتوں دار درختوں میں لتکاتا ھی ' اندھیري برسات کي راتوں میں کس طرح پٹ بیجنے کا چراغ اپنے گھونسلے میں جلاتا ھی ' بجز اُس وحي کے اور کس نے اُسکو بتایا ھی کہ وہ فاسفورس دار کیڑا صرف روشني دیتا ھی اور گھونسلا نہیں جلاتا *

اسکے سوا اور پرندوں کو دیکھو کسطرح جوڑا جوڑا ھوکر رھتے ھیں' اپنے انڈونکو دونوں ملکر کسطرح سیتے ھیں ' ایسي معتدل حرارت اُنکو پہونچاتے ھیں کہ بڑے سے بڑے حکیم سے بھي نہیں ھوسکتي ' پھر بچہ کسطرح انڈے کو کھتک کر نکلتا ھی ' پھر کسطرح وہ دونوں اُس کو پالتے ھیں جب بڑا ھوجاتا ھی تو اُڑجاتا ھی اور وھي کرتا ھی جو اُسکے ما باپ کرتے تھے *

چرندوں کا بھي یھي حال ھی وہ بھي اُسي وحي کے مطابق جو اُنکو دي گئي ھی کام کرتے ھیں اپنا چارہ ڈھونڈہ لیتے ھیں ' پاني تلاش کرلیتے ھیں اُونت بعید فاصلہ سے پانیکي بو سونگھہ لیتا ھی ' حربہ کے جو اوزار اُنکے پاس ھیں موقع پر کام میں لاتے ھیں دشمن سے اپني جان بچاتے ھیں' بکري نے گو کبھي بھیڑیا ندیکھا ھو مگر پہلي ھي دفع دیکھکر کانپتي ھی اور جان بچانیکو بھاگتي ھی ' یہہ سب کرشمے اُسي وحي رباني کے ھیں جو قادر مطلق ھمہ قدرت نے اُنکو عطا کي ھی *

انسان بھي مثل اُن کے ایک مخلوق ھی وہ بھي اُس وحي کے عطیہ سے محروم نہیں رھا ' مگر جسطرح مختلف قسم کے حیوانوں کو بقدر اُن کي ضرورت کے اُس وحي کا حصہ ملا ھی اسیطرح انسان کو بھي بقدر اُس کي ضرورت کے حصہ عطا ھوا ھی *

انسان جس شکل و شمایل اور ترکیب اعضا پر پیدا ھوا ھی وہ بظاھر اُس میں منفرد نہیں ھی بلکہ اُس سے کم درجہ کي بھي ایسي مخلوق پائي جاتي ھی جو بظاھر اُسیکي سي شکل و شمایل رکھتي ھی اس سے مراد میري اُس مخلوق سے ھی جو انسان کے مشابہ ھی مگر انساني تربیت کا مادہ نہیں رکھتي ' لیکن اس مقام پر میري بحث اُس شکل و شمایل کے انسان سے ھی جس میں انساني تربیت کا مادہ بھي ھی - کیونکہ خدا کا خطاب بھي

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ

اُن هي سے هی نه اُن سے جو حقیقت میں انسان نہیں هیں بلکه انسان سے کم درجه میں اور بندروں کے سلسله میں داخل هیں *

آب و هوا اور اُس ملک کي حالت سے جهاں انسان رهتا هی یا ایسے مقامات سے جهاں گو انسان پایا جاتا هی مگر درحقیقت عمرانات میں شمار نہیں هوسکتے انسان کي ضروریات میں بہت کچهه تغیر و تبدل هوجاتا هی مگر میں ان عارضي تبدیلات کو بهي اپني اس بحث میں دخل ندونگا بلکه انسان من‌حیث‌الانسان سے بمقتضاے اُس کي جبلت انساني کي بحث کرونگا *

اب هم انسان کا حیوان سے مقابله کرتے هیں اور دیکهتے هیں که انسان بمقابل حیوان کے اُس وحي کا کسقدر زیاده حصه پانے کا مستحق تها اور کن کن امور کے لیئے *

هم انسان اور حیوان دونوں میں بهوک اور پیاس کي خواهش پاتے هیں مگر دونوںمیں یهه فرق دیکهتے هیں که حیوانوں کي اُس خواهش کے پورا کرنے کا تمام سامان خود خدا نے اُن کے لیئے مهیا کردیا هی خواه وه جنگل میں رهتے هوں یا پهاڑ میں خواه وه گهانس کهاتے هوں یا دانه چگتے هوں ' زمین کے کیڑے مکوڑے کهاتے هوں یا نہایت عمده تیار و فربه جانوروں کا گوشت جهاں وه هیں سب کچهه اُن کے لیئے مهیا هی *

انسان کے لیئے اُس کي اُن خواهشوں کے پورا کرنے کے لیئے بغیر اُس کي محنت و تدبیر کے کوئي چیز بهي مهیا نہیں یا یوں کہو که نہایت هي کم مهیا هی اُس کو خود اپني غذا پیدا کرني چاهیئے جب که وه پاني کے چشموں سے دور هی تو خود اُس کو پاني بهي پیدا کرنا چاهیئے *

جانوروں کو هم دیکهتے هیں که اُنکا لباس خود اُنکے ساتهه هی جو جاڑے اور گرمي میں تبدیل هوتا رهتا هی چهوٹي سي چهوٹي تیتریوں کا ایسا خوب صورت لباس هی که بڑي سے بڑي شهزادي کو بهي نصیب نہیں مگر انسان ننگا پیدا هوا هی اُس کو خود اپني تدبیر سے اپني محنت سے اپنے لیئے آپ گرمي و جاڑه کا لباس پیدا کرنا هی *

یهه ضرورتیں انسان کي فرداً فرداً پوري نہیں هوسکتیں اور اسلیئے اُس کو اپنے همجنسوں کے ساتهه جمع هوکر رهنے اور ایک دوسرے سے مدد لینے کي ضرورت پڑتي هی ' بہت قسم کے جانور بهي هیں جو ایک جگهه جمع هوکر رهتے هیں مگر اُن کو آپسکي استعانت کي حاجت نہیں انسان هي ایک ایسا مخلوق هی جو اپنے همجنسوں کي استعانت کا محتاج هی *

اور نہیں ھی کوئي زمین پر چلنے والا

اس طرح پر باھم ملکر رھنے کي ضرورت اور بہت سي ضرورتوں کو پیدا کردینے ھی اسباب کي ضرورت پیش آتي ھی کہ وہ مجمع آپس میں کسطرحپر برتاؤ اور معاشرت کرے -- کسطرح اپنے گھروں کو آراستہ کریں اور کس طرح اُن کا انتظام کریں - اُن قوا کو جو خدا نے اُن میں پیدا کیئے ھیں اور جن سے توالد اور تناسل ہوتا ھی کس طرحپر کام میں لاویں -- اُن مقاصد کے انجام کے لیئے کسطرح سرمایہ پیدا کریں اور جو پیدا کیا ھی اُسکو کسطرح بغیر دوسرے کي مزاحمت کے اپنے صرف میں لاویں جس سے دوسرے کو نقصان نہ پہونچے - اُس مجمع کا مجموع من حیث المجموع کسطرح پر انتظام رھے -- کسي دوسرے ویسے ھي مجمع کي دست اندازي اور زیادتي سے کسطرح محفوظ رھے *

یہہ ضرورتیں انسان میں ایک اور وحي کي وویعت ہونیکي ضرورت کو پیش کرتي ھیں جسکو عقل انساني یا عقل کلي سے تعبیر کیا جاسکتا ھی -- یہہ وھي ودیعت ھی جس سے انسان چند واقعات وقوعي یا مقدمات ذھني سے ایک نتیجہ پیدا کرتا ھی اور جزئیات کي تتبع سے کوئي کلیہ قاعدہ بناتا ھی یا قاعدہ کلیہ سے جزئیات کو حاصل کرتا ھی ' ابتدا سے یعني جبسےکہ انسان نے انساني جامہ پہنا ھی وہ اس ودیعت کو کام میں لاتا رھا ھی اور جب تک کہ وہ ھی کام میں لاتا رھیگا *

یہي ودیعت ھی جس نے انسان کو نئي نئي ایجادوں اور حقایق اشیا کي تحقیقاتوں اور علوم و فنون کے مباحثوں پر قادر کیا ھی ' یہي ودیعت ھی جس سے انسان انبساط کي طرف مایل ہوتا ھی وہ غور کرتا ھی کہ کن محسوسي اور ذھني چیزوں سے وہ خوشي حاصل کرسکتا ھی پھر وہ اُن کے جمع کرنے اور ترتیب دینے یا ایجاد کرنے میں کوشش کرتا ھی یہي ودیعت ھی جس سے انسان کا دل ھر ایک واقعہ کي نسبت اس طرف مایل ہوتا ھی کہ یہہ کیوں ہوا اور پھر اس سے کیا ہوگا ' یہي ودیعت ھی جس کے سبب سے انسان کے دل میں خالق کا سزا و جزا کا ' معاد کا ' خیال پیدا ہوتا ھی *

وہ اپنے چاروں طرف اپنے سے بہت زیادہ قوي ' مہیب و زبردست مخلوقات کو دیکھتا ھی اور اُس کے دل میں ایک اعلی اور قوي زبردست وجود کا خیال پیدا ہوتا ھی - اُس کے سامنے ایسے واقعات پیش آتے ھیں جن کا ظاھر میں کوئي کرنے والا نہیں معلوم ہوتا ' بیماریوں وباؤں قحطوں میں وہ مبتلا ہوتا ھی اچھا موسم اور عمدہ فصلوں اور صحت و تندرستي کا زمانہ اُسپر گذرتا ھی اور اِس اختلاف کے اسباب سے بہت کم واقف ہوتا ھی وہ اُسکو کسي ایسے

وَ لَاطَائِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ

وجود غیر معلوم سے منسوب کرتا هی جس کے اختیار میں اُنکا کرنا تسلیم کرتا هی — پھر اُس غیر معلوم وجود سے خوف کھاتا هی اور بھلائي کو اُسکي خوشي اور برائي کو اُسکي خفگي کا سبب قرار دیتا هی — پھر اُس غیر معلوم وجود کي خوشي حاصل کرنے اور اُسکي خفگي سے بچنے کي تدبیریں سوچتا هی — وہ فکر کرتا هی که میں کون هوں اور اخیر میں کیا هونگا اور آخرکار اعمال کي جزا و سزا کا اور ایک قسم کي معاد کے یقین پر مایل هوتا هی *

یہہ تمام خیالات جو بذریعہ وحي کے یا فطرت کے انسان میں پیدا هوتے هیں زمانه کے گذرنے اور آیندہ نسلوں کے آنے اور برابر سنتے رهنے سے دلوں میں ایسے منتقش هوجاتے هیں که بدیهیات سے بھي اُن کا درجه زیادہ هوجاتا هی — اور جسطرح انسان کي حالت کو ترقي هوتي جاتي هی اُسیطرح اُن باتوں کو بھي جو فطرت نے اُسکو سکھائي هیں ترقي هوتي رهتي هی — بلکه اُن فطرتي باتوں کا ترقي پانا هي انسان کي ترقي کہلاتي هی *

پس جب اسطرح اس انساني پتلے پر غور کیا جاوے تو معلوم هوتا هی که یہہ تمام چیزیں جنکو انبیاء علیهم السلام اور حکماء علیهم الرحمة نے دنیا میں قایم کیا هی اور جنکو هم — علم معاش — علم تمدن — علم سیاست مدن — علم تدبیر منزل — علم معاشرت علم المعاملات والاحکام — علم الدین یا ادیان — علم البرو الاثم — علم المعاد والاخرة — سے تعبیر کرتے هیں وهي هیں جنکے خود خدا نے انسان میں وحي ڈالي هی یا اُن کو خود اُس کي فطرت میں رکھا هی *

یہہ حقیقت زیادہ تر وضاحت اور تعجب انگیز طریقه سے منکشف هوتي هی جبکه تمام دنیا کے انسانوں کو جہاں تک که همکو اُنسے واقفیت هی باوجود اُنکي زبان — اُنکي قوم — اُنکے ملک — اُنکي صورت — اُنکي رنگت — کے اختلاف کے بہت سي باتوں میں متفق پاتے هیں گو طریقه عمل میں کچھه کچھه اختلاف هو مثلاً — معبود کا یقین — اُسکي پرستش کا خیال — موت کے بعد اعمال کي جزا و سزا — دوسرے جہان کا وجود — کسي هادي یا رهنماے روحاني کا هونا — دنیاوي معاملات میں — تزوج — سرگروہ کا مقرر کرنا اور اُسکے تابع رهنا — افعال میں — رحم دلي همدردي — سچائي کا اچھا سمجھنا — زنا — چوري — قتل — جھوٹ کو برا جاننا ' یہہ اور اُسکے مثل اور بہت سے امور هیں جن میں تمام دنیا کے انسانوں کو متفق پاتے هیں — چند کا ان اتفاقوں میں سے مستثنی هونا جن کے اسباب بھي جدا هیں اس کلیه کے متناقض نہیں هی *

اور نہ کوئي پرندہ جو اپنے دونوں بازوؤں پر اُڑتا ھی

یہہ خیال کرنا کہ ان سب نے ایک ایسے زمانہ میں جبکہ سب یکجا ہونگے ان باتوں کو سیکھا ہوگا اور متفرق ہوجانے کے بعد بھي وہ اُن سب باتوں کو اپنے ساتھہ لیگئے ایک ایسا خیال ھی کہ جسدا ثبوت موجود نہیں ھی بلکہ یوں کہنا چاھیئے کہ ناممکن ھی — اگر ھم تسلیم بھي کرلیں کہ وہ سب کسي زمانہ میں یکجا تھے تو بھي جب ھم یہہ دیکھتے ھیں کہ اُنکي افتراق نے اُنکي حالت کو (جو ضرور ھی کہ بے انتہا زمانہ کي مفارقت باعث ھوئي ھوگي) ایسا تبدیل کردیا ھی کہ صورت میں رنگت میں طبیعت میں اعضا کي ساخت میں اُن کے جوڑ بند میں اُنکي زبان میں ایک تبدیل عظیم واقع ھوگئي ھی تو یہہ کیونکر تسلیم ھوسکتا ھی کہ وہ خود تو بدل گئے مگر جو سبق اُنھوں نے سیکھا تھا وہ نسل در نسل نہ بھولے — بلکہ برخلاف اسکے وہ اسبات کي دلیل ھوسکتي ھی کہ یہہ توافق اُسي وحي یا فطرت کا باعث ھی جو خدا نے انسان کو ودیعت کي ھی *

مگر خدا نے اس فطرت کو جسکو ھم نے عقل انساني یا عقل کلي سے تعبیر کیا ھی ایسا نہیں بنایا کہ سب میں برابر ھو یا سب میں ایک سا اُسکا ظہور ھو بلکہ انسان کے پتلے میں اُسکے اعضا کي بناوٹ اس طور پر بنائي ھی کہ اس فطرت کا ظہور بہ تفاوت اور بانواع مختلف ھوتا ھی پس اس فطرت سے جس شخص کو اعلی درجہ کا حصہ اور جس نوع کا دیا جاتا ھی وہ اورونکے لیئے اُس نوع کا ھادي اور پیشوا ھوجاتا ھی — شاہ ولي‌الله صاحب نے ایسے شخصوں کو مفہمون کے لقب سے ملقب کیا ھی — وہ حجۃ‌الله البالغہ میں " تحت باب حقیقۃ‌النبوۃ و خواصھا " ارقام فرماتے ھیں جسکا ماحصل یہہ ھی کہ " مفہمون مختلف استعداد کے اور کئي قسم کے ھوتے ھیں -- جسکو اکثر خدا کي طرف سے بذریعہ عبادت کے تہذیب نفس کے علوم کا القا ھوتا ھی وہ کامل کہلاتا ھی — جسکو اکثر عمدہ اخلاق اور تدبیر منزل کے علوم کا القا ھوتا ھی وہ حکیم کہلاتا ھی — جسکو سیاست کے امور کا القا ھوتا ھی اور وہ اُسکو عمل میں لاسکتا ھی وہ خلیفہ کہلاتا ھی — جسکو ملاء اعلی سے تعلیم ھوتي ھی اور اُس سے کرامتیں ظاھر ھوتي ھیں وہ مؤید بروح‌القدس کہلاتا ھی — اور جسکے دل میں اور زبان میں نور ھوتا ھی اور اُسکي نصیحت سے لوگ فائدہ اوٹھاتے ھیں اور اُسکے حواریوں اور مریدوں پر بھي نور و سکینہ نازل ھوتا ھی وہ ھادي اور مزکی کہلاتا ھی — اور جو قواعد ملۃ کا زیادہ جاننے والا ھوتا ھی وہ امام کہلاتا ھی — اور جسکے دل میں کسي قوم پر آنے والي مصیبت کي خبر ڈالدي جاتي ھی جسکي وہ پیشین گوئي کرتا ھی یا قبر و حشر

اِلّا اُمَمٌ اَمثالُکُم

کے حالات کا اُسپر انکشاف هوتا هی اور وہ اُسکا وعظ لوگوں کو سناتا هی وہ منذر کہلاتا هی — اور جب خدا اپني حکمت سے مفهمین میں سے کسي بڑے شخص کو مبعوث کرتا هی تاکہ لوگوں کو ظلمات سے نور میں لاوے تو وہ نبي کہلاتا هی " بهر حال شاہ صاحب نے اس مطلب کو کسي لفظوں سے اور همنے کسي لفظوں سے تعبیر کیا هو نتیجه واحد هی که انسانوں هي میں سے جس درجه اور جس نوع کي فطرت یا وحي خدا نے جس انسان میں ودیعت کي هی وہ اوروں کے لیئے اُس نوع کا هادي یا رهنما هوتا هی — جس میں خدا نے اعلی درجه کي تہذیب نفس انساني کي فطرت پیدا کي هی خواہ اسکو انهي لفظوں سے تعبیر کرو خواہ " وما ینطق عن الهوی ان هو الاوحی یوحی " کے لفظوں سے وہ نبي هوتا هی گو کہ وہ اپني ماں کے پیٹ هي میں کیوں نہو *

پس اب ایسي مخلوق کي نسبت جس میں خدا نے اسقدر کاموں اور متعدد درجوں کي فطرت پیدا کي هو خیال کرو کہ وہ کیا کریگي — ضرور هی کہ وہ اپني تمدني فطرت کے مقتضا سے ایک جگهه اکهٹا هوکر رهیگي — اپنے مافي الضمیر کے اظهار کے لیئے ایسي معین آوازیں ظاهر کریگي جو اُسکے مافي الضمیر پردال هوں — جس طرح اُسکو مافي الضمیر کے اظهار کي زیادہ ضرورت پیش آتي جاویگي اُن آوازوں کي بهي کثرت اور اُن میں تنوع اور اشتقاق پیدا هوتا جاویگا رفته رفته وہ اُس گروہ کي زبان قرار پاویگي اور علم لغت اور علم اشتقاق اور صرف و نحو اور فصاحت و بلاغت سے مالا مال هوجاویگي *

وہ سب اپني زندگي بسر کرنے کے سامان مهیا کرنے کي فکر کرینگے دریاؤں اور ندیوں اور چشموں کے مقامات کو پاني میسر آنیکے لیئے تلاش کرینگے اگر وہ ایسا موقع نہ پاوینگے تو زمین کهود کر پاني نکالینگے ایک غریب بیکس عورت بهي اپنے بچه کے لیئے پاني کي تلاش میں ادهر اودهر دوڑتي پهریگي — گوکہ چند روز جنگل کي اتفاقیه پیداوار پر وہ اپني زندگي بسر کریں مگر غله پیدا کرنے پر کوشش کرینگے زمین کو پهاڑینگے اگر کودال میسر نہوگي تو درخت کے سوکهے نوکدار ٹہنه هي سے بهزار مشقت زمین چیرینگے اور بیج ڈالینگے — بدن ڈهانکنے کي کوشش کرینگے - درختوں کے پتے هي لپیٹینگے جانوروں کي کهالوں کے تہبند باندهینگے اپنے کهیت میں دوسرے کو نہ آنے دینگے اپنے غله کي حفاظت چرند سے پرند سے انسان سے هر طرح پر کرینگے — رفته رفته زراعت کے قواعد اور حقوق کي بنیاد اور اُسکے قوانین قایم هوجاوینگے اور جس طرح اُسکو ترقي هوتي جاویگي اُسي طرح ان سب باتوں میں

بجز اسکے که مثل تمهاري جماعتیں هیں

جو معاش کے ذریعے میں ترقي هوتي رهیگي یہاں تک که انگوري باغ لگاوینگے اور اُس سے شراب بناوینگے اور اُسکو پي کر مدمست هوجاوینگے *

وہ اپني بود و باش کي فکر کرینگے مکانات بناوینگے ئالا کمل تان کر یا سرکندے اور بانسي جمع کرکے یا ایفت اور گارہ بناکر اور اس طرح مجتمع هوکر گانوں اور قصبے اور شہر آباد کرینگے رفته رفته اُس میں ترقي کرتے جاوینگے یہاں تک که قصر حمرا اور محل بیضا اور کوسٹل پلیس اور شیش محل بنا کر اُس میں چین کرینگے *

وہ اپنے گھروں کي درستي اور آبادي کي تدبیریں سوچینگے فرزندوں کي خواهش مونس غمگسار کي آرزو کو پورا کرینگے تزوج کے قواعد اولاد کي پرورش کے طریقے اُنکے حقوق اُنکے ساتھ سلوک کے طریقے قرار دینگے جو رفته رفته ایسي ترقي پاوینگے که علوم کا درجه حاصل کرینگے اور علم تدبیر منزل کے نام سے موسوم هونگے *

وہ اپني گروہ میں راہ و رسم کے طریقے اخلاق اور دوستي اور محبت اور همدردي کے قاعدے ایجاد کرینگے رسم و رواج قایم کرینگے خوشي اور انبساط حاصل کرنے کے سامان مہیا کرینگے اور وہ تمام چیزیں رفته رفته علم اخلاق و معاشرت کا درجه حاصل کرینگي *

وہ اُس مجتمع کي حفاظت کي اور اُس میں انتظام قایم کرنے اور سب کے حقوق محفوظ رهنے کي فکر میں پڑینگے اُسکے لیئے قوانین تجویز کرینگے اور اُسکے نفاذ کے لیئے کسیکو اپنا سردار بناوینگے اور رفته رفته سلیمان کي سي بادشاهت اور عمر کیسي خلافت قایم کرینگے اور وهي اُنکے قوانین ترقي پاتے پاتے علم سیاست مدن کا رتبه حاصل کرینگے *

فطرت کے تفاوت درجات کے موافق اُنهي میں سے وہ لوگ پیدا هونگے جنکو شاہ ولي الله صاحب نے ' کامل ' حکیم ' خلیفه ' مؤید بروح القدس ' هادي و مزکي ' امام ' منذر ' نبي ' کے لقب سے ملقب کیا هی اور اس زمانه کے بے اعتقادوں نے ' رفارمر ' اُنکا نام رکھا هی ' اور اُنهي کي نسبت خدا نے یہه فرمایا هی " هوالذي بعث في الامیین رسولا منهم " *

شاہ صاحب فرماتے هیں که بعثت انبیاء کا کوئي نه کوئي سبب هوتا هی — یا تو یہه هوتا هی که ایک دولت (یعني حکومت یا سلطنت) کے ابتداء ظہور کا اور اُس سے اور دولتوں کے زوال کا وقت آپهونچتا هی اُسوقت خدا اُس دولت کے لوگوں کے دین کو قایم رکھنے کے لیئے کسیکو مبعوث کرتا هی جس طرح که همارے سردار محمد صلی الله علیه وسلم کي بعثت هوئي — (نعوذ بالله ولیس اعتقادي هذا) یا خدا تعالی کسي قوم کا بقا اور تمام

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ

انسانوں پر اُسکا برگزیدہ کرنا چاھتا ھی اُسوقت کسیکو مبعوث کرتا ھی جو اُنکي کجي کو سیدھا کرے اور کتاب اُنکو سکھاوے جس طرح کہ ھمارے سردار موسیٰ علیہ السلام کي بعثت ھوئي — یا کسي قوم کے منتظم کرنیکے لیئے جسکي دولت و دین کي پایداري قرار پاچکي ھی کسي مجدد کے مبعوث کرنے کي ضرورت ھوتي ھی جیسیکہ داؤد و سلیمان اور تمام انبیاء بني اسرائیل کي بعثت ھوئي جنکو خدا نے اُنکے دشمنوں پر فتح دي - شاہ صاحب نے جو کچھہ فرمایا یہہ اُنکا استنباط ھی مگر ھمارا یہہ عقیدہ نہیں ھی میں یقین کرتا ھوں کہ بعثت انبیاء صرف تہذیب نفس انساني کے لیئے ھوتي ھی نہ اور کسي چیز کے لیئے *

بہر حال یہہ تمام واقعات وہ ھیں جو ازروے قاعدہ فطرت انسان پر گذرتے ھیں اور انسان ھر ایک کام میں کسي نکسي کو اپنا ھادي اور پیشوا اور رھنما قایم کرتا ھی - اسوقت ھماري بحث اُن لوگوں سے متعلق نہیں ھی جو عموماً مختلف قسم کے علوم و فنون و معارف و مکاسب میں ھادي و پیشوا و رھنما قرار پاتے ھیں — بلکہ صرف اُسي ھادي سے متعلق ھی جو تہذیب نفس انساني کے لیئے پیشوا اور ھادي ھوتا ھی *

ایسا ھادي جس میں اس قسم کي ھدایت کي کامل فطرت ھوتي ھی وھي نبي ھوتا ھی اور وھي فطرت ، ملکہ نبوت ، ناموس اکبر ، جبرئیل اعظم کے لقب سے ملقب کیجاتي ھی — وہ کسي بات کو سوچتا ھی اور کچھہ نہیں جانتا دفعتاً اُسکے دل میں بغیر کسي ظاھري اسباب کے ایک القا ھوتا ھی اور قلب کو ایک صدمہ اُسکے القا سے محسوس ھوتا ھی جیسیکہ اوپر سے کسي چیز کے گرنے سے صدمہ ھوتا ھی یا اس قسم کا ایک انکشاف اُسکے دلپر ھوتا ھی جو سچ مچ وہ جانتا ھی کہ تمام حجاب اُٹھہ گئے ھیں اور جسکي میں تلاش میں تھا مثل سپیدہ دم صبح میرے سامنے موجود ھی - شاید مختلف حالات و معاملات میں اوروں کو بھي ایسا ھوتا ھو مگر جب اُس شخص میں دو صفتیں تسلیم کرلي گئي ھیں ایک فطرت کا کامل ھونا اور دوسرے اُس فطرت کا تہذیب نفس انساني سے مخصوص ھونا تو لازمي نتیجہ یہہ نکلتا ھی کہ اُسکا وہ القا یا وحي خواہ جبرئیل لیکر آیا ھو یا خود وہ ملکہ نبوت ھي اُس میں اور خدا میں ایلچي بنا ھو سچ اور فطرت اللہ کے مطابق ھی - اگر بحث رہ جاتي ھی تو اسیقدر رہ جاتي ھی کہ وہ شخص فی الواقع ایسا ھی کہ نہیں *

تہذیب نفس سے بلاشبہہ بہت امور متعلق ھونگے لیکن اُن سب میں ضرور کوئي ایسا امر بھي ھوگا جو اصل اصول تہذیب نفس انساني کا ھو اور وہ اصول بمقتضاے فطرت انساني

هم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی

وہ هی جسکو خود انساني فطرت نے قایم کیا هی یعني وجود اعلی اور قوي زبردست وجود کا - اس مقام پر هم اس بحث کو کہ اسي امر کو هم نے کیوں اصل اصول تهذیب نفس انساني قرار دیا هی چھوڑ دیتے هیں تاکہ خلط بحث نهو جاوے پهر کسي مقام پر اس سے بحث کرینگے اور اسلیئے بہ تسلیم امر مذکورہ کہتے هیں کہ ضرور اُس هادي کا سب سے بڑا اور سب سے مقدم کام اُس سب سے اعلی اور سب سے قوي اور سب سے زبردست همه قدرت وجود کي طرف هدایت کرنا هوگا اور جبکہ وہ کامل فطرت سے هدایت هوگي تو تمام کامل فطرت رکھنے والے هادیوں کو اُس میں اختلاف نهوگا اور وهي فطرت الله اور دین الله هوگا - اور اور امور جو اُسکے متعلق هیں طریقے یا رسمیں یا مصالح هونگے جنکو اب هم شرایع کے نام سے موسوم کرتے هیں پس تمام انبیاء کا جب سے انبیاء هوئے دین واحد تها اصل دین میں کچھہ تفاوت نه تها - خدا فرماتا هی " شرع لکم من الدین ما وصي به نوحا والذي اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم و موسی و عیسی " (الشوری آیت ۱۱) اور ایک جگہ فرمایا هی " لکل جعلنا منکم شرعة و منهاجا " (مایدہ آیت ۵۲) *

بلحاظ اُن فطرتوں کے جو خدا نے انسان میں پیدا کي هیں شاہ ولي الله صاحب بهي اسبات کے قایل هوئے هیں کہ انسان † کا اُنکو ترک کرنا محال هی اور وہ بہت سے امور میں ایک ایسے حکیم کے محتاج هیں جو تمام ضرورتوں سے واقف هو اور مصالح تدبیر جانتا هو خواہ بذریعہ فکر و درایت کے خواہ اس طرح پر کہ خدا تعالی نے اُسکي جبلت میں قوت ملکیہ رکھي هو اور ملاء اعلی سے اُسپر علوم نازل هوتے هوں *

پهر وہ لکھتے هیں کہ انسانوں میں جو رسمیں قایم هوجاتي هیں اُنمیں اکثر بسبب قوم کے سرداروں کي ناداني سے خرابیاں پڑ جاتي هیں اور نفساني خواهشوں اور شیطاني حرکتوں تک پهونچ جاتے هیں اور بہت سے لوگ اوسکي پیروي کرنے لگتے هیں اور اسلیئے ایک ایسے شخص کي حاجت هوتي هی جو غیب ‡ سے مؤید هو اور مصالح کلیہ کا پابند هو تاکہ رسومات بد کو مثادے اور ایسا شخص مؤید بروح القدس هوتا هی *

پهر وہ ارقام فرماتے هیں کہ انبیا کي بعثت اگرچہ دراصل اور بالتخصیص عبادت کے طریقوں کي تعلیم کرنے کے لیئے هوتي هی مگر بعد کو اُسکے ساتھہ رسومات بد کا دور کرنا بهي شامل

---

† حجة الله البالغة باب اقامة الارتفاقات و اصلاح الرسوم -

‡ اگر شاہ صاحب بجاے غیب کے فطرت الله کا لفظ استعمال فرماتے تو مطلب بالکل صاف هوجاتا -

ثُمَّ اِلىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

هوجاتا هی — یهه بات ذرا تفصیل طلب هی اگر شاه صاحب کي مراد اُن رسوم بد سے هی جو عبادت اور تهذیب نفس انساني سے متعلق هیں تو سلمنا اور اگر مراد اُن رسوم کي اصلاح سے بهي هی جو محض دنیاوي اُمور سے متعلق هیں تو هم اُسکو نهیں قبول کرسکتے کیونکه نبوت کو محض دنیاوي امور سے کچهه تعلق نهیں هی — اور قصه تابیر نخل اور یهه الفاظ که " انتم اعلم بامور دنیا کم " اور یهه حدیث که " من احدث في امرنا هذا مالیس منه فهورد " ایک بهت بڑي دلیل هماري اس مدعا پر هی *

تمام رسوم و عادات اور طریقے جو انسانوں میں بمقتضاے اُنکي فطرت کے قایم هوجاتے هیں وه متعدد اقسام پر منقسم هیں *

اول — جو خدا کي ذات و صفات سے متعلق هیں یعني اُس قوت اعلی کے وجود سے جسکو انسانوں نے بمقتضاے اپني فطرت کے تسلیم کیا هی *

دوم — اُسکي عبادت کے طریقوں سے جو لوگوں نے بمقتضاے فطرت انساني اُسکے لیئے قرار دیئے هیں اور یهي امور وه هیں جن پر دین کا اطلاق هوتا هی *

سوم — وه امور هیں جو تهذیب نفس انساني سے علاقه رکهتے هیں اور جنکو نوع انساني نے بطور بدیهیات کے حسن یا قبیح قرار دے رکها هی مثلاً زنا قتل سرقه کذب وغیره که تمام نوع انسان کے نزدیک قبیح هیں گو که کسي فرقه نے زنا یا قتل و سرقه و کذب کي حقیقت قرار دینے میں غلطي کي هو – یا جیسے صداقت رحم همدردي که تمام نوع انساني کے نزدیک حسن هیں گو که کسي سے اُسکي حد صحیح طور پر بیان نهوسکي هو – انهي امور سهگانه کي نسبت جو طریقے قرار پاتے هیں اُنکا نام شریعت هی *

چهارم — وه امور هیں جو محض دنیاوي امور سے تعلق رکهتے هیں وه ندین هیں اور نه انبیاء کو من حیث النبوت اُنسے کچهه تعلق هی — اسي میں وه تمام مسایل بهي داخل هیں جو علوم و فنون اور تحقیقات حقایق اشیاء سے علاقه رکهتے هیں گو که انبیاء نے اُن امور کا ذکر اُس طرز یا الفاظ میں کیا هو جس طرح پر اُس زمانه کے لوگوں کا یقین یا اُنکي معلومات تهي *

شاه ولي الله صاحب نے اس مبحث کي زیاده تفصیل کي هی اور بهت اچهي کي هی وه فرماتے هیں که وه چیز جو انبیاء اسباب میں قاطبة خدا کے پاس سے لاتے هیں وه یهه هی که دیکها جاوے که کهانے پینے اور لباس اور مکان بنانے اور زیب و زینت کرنے اور

پھر اپنے پروردگار کے پاس اکھتے کیئے جاوینگے ۳۸

نکاح شادي بیاہ کرنے اور خرید و فروخت کرنے اور گنہگاروں کے سزا دینے اور تنازعات کے فیصل کرنے میں اُسوقت نے لوگوں میں کیا عادتیں اور رسمیں مروج ہیں پھر اگر وہ سب باتیں عقل کلي کے مطابق و مناسب ہیں تو اُنکے ادل بدل کرنیکے کوئي معني نہیں ہیں بلکہ ضرور ہی کہ لوگوں کو اُسي پر قایم رہنے کے لیئے برانگیختہ کیا جاوے اور اُس باب میں اُنکي تصویب کي جاوے اور اُسکي خوبیاں بتلائي جاویں اور اگر وہ مطابق نہوں اور اُنکے رد و بدل کي حاجت ہو کیونکہ وہ دوسروں کو ایذا پہونچاتي ہیں یا لذات دنیا میں ڈالدیتي ہیں اور نیکي سے باز رکھتي ہیں اور دین دنیا سے بے فکر کردیتي ہیں اسوقت بھي کوئي ایسي بات نہیں نکالي جاتي جو بالکل اُنکے مالوفہ امور کے برخلاف ہو بلکہ جو اگلي مثالیں اُن لوگوں کے ہاں ہیں اور جو اچھے لوگ اُن لوگوں کے نزدیک گذرے ہیں اُنکي طرف اُنکو پھیرا جاتا ہی اور جب وہ اُس طرف مایل ہوتے ہیں تو اُنکو تھیک بات بتائي جاتي ہی اور اُنکي عقلیں اُسکو نامقبول نہیں کرتیں بلکہ اُنکے دلوں کو طمانیت ہوجاتي ہی کہ یہي سچ ہی — اور یہي سبب ہی کہ انبیاء علیہم السلام کي شریعتیں مختلف ہیں — جو لوگ راسخ فی العلم ہیں جانتے ہیں کہ شرع میں درباب نکاح اور طلاق اور معاملات اور زیب و زینت اور لباس اور انفصال مقدمات اور حدود اور لوت کے مال کي تقسیم کي کوئي ایسي بات نہیں آئي ہی جو اُسوقت کے لوگ اُسکو نجانتے ہوں یا اُسکے کرنے سے تردد میں پرجاویں جب اُسکے کرنیکا حکم ہو — ہاں یہہ ہوا ہی کہ جس میں جو خرابي تہي وہ درست کردي گئي اور غلط کو صحیح کردیا — اُن لوگوں میں سود خوري بہت تھي اسکو منع کردیا — وہ پھل آنے سے پہلے صرف پھول آنے پر میوہ بیچ ڈالتے تھے اور پھر اُس میں جھگڑا ہوتا تھا اُسکو منع کردیا — دیت یعني خون بہا عبدالمطلب کے وقت میں دس اونت تھے پھر قوم نے دیکھا کہ قتل سے باز نہیں رہتے تو سو اونت دیت کردیئے اور آنحضرت صلعم نے اُسیکو قایم رکھا پہلے پہل مال غنیمت کي تقسیم ابي طالب کے حکم سے ہوئي اور رئیس قوم کے لیئے بھي حصہ قرار پایا — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس جاري کیا — شاہان فارس یعني قباد اور اُسکے بیتے نوشیرواں نے خراج اور عشر لوگوں پر مقرر کیا تھا شرع میں بھي یہي قرار دیا گیا — بني اسرائیل زنا کے جرم میں رجم کرتے تھے چوروں کے ہاتھہ کاتتے تھے (یہودیوں میں ہاتھہ کاتنے کي رسم نہ تھي بلکہ عرب میں تھي) جان کے بدلے جان مارتے تھے قران میں بھي یہي حکم نازل ہوا (رجم قران میں نہیں ہی) اور اسي طرح کي بہت سي مثالیں

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْ بِاٰيٰتِنَا

میں جو تلاش کرنے والے سے مخفي نہیں ہیں - بلکہ اگر نوفطین یعني پوري سمجھہ کا ہی اور تمام احکام کے مراتب پر محیط ہی تو تو بہہ بهي جانیگا کہ انبیاء علیہم السلام عبادات

میں بهي اُسیے سوا جو قوم کے پاس تھا بعینہ اُسکي نظیر کے اور کچھہ نہیں لائے لیکن اُنہوں نے جاهلیت کي تحریفات کو دور کردیا اور جو مُبہم تھا اُسکو اوقات و ارکان کے ساتھہ ضبط کردیا اور جو ٹھیک تھا اُسکو لوگوں میں پھیلا دیا (انتہی) *

یہہ مضمون شاہ ولي الله صاحب کا قریب قریب ایسے مضمون کے ہی جو اس زمانہ کے لوگوں کے خیال میں ہی اور جنکو ہمارے زمانہ کے علماء اور مقدس لوگ کافر و ملحد اور مرتد و زندیق کہتے ہیں گو کہ وہ لااله الاالله محمد رسول الله وما جاء به پر بهي یقین رکھتے ہوں مگر نہیں معلوم کہ وہ لوگ شاہ ولي الله صاحب کو کیا کہتے ہیں جو اسبات کے قائل ہیں کہ انبیاء عبادات میں بهي کوئي نئي چیز نہیں لائے بہر حال شاہ صاحب نے جو محض دنیاوي امور کو بهي مذہب یا شریعت میں شامل کرلیا ہی ہم اُسکو تسلیم نہیں کرتے - دین جیسا کہ اوپر بیان ہوا مرور ایام سے تبدیل نہیں ہوسکتا - لیکن دنیاوي معاملات وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور وہ کسي طرح ابدی خدا کي جانب سے صورت خاص کے محکوم نہیں ہوسکتے - اگر یہہ کہو کہ جب اصول اُنکے محفوظ ہیں تو حوادث جدید کے احکام علماء اسلام جو کانبیاء بني اسرائیل ہیں استنباط کرسکینگے - تو ہم یہہ کہینگے کہ علماء وقوهن یہود کے اور قسیس و رہبان عیسائي مذہب کے بهي علم میں کچھہ کم درجہ نہیں رکھتے تھے اگر اُنہوں نے دنیاوي احکام میں غلطي کي تو کیا وجہہ ہی کہ یہہ غلطي نکرینگے اور اگر دنیاوي احکام بهي داخل نبوت ہیں تو کیا وجہہ ہوگي کہ اُنکي غلطیوں کي وجہہ سے تو انبیاء کے مبعوث ہونیکي ضرورت ہو اور انکي غلطي کے سبب نہو - خصوصاً ایسي صورت میں کہ توریت مقدس میں جسقدر دنیاوي امور کا تذکرہ ہی اُسکا عشر عشیر بهي قران مجید میں نہیں ہی *

یہہ مباحث نہایت طویل ہیں اور یہہ مقام اُن سب کے بیان کي گنجایش نہیں رکھتا مگر اس تمام بحث سے یہہ نتیجہ حاصل ہوا کہ انسانوں میں بموجب فطرت انساني کے کوئي نہ کوئي اُنکا هادي ہوجاتا ہی اگر خدا نے اُسکو فطرت کامل اور وحي اکمل عطا فرمائي ہی تو وہ سچا هادي ہوتا ہی جسکي نسبت خدا نے فرمایا ہی " لکل قوم هاد " پس جو گروہ کسي شخص کو دین و شریعت کا هادي سمجھتي ہی، اُسکي بزرگي و تقدس کا

اور جن لوگوں نے جھٹلایا ہماري نشانیوں کو

اعتقاد بھي اعلی درجه پر رکھني هے جسکا نتيجه موافق فطرت انساني کے یهه هوتا هے
که انسانوں سے اُسکو برتر درجه دیا جاتا هے یہاں تک که ابن الله یا مہبط ذات اله
(یعني اوتار) یقین کیا جاتا هے اور کم سے کم یهه هے که اُس میں ایسے اوصاف اور
کرامتیں اور معجزے تسلیم کیئے جاتے هیں جنسے نوع انسان سے اُسکو برتري حاصل هو
معمولي واقعات اور حادثات کو جو قانون قدرت کے مطابق واقع هوتے رهتے هیں جب اُس
کي طرف منسوب هوتے هیں تو وہ اُس کي کرامت اور معجزہ قرار پاتے هیں مثلاً اگر ایک
عام آدمي کسیکو بد دعا دے که تجهه پر بجلي گرے اور اتفاق سے وہ بجلي سے مارا جاوے تو
کسیکو کچهه خیال بھي نهو — لیکن اگر وہ بد دعا کسي ایسے شخص نے دي هو جسکے
تقدس کا خیال لوگوں کے دلوں میں هو تو اُسکي کرامت یا معجزہ سے منسوب هوجاتي هے —
بہت سي باتیں هوتي هیں که اُن لوگوں سے جنکے تقدس کا خیال هوتا هے اُسیطرح سرزد
هوتي هیں جیسیکه عام انسانوں سے مگر مقدس لوگوں سے سرزد هونے کے سبب اُنکي قدر
و منزلت زیادہ کیجاتي هے اور معجزے و کرامات کے درجه پر پهونچا دیا جاتا هے — انسان
میں بعضي ایسي قوتیں هیں جو خاص طریقه مجاهدہ سے قوي هوجاتي هیں اور کسي
میں بمقتضاے خلقت قوي هوتي هیں اور اُن سے ایسے امور ظهور پاتے هیں جو عام انسانوں
سے جنهوں نے اُن قوتوں کو قوي نهیں کیا هے ظهور نهیں پاتي حالانکه وہ سب باتیں
اسیطرح هوتي هیں جسطرح که اور امور حسب مقتضاے فطرت انساني واقع هوتے هیں مگر
وہ بھي اُن مقدس شخصوں کے معجزے و کرامات شمار هوتے هیں — بہت عجیب باتیں
افواهاً ایسے بزرگوں کي نسبت مشهور هوجاتي هیں جنکي در حقیقت کچهه اصل نهیں
هوتي مگر لوگ اُن بزرگوں کے تقدس کے خیال سے ایسے مؤثر هوتے هیں که اُسکي اصلیت
کي تحقیق کي طرف متوجهه نهیں هوتے اور بے تحقیق اُسپر یقین کرلیتے هیں — یہي
سبب هے که انبیاء سابقین علیهم السلام کے تمام واقعات کو لوگوں نے ایسے طور پر بیان کیا
هے جنکا واقع هونا ایک عجیب طریقه سے ظاهر هو اور پهر اُنهیں کو اُن کے معجزے قرار
دیئے هیں اور بعضي ایسي باتیں منسوب کي هیں جنکا کچهه ثبوت نهیں — انهي غلط
خیالات کے سبب لوگوں نے انبیاء علیهم السلام سے انکار کیا هے چنانچه قوم نوح قوم عاد قوم
ثمود نے انبیاء کے انکار کرنے کي یهي وجهه بیان کي که "ان انتم الا بشر مثلنا" پس انهي
غلط خیالات کي وجهه تهي که مشرکین عرب بھي آنحضرت صلعم سے معجزوں کے طلب گار

صُمٌّ وَّ بُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ

ہوتے تھے — کبھي یہہ کہتے تھے کہ اگر یہہ پیغمبر ہیں تو کیوں نہیں اُن کے پاس فرشتے آتے کیوں نہیں اُن کے پاس خزانہ اُتارا گیا — کبھي کہتے تھے کہ یہہ تو عام انسانوں کیطرح کھاتے پیتے ہیں بازاروں میں پڑے پھرتے ہیں یعني انسانوں سے زیادہ کوئي بات اُن میں نہیں هی — کبھي آسمان سے پتھر برسوانے چاهتے تھے — کبھي آسمان کا ٹکڑا ٹوٹ کر گرنے کي خواهش کرتے تھے *

وحدانیت ثلاثہ کا ایک رکن جو توحید فی‌الصفات هی اُس کي تکمیل کے لیئے اس قسم کے خیالات کا مٹانا ضرور تھا اسلیئے جا بجا قرآن مجید میں معجزات کي نفي آئي هی خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو حکم دیا کہ " لوگوں سے کہدے کہ اسکے سوا کچھہ نہیں کہ میں انسان هوں مثل تمہارے ' مجھکو وحي دي گئي هی کہ یہي ٹھیک بات هی کہ تمہارا خدا خدائے واحد هی " اور دوسري جگہہ یہہ حکم دیا کہ

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الي انما الهکم اله واحد (سورہ کہف آیت ۱۱۰)

" لوگوں سے کہدے کہ میں مالک نہیں هوں اپنے لیئے کسي نفع یا ضرر کا بجز اُسکے کہ جو چاهے اللہ اور اگر میں غیب کا عالم هوتا تو میں بھلائیوں کو بکثرت حاصل کرلیتا اور برائي مجھکو چھوتي بھي نہیں' میں تو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے هیں ڈرانے والے اور خوش خبري دینے والے کے سوا اور کچھہ نہیں هوں " *

قل لا املک لنفسي نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللہ و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من‌الخیر وما مسني السوء ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یومنون (سورہ اعراف آیت ۱۸۸) -

کافروں نے آنحضرت صلعم سے معجزے طلب کیئے اور صاف صاف کہا کہ هم هرگز تجھہ پر ایمان نہیں لانیکے جب تک کہ تو زمین پھاڑ کر همارے لیئے چشمے نکالے' یا تیرے پاس کھجور و انگور کا باغ هو جسکے بیچ میں تو بہتي هوئي نہریں نکالے زور سے بہتي هوئي یا تو هم پر جیسا کہ تو سمجھتا هی آسمان کے ٹکڑے ڈالے' یا خدا اور فرشتوں کو اپنے ساتھہ لاوے' یا تیرے لیئے کوئي مزین گھر هو' یا تو آسمان پر چڑھ جاوے' اور هم تو تیرے منتر پر هرگز ایمان نہیں لانیکے جب تک کہ هم پر ایسي کتاب اُترے جو هم پڑھ لیں " مگر باوجود اسقدر اصرار کے

و قالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او یکون لک جنة من نخیل و عنب فتفجر الانهار خلالها تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتي باللہ و ملائکة قبیلا او یکون لک بیتاً من زخرف او ترقي في السماء و لن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا

بہرے گونگے ہیں اندھیروں میں

قل سبحان ربي هل كنت الا بشرا رسولا (سورہ بني اسرائيل آيت ۹۲ — ۹۵) — جو کافروں نے معجزوں کے طلب میں کیا اور بغیر ایسے معجزوں کے ایمان لانے سے شدید انکار دیا اُسپر بھي خدا نے اپنے پیغمبر سے یہي فرمایا کہ " تو اُنسے کہدے کہ پاک ہی میرا پروردگار میں تو کچھہ نہیں ہوں مگر ایک انسان بھیجا ہوا یعني رسول " *

ایک اور جگہہ ہی کہ " کافروں نے کہا کہ " کیوں نہیں اُوتاري گئیں اُسپر یعني پیغمبر پر نشانیاں یعني معجزے اُسکے جواب میں خدا نے پیغمبر سے کہا کہ تو یہہ کہدے کہ بات یہہ ہی کہ نشانیاں یعني معجزے تو خدا کے پاس ہیں اور اسکے سوا کچھہ نہیں کہ میں تو علانیہ ڈرانے والا ہوں *

لولا انزل عليه آيات من ربه قل انما الآيات عند الله و انما انا نذير مبين (سورہ عنكبوت آيت ۴۹) —

آنحضرت صلعم پاس جو افضل الانبياء والرسل ہیں معجزہ نہونے کے بیان سے ضمنا یہہ بھي ثابت ہوتا ہی کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے پاس بھي کوئي معجزہ نہیں تھا اور جن واقعات کو لوگ معجزہ (متعارف معنوں میں) سمجھتے تھے در حقیقت وہ معجزات نہ تھے بلکہ وہ واقعات تھے جو مطابق قانون قدرت کے واقع ہوئے تھے — خاتم النبیین علیہ الصلواۃ والسلام نے جو اسبات کو کھول دیا اور چھپا نہیں رکھا اسکا اصلي سبب یہہ ہی کہ بڑا جزو اسلام کا جس کے سبب اُس کو خطاب " اليوم اكملت لكم دينكم " کا ملا اور جس کي وجہہ سے محمد رسول الله صلعم خاتم النبیین ہوئے وہ صرف تکمیل تلقین توحید ذات باري کي ہی جو توحید ثلاثہ میں منحصر ہی یعني توحید في الذات — توحید في الصفات — توحید في العبادت — انبیاء علیہم السلام میں معجزات کا (علی المعني المتعارفة) یا اولیاء الله میں کرامات کا یقین کرنا (گو کہ اعتقاد کیا جاوے کہ خدا ہي نے وہ قدرت یا صفت اُن میں دي ہی) توحید في الصفات کو نامکمل کردیتا ہی — کوئي عزت اور کوئي بزرگي اور کوئي تقدس اور کوئي صداقت اسلام کي اور باني اسلام کي اس سے زیادہ نہیں ہوسکتي جو اُس نے بغیر کسي لاؤ رلپیٹ کے اور بغیر کسي دھوکہ دینے کے اور بغیر کسي کرشمہ و کرتوت کا دعوی کرنے کے صاف صاف لوگوں کو بتا دیا کہ معجزے وعجزے تو خدا کے پاس ہیں میں تو مثل تمھارے ایک انسان ہوں خدا نے میرے دل میں جو وحي ڈالي ہی اُس کي میں تمکو تلقین کرتا ہوں — صلی الله علی محمد خاتم النبیین و حبیب رب العالمین *

هم نے سورہ بقر کي تفسیر میں اسبات پر بحث کي ہی کہ معجزہ اگر في نفسہ کوئي

مَن يَشَاءِ اللهُ يُضلِلهُ

شی هو تب بهي وه مثبت نبوت نہیں هوسکتا اور اب اس مقام پر نفس معجزہ سے بحث کرنی چاهتے هیں مگر جب تک لفظ معجزہ کي تعریف اور مراد نه متعین هوجاوے اسوقت تک اسپر بحث نہیں هوسکتي *

علامه سید شریف نے شرح مواقف میں لکہا هی که " همارے نزدیک معجزہ وہ چیز هی جس سے مدعي رسالت کي تصدیق هوجاوے اور گو وہ امر بطور خارق عادت کے نهو " اسکا نتیجه یهه هی که مثلاً کسي شخص نے مدعي رسالت سے کہا که اسوقت مینه برس جاوے تو میں تمکو نبي برحق مانونگا چنانچه بادل آیا اور مینه برسنے لگا ــــ سید شریف کے قول کے مطابق یهه مینه برسنا معجزہ هوا ــــ مگر اسپر کوئي دلیل نہیں هی که اس طرح پر متصل یا متعاقب واقع هونا دو قدرتي واقعوں کا سواے سچے نبي کے اور کسي سے یا مدعي کاذب سے ظهور میں نہیں آسکتا *

المعجزة عندنا مايقصد به تصديق مدعي الرسالة و ان لم يكن خارقا للعادة
(شرح مواقف)

علاوہ اسکے تمام علماء اسلام نے معجزہ کي تعریف میں اُسکا خارق عادت هونا ضروري سمجہا هی اور خود سید شریف بهي جبکه یهه فرماتے هیں که " گو وہ خارق عادت نهو " تو وہ بهي معجزات کا خارق عادت هونا تسلیم کرتے هیں صرف خارق عادت هونا لازمي نہیں قرار دیتے *

عادت سے مراد یهه هی که ایک کام همیشه ایک طرح پر هوتا رهتا هو اور اُسکے اسباب بهي یکساں طریقه پر جمع هوتے رهتے هوں اور جب وہ اسباب جمع هوجاویں بلا تفاوت اُس امر کا ظهور هو *

خرق عادت کے دو معني هوسکتے هیں - اول یهه که جو امر همیشه بطور عادت مستمرہ کے یکساں طور پر هوتا رهتا هی اور بطور عادت مالوفه کے هوگیا هی اُسکے برخلاف کوئي امر وقوع میں آوے ــــ مثلاً آسمان پر سے خون کے مشابه کوئي شی برسے یا پتهر کا ٹکڑا گرے گو که ایسا هونے کے لیئے کوئي سبب امور طبعي میں سے هو *

دوسرے یهه که سپرنیچرل هو یعني خارج از قانون قدرت یعني الله تعالی نے جو قاعدہ اور قانون وقوع واقعات اور ظهور حوادث کا مقرر کیا هی اور عادت الله اُسکے مطابق جاري هی اُسکے برخلاف وقوع میں آوے *

جسکو خدا چاهتا هی اُسکو گمراه کرتا هی

پہلے معنوں پر بطور اصطلاح یا مجاز کے خرق عادت کا اطلاق کیا جانا ممکن هی مگر حقیقتاً اُمور خرق عادت کا اطلاق نہیں هوسکتا اس لیئے که اُسکا وقوع بھي اُسکے اسباب کے اجتماع پر منحصر هی اور عادت میں داخل هی نه خرق عادت میں کیونکه جب اُس کے اسباب جمع هوجاوینگے تو یکساں طریقه پر اُسکا وقوع هوگا گو که کیسا هي نادر الوقوع هو *

مثلاً عادت یهه هی که جب شیشه ایک بلندي سے جس سے اُسکو پورا صدمه پہونچے هاتهه سے چهوٹ پڑتا هی تو ٹوٹ جاتا هی ایک دفعه همارے هاتهه سے شیشه چهوٹ پڑا اور نه ٹوٹا تو ظاهر میں خرق عادت هوئي مگر حقیقت میں خرق عادت نہیں هی اسلیئے که اُس کے گرنے پر یا تو وه اسباب جمع نه تهے جنسے اُسکو ٹوٹنے کے لایق صدمه پہونچتا یا ایسے اسباب موجود تهے جنهوں نے اُسکو اسقدر صدمه پہونچنے سے باز رکها تها پس اُس کا نه ٹوٹنا در حقیقت موافق عادت کے هی نه بطور خرق عادت کے کیونکه جب اسطرح کے اسباب جمع هو جاوینگے تو کوئي شیشه بهي هاتهه سے چهوٹ کر گرنے سے نہیں ٹوٹنیگا *

یا مثلاً ایک شخص نے ایک شخص کو آنکه بهرکے دیکها اور وه بیهوش هوگیا یا اُسنے بهرے کے کانوں میں اُنگلیاں ڈالیں یا اندهے کي آنکهوں پر هاتهه پهیرا اور وه بهرا سننے اور وه اندها دیکهنے لگا — پس اگر اسکا سبب کوئي ایسي قوت هی جو انسانوں میں موجود هی اور اُسي قوت کي قوت سے اُس نے یهه کام کیا هی تو اُس پر خرق عادت کا اطلاق نہیں هوسکتا کیونکه جو انسان اپني اُس قوت کو کام میں لانیکے لایق کرلیگا وه بهي ویساهي کریگا پس یهه بات حقیقتاً کچهه خرق عادت نهوئي بلکه عین عادت هوئي *

علاوه اسکے اگر هم مجازاً ایسے واقعات پر خرق عادت کا اطلاق بهي کریں تو وه معجزه کي تعریف میں داخل نہیں هوسکتا کیونکه معجزے یا کرامات کو انبیا اور اولیا کے ساتهه مخصوص هونا لازم هوگا مگر جب اُن واقعات کا وقوع اجتماع اسباب پر منحصر تهیرا تو اُسکي تخصیص شخصٍ دُون شخصٍ باقي نهیں رهتي *

واقعات اور حادثات ارضي و سماوي موافق اُس قانون قدرت کے جو خداتعالی نے اُن میں رکها هی یکے بعد دیگرے واقع هوتے رهتے هیں — پس کسي امر کے بعد کسي واقعه یا حادثه ارضي و سماوي کا ظاهر هونا کسي طرح معجزه میں شامل نہیں هوسکتا کیونکه اُس کا ظهور اُسي عادت پر هوتا هی جو خدا تعالے نے قانون قدرت کے بموجب اُس میں رکهي هی *

وَ مَنْ يَّشَأْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾

بعض عالموں نے کہا هی که جو معجزات اور کرامتیں انبیاء اور اولیاء سے ظہور میں آتي هیں وه بغیر موجود هوئے اسباب کے ظہور میں نہیں آتیں مگر خدا تعالی بسبب اپني مہرباني کے جو اُن بزرگوں پر رکھتا هی فی الفور اُس کے ظہور کے اسباب مہیا کردیتا هی کیونکه وه اسباب مہیا کرنے پر قادر هی کما قیل " اذا اراد الله شیأ هیأ اسبابه " بعضوں کا یہه عقیده هی که خدا تعالی کو کسي چیز کے پیدا کرنے کے لیئے اُسکے اسباب کے مہیا کرنے کي ضرورت هي نہیں هی " ان الله علی کل شی قدیر — اذا اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون " — هاں یہه سب سچ هی مگر وه اُن سب چیزوں کو اُسیطرح پر کرتا هی جو اُسنے قانون قدرت کا قاعده بنایا هی — اور ان الفاظ سے یہه ثابت نہیں هوتا که وه اُس قانون قدرت کے قاعده کے برخلاف کرتا هی *

شاه ولي الله صاحب حجة الله البالغه میں به تحت باب الابداع و الخلق والتدبیر اول تو اسباب کے قایل هوئے هیں که خدا نے جو خاصیت جس چیز میں رکھي هی اُسکو نہیں بدلتا حیث قال " و جرت عادة الله تعالی ان لاتنفک الخواص عما جعلت خواص لها - مگر اسکے بعد کہتے هیں که الله تعالی نے بلحاظ تدبیر عالم کے اور شر کے رفع هونیکے اُن قوا یعني خاصیتوں میں قبض و بسط و احاله اور الهام سے تصرف کرنا بندوں پر مقتضاے رحمت کا قرار دیا هی - قبض کي مثال اُنہوں نے یہه دي هی که جب دجال آویگا تو ایک مسلمان کو قتل کرنا چاهیگا اور باوجود اله قتل کے درست هونیکے وه قتل نہوسکیگا ! ! — بسط کي مثال اُنہوں نے یہه دي هی که زمین پر پاوں مارنے سے خدا نے حضرت ایوب کے لیئے ایک چشمه پیدا کردیا جس میں نہانے سے اُنکے بدن میں جو بیماري تهي جاتي رهي ! ! ! — احاله کي مثال یہه دي هی که خدا نے حضرت ابراهیم پر آگ کو ٹهنڈي هوا کردیا ! ! — اور الهام کي مثال میں کشتي کے توڑنے اور لڑکے کے مارڈالنے اور دیوار بنانے کا قصه لکھا هی ! ! *

مگر یہه استدلال صحیح نہیں هی اول تو اسکے لیئے که اسکے ثبوت پر کوئي دلیل نہیں هی علاوه اسکے انمیں سےایک مثال تو ابهي واقع هي نہیں هوئي باقي مثالوں کي نسبت ثبوت باقي هی که وه اسي طرح واقع هوئي تهیں جس طرح که مثال میں پیش هوئي هیں اور اگر بالفرض اسي طرح واقع هوئي تهیں تو اُن میں یہه تحقیق باقي هی که آیا وه اس استدلال کي مثالیں هوسکتي هیں یا اُنکه وه بلا کسي بسط کے اور بغیر کسي احاله کے اور بغیر کسي الهام کے صرف مطابق عام قانون قدرت کے واقع هوئي تهیں *

اور جسکو چاهتا هی اُسکو سیدهی راه پر کردیتا هی (۳۹)

پس جب تک که خرق عادت کے دوسرے معني یعني خلاف قانون قدرت کے نه لیئے جاویں اُسوقت تک کسي واقعه کا وقوع بطور معجزه و کرامت کے تسلیم نهیں هوسکتا - مگر هم اِسکے انکار پر مجبور هیں کیونکه خدا تعالی نے همکو صاف صاف بتلایا هی که جو قانون قدرت اُسنے بنادیا هی اُس میں کسي طرح تبدیل نهیں هوسکتي نه خدا اُس میں کبهي تبدیل کرتا هی اور نه تبدیل کریگا - خدا کا بنایا هوا قانون قدرت اُسکا عملي وعده هی که اسي طرح هوا کریگا پهر اگر اُسکے برخلاف هو تو خلاف وعده اور کذب خدا کي ذات پاک پر لازم آتا هی جس سے اُسکي ذات پاک بري هی *

خدا نے فرمایا هی " انا کل شی خلقناه بقدر (سوره قمر آیت ۴۹) یعني هم نے هرچیز کو ایک اندازه پر پیدا کیا هی - اور فرمایا هی " و کل شی عنده بمقدار (سوره رعد آیت ۹) یعني هر چیز خدا کے نزدیک ایک اندازه پر هی تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازي نے لکها هی که " فمعناه بقدر وحد لایتجاوز ولا ینقص عنه " یعني اُسکے معني یهه هیں که ایک اندازه اور ایک حد پر که نه اُس سے بڑهتي هی نه کم هوتي هی — اور فرمایا هی " وخلق کل شی فقدره تقدیرا (سوره فرقان آیت ۲) یعني الله نے هر ایک چیزکو پیدا کیا پهر مقرر کیا اُسکا ایک اندازه " اور یهي اندازه قانون قدرت هی *

دوسري جگهه خدا نے فرمایا هی لاتبدیل لخلق الله (سوره روم آیت ۲۹) یعني الله کي پیدا کي هوئي چیزوں کے لیئے بدل جانا نهیں هی - اورایک جگهه فرمایا که " فلن تجد لسنةالله تبدیلا - و لن تجد لسنةالله تحویلا (سوره ملایکه آیت ۴۱ و ۴۲) یعني تو هرگز نهیں پاویگا الله کي سنت میں ادل بدل هونا اور نه پاویگا تو الله کي سنت میں اولٹ جانا — اور اسي طرح فرمایا هی " سنت الله التي قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلا (سوره فتح آیت ۲۳) اور ایک جگهه فرمایا " قل کل یعمل علي شا کلته (سوره اسري آیت ۸۶) اي علی طریقة التي جبل علیها یعني هر ایک اُسي طریقه پر عمل کرتا هی جو اُسکي جبلت میں بنایا گیا هی — پس کسي کا مقدور نهیں هی که جو قانون قدرت خدا نے بنایا هی اُسکے برخلاف کوئي کرسکے - یهه کها جاتا هی که خدا جو هر چیز پر قادر هی اور جس نے خود قانون قدرت بنایا هی وه کیوں نهیں اگر چاهے تو اُسکے برخلاف کرسکتا — بلاشبه خدا قادر مطلق هی اگر وه چاهے تو تمام دنیا کو اور تمام قانون قدرت کو معدوم کرکے اور هي دنیا اورهي قانون قدرت پیدا کردے مگر جو قانون قدرت که وه بناچکا هی

قُلْ اَرَاَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ

اُنکي صداقت کے لیئے ضرور هی که اُن میں تبدیل نهو یا اُن میں تبدیل نکرے — اور اُس سے اُسکي قدرت کاملہ میں کچھہ نقصان نهیں آتا — جیسیکه جو وعدہ خدا نے کیا هی اُسکے برخلاف نهیں کرتا اور اُسکے سبب سے اُسکي قدرت کامله میں کوئي نقصان لازم نهیں آتا *

هاں یهه بات سچ هی که تمام قوانین قدرت همکو معلوم نهیں هیں اور جو معلوم هیں وہ نهایت قلیل هیں اور اُنکا علم بهي پورا نهیں هی بلکه ناقص هی — اسکا نتیجه یهه هی که جب کوئي عجیب واقعه هو اور اُسکے وقوع کا کافي ثبوت بهي موجود هو اور اُسکا وقوع معلومه قانون قدرت کے مطابق بهي نهوسکتا هو اور یهه بهي تسلیم کرلیا جاوے که بغیر دهوکه و فریب کے فی‌الواقع واقع هوا هی تو یهه تسلیم کرنا پڑیگا که بلاشبهه اسکے وقوع کے لیئے کوئي قانون قدرت هی مگر اُسکا علم همکو نهیں کیونکه یهه ثابت هوچکا هی که خلاف قانون قدرت کوئي امر نهیں هوتا اور جب وہ کسي قانون قدرت کے مطابق واقع هوا هی تو وہ معجزہ نهیں کیونکه هر شخص جسکو وہ قانون معلوم هوگیا هوگا اُسکو کرسکیگا *

یهه کهنا که پیغمبر یا کسي بزرگ کي دعا یا اُنکا ارادہ جنکو ایک خاص راہ خدا کے ساتهه هی اُسکے وقوع کے لیئے قانون قدرت هي تسلیم نهیں هوسکتیکا اسلیئے که اُسکے ثبوت کے لیئے یا تو یهه لازم هوگا که جب وہ بزرگ کسي امر کے لیئے دعا یا ارادہ کریں تو همیشه واقع هوجایا کرے اور کم سے کم یهه که وهي خاص امر جو واقع هوا هی اُسکے وقوع اور اُنکي دعا میں لزوم هو اور اگر یهه نهیں هی (جیسیکه معتقدین معجزہ و کرامات بهي اسکے قایل نهیں هیں) تو وہ قانون قدرت بهي نهیں هی *

شاہ ولي‌الله صاحب نے حجةالله البالغه میں تحت باب حقیقةالنبوۃ و خواصها " لکها هی که معجزات اور استجابت دعا اصل نبوت سے خارج هی مگر اکثر اُسکو لازم هی (جب اکثر کا لفظ استعمال کیا هی تو لزوم کے کچهه معني نهیں رهتے) بعد اسکے وہ فرماتے هیں که بڑے بڑے معجزوں کے ظاهر هونیکے تین سبب هوتے هیں - اول یهه که وہ شخص جس سے معجزہ هوا مفهمون میں سے هی کیونکه اُسکا ایسا هونا باعث هوتا هی بعض حوادث کے انکشاف کا اور سبب هوتا هی استجابة دعا اور ظهور برکات کا — دوم یهه که ملاء اعلی اُسکے حکم بجالانے کو موجود هو اور اسکو الهام اور احالات اور تقریبات هوتے هوں جو پهلے نهوتے تهے پس وہ اپنے احباب کي مدد کرتا هی اور دشمنوں کو مخذول کرتا هی اور خدا کا حکم ظاهر

کهہ اے پیغمبر کیا دیکھا هی تم نے اپنے لیئے اگر تم پر الله کا عذاب آوے

هوتا هی اگرچه کافر اُسکو ناپسند کرتے هوں — تیسرے یہه کہ دنیا میں جو واقعات بوجهہ اپنے خارجی اسباب کے هوتے هیں اور آسمان و زمین کے بیچ میں جو حوادث ظهور پاتے هیں خدا تعالی اُنهیں کو کسی وجهہ سے اُسکا معجزہ قرار دیدے (انتهی) *

تعریف معجزہ و کرامات میں جب لفظ " خرق عادت " کو جسکے معنی بجز خلاف قانون قدرت کے اور نهیں هوسکتے جیسےکہ هم نے اوپر تشریح کی هی محفوظ رکھا جاوے تو یہہ تینوں صورتیں جو شاہ صاحب نے بیان فرمائی هیں داخل معجزہ و کرامات نهیں هوسکتیں *

پهلی صورت میں شاہ صاحب نے مفهمین سے کسی امر کا ظاهر هونا معجزہ یا کرامت قرار دیا هی - مفهمین کے معنی اُنهوں نے یہہ لکھے هیں کہ " اُنکا ملکہ نهایت اعلی هو ممکن هو کہ وہ ایک بهت بڑے نظام مطلوبہ کے قایم کرنیکو سچے دعوے سے برانگیختہ هوں اور اُنپر ملاء اعلی سے علوم اور احوال الهیہ کی پهوار پڑتی هو — معتدل المزاج هوں اُنکی شکل صورت درست اور خلق اچھا هو اُنکی رائے میں اضطراب و عدم استقلالی نهو نہ اُنمیں بے انتها کی ذکاوت هو جس سے کلے سے جزئی تک اور مغز سے پوست تک رسته نهو اور نہ ایسے سخت غبی هوں کہ جزئی کلے تک اور پوست سے مغز تک نہ پهونچ سکیں سب سے زیادہ سنت کے پابند هوں نهایت عابد هوں معاملات میں لوگوں کے ساتهہ ٹهیک هوں عام بهلائی کی تدبیروں کو درست رکھتے هوں نفع عام میں شوق رکھتے هوں بلا سبب کسیکو نہ ستاویں همیشہ عالم غیب کی جانب متوجهہ رهیں اُسکا اثر اُنکے کلام سے اُنکے منهہ سے ظاهر هوتا هو اور اُنکی تمام شان سے معلوم هوتا هو کہ مؤید من الغیب هیں اُنکو ادنی ریاضت سے قرب و سکینہ کی وہ باتیں کهل جاتی هیں جو اوروں کو نهیں کهلتیں پس ایسا شخص باعث هوتا هی بعض حوادث کے انکشاف کا اور سبب هوتا هی استجابت دعا اور ظهور برکات کا " *

برکت کے معنی شاہ صاحب نے یہہ بتلائے هیں کہ جس شی پر برکت دی جاوے یا تو اُسکا نفع زیادہ هوجاوے مثلاً تهوڑی سی فوج دشمن کے خیال میں بهت سی معلوم هونے لگے اور وہ بهاگ جاوے یا تهوڑی سی غذا میں طبیعت تصرف کرکے ایسا خلط صالح پیدا کرے کہ اُس سے دو چند غذا کهانے کی برابر هو یا خود وہ شی هی بسبب منقلب هوجانے مادہ هوائی کے بشکل اُس شی کے زیادہ هوجاوے *

اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ

اس تمام بیان میں شاہ صاحب مفہمیں سے اُس امر کے ظہور کو قانون قدرت کے ماتحت کرنا چاھتے ھیں پس جبکہ وہ قانون قدرت کے ماتحت ھی اور متخیلہ تھوڑی فوج کو بہت تصور کرسکتا ھی اور طبیعت قلیل غذا سے کثیر غذا کا فایدہ دے سکتی ھی اور مادہ ہوائی بالفرض کوئی شی بن جاسکتا ھی تو وہ نفس انسانی کے خاصوں میں سے ایک خاصہ ھی شخص نبی شخص پر موقوف نہیں ھی اور اس لیئے کسی کا معجزہ نہیں ھوسکتا *

دوسری صورت جو شاہ صاحب نے لکھی وہ الہامات اور احالات اور تفریبات کی قسم سے ھی اور جبکہ یہہ نہیں بیان کیا کہ وہ الہامات واحالات و تفریبات بمقتضاے فطرت انسانی نہیں ھیں تو اُنہوں نے اُن سب کو داخل فطرت انسانی سمجھا ھی اور جب وہ فطرت انسانی میں داخل ھیں تو قانون قدرت کے ماتحت ھیں اور اسلیئے معجزہ قرار نہیں پاسکتے *

تیسری صورت تو نہایت ضعیف ھی اُس کا نتیجہ یہہ ھی کہ دو امروں کا جن کا وقوع موافق قانون قدرت کے ھوتا ھی ایک دوسرے کے متصل واقع ھونا معجزہ ھی — مثلاً ایک شخص مرگیا اور اُسیکے قریب سورج گہن لگایا ایک پیغمبر کو لوگوں نے ستایا اور اُس کے بعد کوئی واقعہ مثل طوفان یا وبا کے واقع ھوا پس پچھلے واقعہ کا اقتران پہلے واقعہ کے ساتھہ معجزہ ھی حالانکہ یہہ تمام امور وہ ھیں جو قانون قدرت کے موافق واقع ھوتے رھتے ھیں اور اُن کا اقتران کسی واقعہ کے ساتھہ صرف اتفاقی ھی اور وہ بھی مطابق قانون قدرت کے پس بموجب اُس اصول کے جس کی بناپر ھم نے معجزہ و کرامت سے انکار کیا ھی اُس اصول کے مطابق شاہ ولی اللہ صاحب بھی معجزہ و کرامت کے منکر ھیں شاہ صاحب نے اس سے بھی زیادہ وضاحت سے ایک جگہہ تفہیمات میں تمام معجزات کو اسباب پر مبنی کیا ھی اور جب وہ اسباب مبنی ھیں تو تابع قانون قدرت ھیں اور جب تابع قانون قدرت ھیں تو معجزہ نہیں اسلیئے کہا جاسکتا ھی کہ در اصل شاہ صاحب بھی ھمارے اصول کے موافق منکرین معجزات سے ھیں اُنہوں نے تفہیمات میں لکھا ھی کہ " بے شک مقامات نفس الامر کے متفاوت ھیں اُنمیں سے مقام اسباب ھی اور اُس مقام میں فقط علت و معلول کا سلسلہ ھی اور صرف سبب اور مسبب کا اور ھمارے نزدیک یہہ بات محقق ھی کہ اسباب کبھی نہیں چھوٹتے اور نہ چھوٹینگے اور نہ کبھی تو پاویگا اللہ کی سنت میں ادل بدل ھونا — اس کے

ان مواطن نفس الامر متفاوتة منہما موطن الاسباب وفیہ العلة والمعلول فقط والسبب والمسبب فحسب ومن المتحقق عندنا انہ لم یترک الاسباب قط ولن یترک

یا تم پر بري گهڑي آوے

ولن تجدلسنة الله تبديلا انما المعجزات والكرامات امور اسبابیة غلب علیہ السبوغ فباینت سایر الاسبابیات (مفهومات)

سوا اور کوئي بات نہیں ہی که معجزے اور کرامتیں امور اسبابیه هیں (یعني اسباب پر مبني هیں) مکمل هونا اُن پر غالب هوگیا هی اسلیئے تمام اور اسبابیات سے جدا هوگئے هیں *

غرضکه هم نے معجزه و کرامت کے مفهوم میں اس امر کو داخل کیا هی که اُسکا وقوع خلاف قانون قدرت هو اور* اسي اصول پر معجزه و کرامت سے انکار کیا هی - مشرکین عرب بهي اسي قسم کے معجزے آنحضرت صلعم سے طلب کرتے تهے جنسے جا بجا قران مجید میں انکار ہوا هی - لیکن اگر وقوع خلاف قانون قدرت کو مفهوم معجزه سے خارج کردیا جاوے اور امورات اتفاقیه یا نادرالوقوع پر جو قانون قدرت کے مطابق واقع هوتے هیں معجزه کا اطلاق کیا جاوے تو ایسي حالت میں صرف اصطلاح قرار دینے کا اختلاف هوگا اور جو اصطلاح همنے قرار دي هی اُس کے مطابق اُس پر معجزه و کرامت کا اطلاق نهوگا *

تمام فرق اسلامیه معجزات کو حق بیان کرتے هیں اور سواے معتزلیوں اور اُستاد ابو اسحاق اسفرائني کے جو اهل سنت و جماعت میں سے هیں تمام فرقے کرامات اولیا کے بهي قائل هیں اور شیعه صرف دوازده امام علیهم السلام میں حصر کرامت کرتے هیں معتزلي اس وجهه سے کرامات کے منکر هیں که اگر اولیا سے بهي کراماتیں هوں تو اُس میں اور معجزه میں کچهه تمیز باقي نہیں رهتي اور پهر معجزه ثبوت نبوت کي دلیل نہیں هوسکتا - لیکن محققین علماء معجزوں کا بیان اسطرح پر کرتے هیں که گویا اُنکا وقوع قانون قدرت کے مطابق هوا هی پس اگر میرا یهه خیال صحیح هو تو میں کهه سکتا هوں که تمام علماء فرق اسلامیه اس مسئله میں میرے ساتهه متفق هیں اور صرف اصطلاح کا فرق هی اور جس اصطلاح مقرره کے مطابق همنے معجزات و کرامات کا انکار کیا هی وه سب بهي اُس کے منکر هیں اور اگر علماء متقدمین اس بات کے* مقر هوں که معجزه و کرامت کا وقوع خلاف قانون قدرت هوتا هی یا خلاف قانون قدرت بهي هوسکتا هی تو بلا شبهه وه هم سے اور هم اُن سے بالکل مختلف هیں *

حکماء و فلاسفه نے معجزات یا کرامات کا انکار کسي وجهه سے کیا هومگر همارا انکار صرف اس بنا پر نہیں هی که وه مخالف عقل کے هیں اور اسلیئے اُن سے انکار کرنا ضرور هی بلکه همارا انکار اس بنا پر هی که قران مجید سے معجزات و کرامات یعني ظهور امور کا

اَغَیۡرَ اللّٰہِ تَدۡعُوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۴۰﴾

بطور خرق عادت یعني خلاف فطرت یا خلاف جبلت یا خلاف خلقت یا خلاف قدرالتي قدرھا اللہ کے استثناء پایا جاتا ھی جسکو ھم مختصر لفظوں میں یوں تعبیر کرتے ھیں کہ کوئي امر خلاف قانون قدرت واقع نہیں ھوتا اور اسلیئے معجزات و کرامات سے جبکہ اُن کے معنوں میں غیر مفید ھونا قانون قدرت کا مراد لیا جاوے تو انکار کرتے ھیں اور اگر اُن کے مفہوم میں یہہ بھي داخل کیا جاوے کہ وہ مطابق قانون قدرت کے واقع ھوتے ھیں تو صرف نزاع لفظي باقي رہ جاتي ھی کیونکہ جو امر کہ واقع ھوا اور جس شخص کے ھاتھہ سے واقع ھوا اُسکو ھم دونوں تسلیم کرتے ھیں مگر وہ اُسکا معجزہ یا کرامت نام رکھتے ھیں ھم اُسکا یہہ نام نہیں رکھتے *

اس اختلاف کا نتیجہ تشریح مندرجہ ذیل سے بخوبي واضح ھوگا - ایک عجیب امر جو عام طور پر نہیں ھوا کرتا کسي پیغمبر یا ولي سے منسوب ھوا یا کسي پیغمبر کے زمانہ میں ھونا بیان ھوا - تو اول ھم اُسکے فی الحقیقت واقع ھونے کا ثبوت تلاش کرینگے اور غالباً معتقدین معجزہ و کرامت بھي اسمیں مختلف نہونگے ھاں شاید انجام کو اسبات میں اختلاف ھو کہ اُن کے نزدیک اُسکے وقوع کا کافي ثبوت ھو اور ھمارے نزدیک نہو لیکن بفرض تسلیم اُس کے ثبوت کے ھم دونوں اُس کے وقوع میں متفق ھونگے *

اُس کے بعد ھم غور کرینگے کہ اُس کا وقوع آیا کسي قانون قدرت کے مطابق ھوا ھی جو ھمکو اب تک معلوم ھیں اگر اُسکا وقوع کسي معلومہ قانون قدرت کے مطابق ھمکو معلوم ھوا تو ھم اُسکو اُس کي طرف منسوب کرینگے معتقدین معجزہ و کرامت امر مذکورہ پر غور و فکر کیئے بغیر اُسکو معجزہ یا کرامت قرار دینگے *

اور اگر کوئي قانون قدرت اُس کے وقوع یا ظہور کا ھمکو معلوم نہو تو جوکہ ھم کو قران مجید نے یقین دلایا ھی کہ تمام امور موافق قانون قدرت کے واقع ھوتے ھیں ھم یہہ کہینگے کہ ضرور اس کے لیئے بھي کوئي قانون قدرت ھی جو ھم کو معلوم نہیں ھی — اور معتقدین معجزہ و کرامات بغیر مذکورہ بالا خیال کے اُس کو معجزہ یا کرامت قرار دینگے اور اس صورت میں صرف نزاع لفظي یا اصطلاحي یا عقل و بے عقلي باقي رھجاتي ھی *

ھماري سمجھہ میں کسي شخص میں معجزے یا کرامت کے ھونے کا یقین کرنا ذات باري کي توحید فی الصفات پر ایمان کو ناقص اور نا کامل کردیتا ھی اور اُس کا ثبوت پیر پرست و گور پرست لوگوں کے حالات سے جو اسوقت بھي موجود ھیں اور صرف معجزہ

کیا خدا کے سوا اور کسیکو پکاروگے اگر تم سچے ہو ۴۰

و کرامت کے خیال نے اُنکو پیرپرستي و گور پرستي کی رغبت دلائي ھی اور خداے قادر مطلق کے سوا دوسرے کي طرف اُن کو رجوع کیا ھی اور منتیں ماننا اور نذر و نیاز چڑھانا اور اُنکے نام کے نشانات بنانا اور جانوروں کي بھینٹ دینا سکھایا ھی بخوبي حاصل ھی — اسیوجہہ سے ھمارے سچے ھادي محمد رسول الله نے اور ھمارے سچے خدا وحدہ لاشریک نے صاف صاف معجزات کي نفي کردي تاکہ توحید کامل بندوں کو حاصل ھو اور بندے خدا پر اس طرح یقین لاویں کہ لا اله الاالله ھو واحد في ذاته لاشریک له — لااله الاالله ھو واحد في صفاته ؟ مثل و لاشبیه ولا شریک له لااله الاالله ھو المستحق للعبادت لاشریک له و ھذا اکمل الایمان بالله و لهذا قال الله تعالی لحبیبه محمد رسول الله الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتي ورضیت لکم الاسلام دینا — و الحمد لله الذي و ھب لي ھذا الایمان ایمانا کاملا واطمئن قلبي بما الهمني ربي والصلواة علی محمد واله *

اکثر لوگوں کا خیال ھی کہ انبیاء پر ایمان لانا بسبب ظہور معجزات باھرہ کے ھوتا ھی مگر یہہ خیال محض غلط ھی انبیا علیهم السلام پر یا کسي ھادي باطل پر ایمان لانا بھي انساني فطرت میں داخل اور قانون قدرت کے تابع ھی — بعض انسان از روے فطرت کے ایسے سلیم الطبع پیدا ھوتے ھیں کہ سیدھي اور سچي بات اُنکے دل میں بیٹھہ جاتي ھی وہ اُسپر یقین کرنے کے لیئے دلیل کے محتاج نہیں ھوتے باوجودیکہ وہ اُس سے مانوس نہیں ھونے مگر اُنکا وجدان صحیح اُسکے سچ ھونے پر گواھي دیتا ھی اُنکے دل میں ایک کیفیت پیدا ھوتي ھی جو اُسبات کے سچ ھونے پر اُنکو یقین دلاتي ھی — یہي لوگ ھیں جو انبیاء صادقین پر صرف اُنکا وعظ و نصیحت سنکر ایمان لاتے ھیں نہ معجزوں اور کرامتوں پر — اسي فطرت انساني کا نام شارع نے ھدایت رکھا ھی مگر جو لوگ معجزوں کے طلبگار ھوتے ھیں وہ کبھي ایمان نہیں لاتے اور نہ معجزوں کے دکھانے سے کوئي ایمان لاسکتا ھی خود خدا نے اپنے رسول سے فرمایا کہ " اگر تو زمین میں ایک سرنگ ڈھونڈہ نکالے یا آسمان میں ایک سیڑھي لگالے تب بھي وہ ایمان نہیں لاوینگے " اور ایک جگہہ فرمایا کہ " اگر ھم کاغذ پر لکھي ھوئي کتاب بھي بھیجدیں اور اُسکو وہ اپنے ھاتوں سے بھی چھولیں تب بھي وہ ایمان نہیں لاوینگے اور کہینگے کہ یہہ تو علانیہ جادو ھی " پس ایمان لانا صرف ھدایت (فطرت) پر منحصر ھی جیسکہ خدا نے فرمایا " الله یهدي من یشاء الی صراط مستقیم " *

ھادي باطل پر جو لوگ ایمان لاتے ھیں اُنکے دل میں بھي غالباً اسي قسم کي کیفیت

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَاۤءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَاۤءِ وَالضَّرَّاۤءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَاۤ اِذْ جَاۤءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴٦﴾

پیدا هوتي هی اور اُسکا سبب کبهي اُنکي فطرت هوتي هی جو کجي کي طرف مایل هی سیدهي طرف مایل هي نهیں هوتي اور اسي طرف خدا نے اشارہ کیا هی جهاں فرمایا هی " من یشاء الله یضلله و من یشاء یجعله علی صراط مستقیم (الانعام) اور اکثر یهه هوتا هی که دین آبائے کا اور سوسیٹي کا ایسا بوجهه اُنکي طبیعتوں پر هوتا هی که سیدهي بات کے دل میں آنیکي جگهه هي نهیں رهتي اور کبهي یهه هوتا هی که متخلي بالطبع هوکر اُس بات پر غور نهیں کرتے اور اسي کي طرف خدا نے اشارہ کیا هی جهاں فرمایا هی که " جسکو خدا چاهتا هی که هدایت کرے اُسکا دل اسلام کے لیئے (یعني سیدهي راہ پر چلنے کے لیئے) کهول دیتا هی اور

فمن یرد الله ان یهدیه یشرح صدرہ للاسلام و من یردان یضله

بلکہ اُسیکو پکاروگے پھر جس مصیبت کے لیئے اُسکو پکارتے ہو اگر چاھے تو دور کردیتا ھی اور تم جنکو اُسکا شریک بناتے ہو بھول جاتے ہو ۴۱ اور بیشک ھم نے بھیجا تجھسے پہلے لوگوں کے پاس پھر ھم نے اُنکو پکڑا عذاب اور مصیبت سے شاید کہ وہ عاجزی کریں ۴۲ پھر کیوں نہ اُنھوں نے عاجزی کی جبکہ اُنکے پاس ھمارا عذاب آیا ولیکن سخت ہوگئے اُنکے دل اور اچھا دکھایا اُنکو شیطان نے جو کچھہ کہ وہ کرتے تھے ۴۳ پھر جب وہ بھول گئے جو سمجھے اُنکو نصیحت کی تھی کھول دیئے ھمنے اُنپر دروازے ہر چیز کے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوگئے اُس چیز سے جو اُنکو دی گئی پکڑلیا ھمنے اُنکو دفعتاً پھر اب وہ نا امید تھے ۴۴ پھر کاتی گئی جڑ اُس قوم کی جسنے ظلم کیا اور سب تعریف اللہ کے لیئے ھی پروردگار عالموں کا ۴۵ کہدے (اے پیغمبر) کیا تمنے دیکھا ھی اگر اللہ تمھاری سماعت اور بصارت لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کردے تو کونسا خدا ھی سوائے اللہ کے کہ تمکو وہ پھر لاوے دیکھہ کس طرح ھم بیان کرتے ھیں نشانیوں کو پھر وہ پھرے رھتے ھیں ۴۶

یجعل صدرہ ضیقاً حرجا کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لایومنون (الانعام آیت ۱۲۵) -	جسکو خدا گمراہ کرنا چاھتا ھی تو اُسکے دل کو تنگ اور ایسا دق کردیتا ھی کہ سیدھی بات کے اختیار کرنیکو آسمان پر چڑھنے سے بھی زیادہ مشکل سمجھتا ھی اسی طرح خدا اُن پر برائی ڈالتا ھی جو ایمان نہیں لاتے " ان

ایتوں میں خدا تعالیٰ نے ھدایت پانے یا گمراہ ہونے کو اپنا فعل قرار دیا ھی اسکا سبب یہہ ھی کہ خدا جو فاعل حقیقی ھی ھمیشہ تمام چیزوں کو جو ظہور میں آتی ھیں اپنی طرف نسبت کرتا ھی اسی طرح ان آیتوں میں بھی انسان کے فطرتی افعال کو اپنی طرف نسبت کیا ھی مگر درحقیقت یہہ بیان انسان کی فطرت کا ھی اور بس *

قل ارايتكم ان اتكم عذاب الله بغتة او جهرة هل يهلك
الا القوم الظلمون ۴۷ و ما نرسل المرسلين الا مبشرين
و منذرين فمن امن و اصلح فلا خوف عليهم و لا هم
يحزنون ۴۸ والذين كذبوا باياتنا يمسهم العذاب بما كانوا
يفسقون ۴۹ قل لا اقول لكم عندي خزائن الله و لا اعلم
الغيب و لا اقول لكم اني ملك ان اتبع الا ما يوحى
الي قل هل يستوي الاعمى والبصير افلا تتفكرون ۵۰
و انذر به الذين يخافون ان يحشروا الى ربهم ليس
لهم من دونه ولي و لا شفيع لعلهم يتقون ۵۱ و لا تطرد
الذين يدعون ربهم بالغدوة والعشي يريدون وجهه
ما عليك من حسابهم من شيء و ما من حسابك عليهم
من شيء فتطردهم فتكون من الظلمين ۵۲ و كذلك
فتنا بعضهم ببعض ليقولوا اهؤلاء من الله عليهم من
بيننا اليس الله باعلم بالشكرين ۵۳ و اذا جاءك الذين

کہدے (اے پیغمبر) کیا تم نے دیکھا ہی کہ اگر تم پر خدا کا عذاب دفعتاً یا جتلا کر آوے تو کیا ظالموں کی قوم کے سوا اور کوئی مارے جاوینگے ۴۷ اور ہم نہیں بھیجتے پیغمبروں کو مگر بشارت دینے والے اور ڈرانے والے پھر جو کوئی ایمان لایا اور اچھے کام کیئے پھر اُنکو کچھہ ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے ۴۸ اور جن لوگوں نے جھتلایا ہماری نشانیوں کو چھوئے گا اُنکو عذاب بسبب اسکے کہ وہ فاسق تھے ۴۹ کہدے (اے پیغمبر) کہ نہ میں تمکو یہہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ یہہ کہ میں غیب کی بات جانتا ہوں اور نہ میں تمکو یہہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں نہیں پیروی کرتا مگر اُسکی جو وحی دی گئی ہی مجھکو — کہدے کہ کیا اندھے اور آنکھوں سے دیکھنے والے برابر ہیں پھر کیا تم غور نہیں کرتے ۵۰ اور ڈرا اُس (وحی) سے اُن لوگوں کو جو ڈرتے ہیں کہ اکھٹے کیئے جاوینگے اپنے پروردگار کے پاس کہ نہیں ہی اُنکے لیئے سوائے اُسکے یعنی (پروردگار کے) کوئی دوست اور نہ کوئی سفارش کرنے والا تاکہ وہ پرھیزگاری کریں ۵۱ اور نہ نکالدے (اپنے پاس سے) اُن لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح و شام طلب گاری کرتے ہیں اپنے پروردگار کے منھہ (یعنی اُسکی ذات پاک) کی نہ تجھہ پر اُنکے حساب میں سے کچھہ ہی اور نہ تیرے حساب میں سے اُن پر کچھہ ہی کہ تو اُنکو نکالدے پھر ہووے تو ظالموں میں سے ۵۲ اور اسیطرح ہمنے فتنہ میں ڈالا ہی بعض کو بسبب بعض کے کہ کہتے ہیں کیا ہم میں سے یہی لوگ ہیں جنپر خدا نے انعام کیا ہی — کیا خدا نہیں ہی جاننے والا شکر کرنے والونکو ۵۳

اور جسوقت تیرے پاس وہ لوگ آویں جو

يُؤْمِنُونَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ
الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ
وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ
وَ لِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ
اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ
ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ
مِّنْ رَّبِّيْ وَ كَذَّبْتُمْ بِهٖ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾
قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ
وَ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ
لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ
مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ
وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ
بِالَّيْلِ وَ يَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ

هماري نشانيوں پر ايمان لائے هيں تو تو كهه سلامتي هو تمپر تمهارے پروردگار نے لكهه لي هى اپنے آپ پر رحمت كه جو كوئي تم ميں سے نادانستہ برا كام كرے پهر اُسكے بعد توبہ كرے اور اچهے كام كرے تو بيشك وہ بخشنے والا هى رحم والا ۵۴ اور اسي طرح هم نشانيوں كو بيان كرتے هيں اور تاكه ظاهر هوجاوے راہ گنهگاروں كي ۵۵ كهدے كه بيشك مجهكو منع كيا گيا هى كه ميں اُنكي عبادت كروں جنكو خدا كے سوا تم پكارتے هو — كهدے كه ميں تابع داري نهيں كرتا تماري خواهشوں كي ' بيشك ميں گمراه هوجاونگا اُسوقت اور نه هونگا ميں هدايت پائے هوؤں ميں سے ۵۶ كهدے كه بيشك ميں اپنے پروردگار كے پاس سے صريح دليل ركهتا هوں اور تم نے اُسكو جهٹلايا — ميرے پاس وہ چيز نهيں هى جسكي تم جلدي كرتے هو' نهيں هى حكم مگر الله كو بيان كرتا هى سچ كو اور وہ بهت اچها فيصله كرنے والا هى ۵۷ كهدے كه اگر ميرے پاس وہ چيز هوتي جسكے لئے تم جلدي كرتے هو تو البته اس امر كا مجهه ميں اور تم ميں فيصله هوجاتا اور الله جاننے والا هى ظالموں كو ۵۸ اور اُسكے پاس غيب كي كنجياں هيں اُنكو كوئي نهيں جانتا بجز اُسكے اور وہ جانتا هى جو كچهه جنگل ميں هى اور دريا ميں اور نهيں گرتا كوئي پته مگر كه وہ اُسكو جانتا هى اور نه كوئي دانه زمين كے اندهيروں ميں اور نه كوئي رطب اور نه كوئي يابس مگر وہ هى بيان كرنے والي كتاب ميں (يعني علم † الهي) ميں ۵۹ وہ وہ هى جو ماردالتا هى تمكو (يعني سولا ديتا هى) رات ميں اور جانتا هى جو كمايا هى تمنے دن ميں پهر تمكو اوٹهاتا هى اُس ميں (يعني دنميں) تاكه پورا كيا جاوے وقت

† قال الرازي — ان ذالك الكتاب المبين هو علم الله تعالى لا غيرو هذا هو الصواب (تفسير كبير)

مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿٦٢﴾

﴿٦١﴾ (و يرسل عليكم حفظة) اس آيت كي تفسير ميں همارے علماء نے عجيب باتيں لكهي هيں — اول تو أنهوں نے اس آيت كے ان لفظوں سے " و يرسل عليكم حفظة " اور قران مجيد كے اور آيتوں كے ان الفاظ سے " معقبات بين يديه و من خلفه يحفظونه من امرالله " اور ان الفاظ سے " ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد " اور ان الفاظ سے " و ان عليكم لحافظين كراماً كاتبين " يهه قرار ديا هى كه هر انسان كے ساتهه انسان سے خارج أسكے نگهبان فرشتے متعلق هيں جو ملايك حفظه كے نام سے موسوم هيں *

مگر اسي آيت ميں يهه الفاظ بهي هيں كه " حتى اذا جاء احدكم الموت توفته رسلنا " تو اسپر يهه بحث پيش آئي كه يهه فرشتے مارڈالنے والے وهي حفظه هيں جو اسوقت كو قتله هوگئے يا أنسے علاحده هيں — بعضوں كا يهه قول هى كه يهه قتله وهي حفظه هيں اور اكثر كا قول هى كه نهيں قتله حفظه سے علاحده هيں اور اسي قول كو راجح قرار ديا هى *

اسكے بعد جو اس آيت ميں يهه الفاظ هيں كه " ثم ردو الى الله مولا هم الحق " يهه قرار ديا هى كه جب انسان مرجاتا هى تو يهه قتله فرشتے بهي مرجاتے هيں اور خدا كے پاس ليجائے جاتے هيں اور بعضوں نے كها كه فرشتے نهيں ليجائے جاتے بلكه آدمي جو مرتے هيں وه ليجائے جاتے هيں — مگر كسي مفسر نے يهه نهيں لكها كه اگر يهه حفظه و قتله فرشتے جو هر ايك انسان پر متعين هيں اگر وه بهي انسان كے ساتهه نهيں مرتے تو پهر كيا كيا كرتے هيں خدا تعالى أنكو كسي اور خدمت پر متعين كرتا هى يا وه يوں هي خالي بيٹهے رهتے هيں *

مفسرين كو اس آيت ميں ايك اور بري مشكل پيش آئي هى — قران مجيد ميں آيا هى " الله يتوفي الانفس حين موتها " اور ايك جگهه فرمايا هى " هوالذي خلق الموت والحيات " پس ان آيتوں سے اسبات پر نص صريح هى كه انسان كو مارڈالنے والا خود خدا

معین پھر اُسیکے پاس تمکو پھر جانا ھی پھر تمکو بتلاویگا جو کچھہ تم کرتے تھے (۶۰) وھي زبردست ھی اوپر اپنے بندوں کے اور بھیجتا ھی تم پر نگہبان یہاں تک که جب آتي ھی تم میں سے ایک کو موت تو اُسکو مارڈالتے ھیں ھمارے بھیجے ھوئے اور وہ تقصیر نہیں کرتے (۶۱) پھر وہ لیجائے جاتے ھیں الله کے پاس جو اُنکا مالک ھی برحق ھاں اُسیکے لیئے حکم ھی اور وہ بہت جلد حساب لینے والوں میں ھی (۶۲)

ھی پھر ایک جگھہ فرمایا ھی که " قل یتوفاکم ملک‌الموت " اس سے معلوم ھوتا ھی که ملک‌الموت انسان کي روح قبض کرتا ھی — اور اس آیت سے معلوم ھوتا ھی که جو فرشتے انسان پر متعین ھیں وہ انسان کو مار ڈالتے ھیں — ان سب باتوں پر نہایت لنبي لنبي بحثیں ھمارے علماء نے لکھي ھیں جنکے اعادہ کي گنجایش ھماري اس تفسیر میں نہیں ھی مگر یہہ سب خیالات ھیں جو مفسرین نے حسب عادت پیدا کیئے ھیں قران مجید ایسے دور ازکار خیالات سے پاک ھی — اگرچہ قران مجید میں حفظه کا موصوف محذوف ھی اور مفسرین نے ملایکه کو اُسکا موصوف محذوف قرار دیا ھی مگر ھم کو اس پر بحث کرنیکي ضرورت نہیں ھی کیونکه ملائکه کے وجود سے ھمکو انکار نہیں ھی جسقدر اختلاف ھی وہ صرف اُنکي حقیقت وما ھیت کي نسبت ھی اور علی‌الخصوص قران مجید میں جو لفظ ملایک و ملایکه آیا ھی اُسکي مراد کي نسبت ھی جسکو ھم متعدد جگھہ بیان کرچکے ھیں پس ھم بھي ملایکه ھي کو اُسکا موصوف محذوف تسلیم کرتے ھیں مگر ملایک حفظه کوئي جداگانه مخلوق انسان سے نہیں ھیں او نه ملایک قتله جداگانه مخلوق ھیں بلکه جو قوا که انسان میں خدا نے پیدا کیئے ھیں اور جو باعث حیات انسان ھیں وھي ملایک حفظه ھیں اور جب موت آتي ھی تو وھي قوا ایسے مختل ھوجاتے ھیں که انسان مرجاتا ھی اور اسي فطرت انساني کا اس آیت میں خدا تعالی نے ذکر کیا ھی •

چار طبع مخالف و سرکش • چند روزے بوند باھم خوش
چوں یکے زین چھار شد غالب • جان شیریں برآید از قالب

ملایکه کي بحث میں ھم نے لکھا ھی که قران مجید میں ملایکه کا اطلاق اُنھي قوا پر ھوا ھی جو خدا نے انسان میں اور اپني دیگر مخلوقات میں پیدا کیئے ھیں نه کسي ایسے جسم پر جو خارج از انسان پیدا ھوا ھو پس حفظه کا موصوف محذوف خواہ ملایکه کو قرار دو خواہ قوا کو دونوں صورتوں میں مطلب واحد ھی •

قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا
وَخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشّٰكِرِينَ ﴿٦٣﴾
قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾
قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ
اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ
بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾
وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ
لِكُلِّ نَبَاٍ مُسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِينَ
يَخُوضُونَ فِي اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي
حَدِيثٍ غَيْرِهٖ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ
الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ﴿٦٧﴾ وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ
حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٦٨﴾ وَذَرِ الَّذِينَ
اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ
بِهٖ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللّٰهِ

کون تمکو نجات دیتا هی جنگلوں اور دریاؤں کے اندهیروں سے پکارتے هو اُسکو گڑ گڑاکر اور چپکے سے که اگر همکو ان سے نجات دیگا تو بیشک هم شکر کرنے والوں میں سے هونگے ۶۳ کهه که الله تمکو اُن سے نجات دیتا هی اور هر سختی سے پهر تم شرک کرتے هو ۶۴ کهدے که وه قادر هی اسبات پر که تم پر عذاب بهیجے ایک عذاب تمهارے اوپر سے یا تمهارے پاؤں کے نیچے سے (یعني آفت سماوي یا ارضي) یا تمکو همسر گروهوں میں کردے اور مزا چکهادے تمهارے ایک گروه کو دوسرے کي لڑائي کا ' دیکهه کس طرح هم بیان کرتے هیں نشانیوں کو تاکه وه سمجهیں ۶۵ اور جهٹلایا اُسکو تیري قوم نے حالانکه وه سچ هی ' کهدے که میں نهیں هوں تم پر وکیل هر چیز کے قرار پانے کے لیئے وقت هی اور قریب هی که تم جانوگے ۶۶ اور جب تو اُن لوگوں کو دیکهے که بیهوده طرح سے جهگڑتے هیں هماري نشانیوں میں تو اُنسے اعراض کر یهاں تک که جهگڑنے لگیں اُسکے سوا اور کسي بات میں اور اگر تجهکو شیطان بهلادیوے تو مت بیٹهه یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتهه ۶۷ اور جو لوگ پرهیزگار هیں کسي چیز کا اُنپر اُنکا (یعني کافروں کے کاموں کا) ذمه نهیں هی ولیکن نصیحت کردینا هی تاکه وه پرهیزگاري کریں ۶۸ اور چهوڑ دے اُن لوگوں کو جنهوں نے اپنے دین کو کهیل و تماشا کر رکها هی اور دنیا کي زندگي نے اُنکو دهوکا دیا هی اور نصیحت کر ساتهه اسکے که هلاکت میں پڑیگي هر ایک جان به سبب اُسکے جو کمایا هی ' نهیں هی اُسکے لیئے سواے خدا کے

ولي ولا شفيع و ان تعدل كل عدل لا يؤخذ منها

اولئك الذين ابسلوا بما كسبوا لهم شراب من حميم

و عذاب اليم بما كانوا يكفرون (٧٠) قل اندعوا من دون

الله ما لا ينفعنا ولا يضرنا ونرد على اعقابنا بعد اذ هدينا

الله كالذي استهوته الشيطين في الارض حيران له

اصحب يدعونه الى الهدى ائتنا قل ان هدى الله

هو الهدى و امرنا لنسلم لرب العالمين (٧١) و ان

اقيموا الصلوة واتقوه و هو الذي اليه تحشرون (٧٢)

وهو الذي خلق السموات والارض بالحق و يوم يقول

كن فيكون (٧٣)

---

(٧٣) (وهوالذي) اس آيت ميں جس بات پر غور كرني هى وه يهه هى كه "كن فيكون" سے كيا مراد هوني هى - امام فخرالدين رازي نے تفسير كبير ميں اسي آيت كي تفسير ميں لكها هى كه خدا كا جو يهه قول هى كه كن فيكون نه تو اس سے مراد كسي كى طرف خطاب كرنا هى اور نه حكم ديفا هى اسليئے كه اگر يهه امر معدوم چيزوں كے ليئے هو تو وه تو محال هى اور اگر موجود چيزوں كے ليئے هو تو موجود

ليس المراد بقوله كن فيكون خطاب و امر لان ذلك الامر ان كان للمدوم فهو محال و ان كان الموجود فهو امر بان يصير

کوئي هوست اور نه کوئي سفارش کرنے والا اور اگر بدلا دیوے کتنا هي بدلا تو اُس سے کچھه بهي نهیں لیا جاویگا ' یهه وهي لوگ هیں جو هلاکت میں پڑے هیں بسبب اُسکے جو اُنهوں نے کمایا هی اُنکے لیئے هی پینا کهولتے هوئے پاني کا اور عذاب دوکهه دینے والا بسبب اسکے که وه کفر کرتے تهے (۶۹) کهدے (اے پیغمبر) که کیا هم پکاریں الله کے سوا اُسکو جو نه همکو نفع دے اور نه ضرر پهونچاوے اور هم اپني ایڑیوں کے بل اُولٹے پلٹیں بعد اسکے که خدا نے همکو هدایت کي — مثال اُس شخص کے جسکو شیاطین نے مخبوط کردیا هو اور زمین پر حیران رہ گیا هو — اُسکے دوست هیں اُسکو سیدهي راه پر بلاتے هیں که همارے پاس چلا آ — کهدے که خدا هي کي هدایت هدایت هی اور همکو حکم دیا گیا هی که هم پروردگار عالموں کے مطیع هوں (۷۰) اور یهه (حکم دیا گیا هی) که قایم رکهو نماز کو اور اُس سے (یعني خدا سے) ڈرو وه وه هی جسکے پاس لیجائے جاؤگے (۷۱) وه وه هی جس نے درستي سے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جس دن کهیگا که هو پهر هوجاویگا (۷۲)

المراد منه التنبیه علی نفاذ قدرته و مشیته في تکوین الکائنات و ایجاد الموجودات
(تفسیر کبیر)

الموجود موجودا وهو مثال بل — چیزوں کو کهنا هوگا که موجود هو جاؤ اور یهه بڑي مثال هی بلکه اُس سے مراد جتلانا هی که خدا کي قدرت اور خواهش تمام کائنات کے هونے اور موجودات کے ایجاد پانے میں نافذ هی " — پس جو لوگ که یهه سمجهتے هیں که ان لفظوں کے لغوي معني هي مراد هیں یهه اُنکي غلطي هی اور اس امر کے محقق هونے میں که خدا جو کچهه کرتا هی اُسي قانون قدرت کے مطابق

قوله الحق و له الملک یوم ینفخ فی الصور

کرتا ہی جو اُس نے اُن چیزوں کے موجود ہونیکے لیئے بنایا ہی - کچھہ تخلل واقع نہیں ہوتا *

(ینفخ في الصور) یہہ مضمون قران مجید میں بہت جگہہ بہ تبدل الفاظ آیا ہی — سورۃ انعام میں ہی یوم ینفخ في الصور (۷۳) سورۃ کہف میں ہی و نفخ في الصور فجمعناھم جمعا (۹۹) سورۃ طه میں ہی یوم ینفخ في الصور و نحشر المجرمین یومئذ زرقا (۱۰۲) سورۃ مومنون میں ہی فاذا نفخ في الصور فلا انساب بینهم یومئذ ولا یتسالون (۱۰۳) سورۃ نمل میں ہی و یوم ینفخ في الصور ففزع من فی السموات و من فی الارض (۸۹) سورۃ یسین میں ہی و نفخ في الصور فاذا هم من الاجداث الی ربهم ینسلون (۵۱) سورۃ زمر میں ہی و نفخ في الصور فصعق من فی السموات و من فی الارض (۶۸) سورۃ ق میں ہی و نفخ في الصور ذلک یوم الوعید (۱۹) سورۃ الحاقه میں ہی فاذا نفخ في الصور نفخة واحدة (۱۳) سورۃ نباء میں ہی یوم ینفخ في الصور فتاتون افواجا (۱۸) سورۃ مدثر میں ہی فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر (۸) *

اس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ تمام آیتیں قیامت کے حال سے متعلق ہیں اور ان میں اُس دن کا ذکر ہی جبکہ تمام دنیا اولت پلت اور درہم برہم ہوجاویگی مگر ابو عبیدہ کا قول ہی کہ صور جمع صورۃ کي ہی اور اُس سے مراد مردوں میں روح پہونکنے سے ہی اگر اس راے کو تسلیم کیا جاوے تو ان آیتوں میں سے اکثر جگہہ صور کے لفظ کے متعارف معنوں کے لیئے کچھ ضرورت باقي نہیں رہتي مگر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ان سب آیتوں میں صور کے لفظ سے وہی آله مراد ہی جسکو بہونپو — نرسنگھا — سنکھہ — ترئي — قرنا - ترم - بگل — کہتے ہیں اور جس میں پہونکنے سے نہایت سخت و شدید آواز نکلتي ہی *

تاریخ کے تفحص سے معلوم ہوتا ہی کہ نہایت قدیم زمانہ میں یعني حضرت موسی کے وقت سے بھي بہت پیشتر لڑائي کے لیئے لوگوں کے جمع کرنیکو آگ جلانے کا رواج تھا پہاڑوں پر اور اونچے مقامات پر آگ جلاتے تھے اور گویا وہ پیغام تھا کہ سب آکر جمع ہو گویا وہ علامت حشر لشکر کي تھي اب بھي بعض بعض پہاڑي قوموں میں یہہ رسم پائي جاتي ہی *

لڑائي کے میدان میں غولوں کے کسي خاص طرف جمع کرنے یا حمله کے لیئے محشور کرنیکا حکم پہونچانے میں دقت پڑتي ہوگي معلوم ہوتا ہی کہ مصریوں نے اس کام کے لیئے

اُسکا کہنا درست هی اُسکے لیئے بادشاهت هی جس دن پهونکا جاویگا صور میں

مشعلوں کا جلانا اور مشعلوں کی روشنی کے ذریعه سے لڑائی کے میدان میں غولوں کو حکم پهونچانا ایجاد کیا *

غالبا ان کو مشعلوں سے بخوبی کام نه نکلتا هوگا اسلیئے ایک ایسی چیز کی تلاش کی ضرورت پیش آئی جسکی بہت بڑی آواز هو اور وه آواز لڑائی کے میدان میں حکم بهیجنے کا ذریعه هو مصری هی اسکے موجد هوئے اور اُنهوں نے دریائی جانوروں کی هتیی کے خول سے جس میں مثل گهونگے کے پیچ در پیچ هوتے تهے اور جس میں پهونکنے سے نہایت سخت و شدید آواز نکلتی تهی یهه کام لینا شروع کیا چنانچه اب تک هندو اُسکا استعمال کرتے هیں جو سنکهه کے نام سے مشهور هی *

بنی اسرائیل جب مصر میں تهے تو اُنهوں نے مصریوں سے اسکو اخذ کیا تها اور جب وه جنگل میں آواره اور پریشان هوئے اور اُس پہاڑی اور جنگلی ملک میں دریائی جانوروں کے خول میسر نه تهے اُنهوں نے صحرائی جانوروں خصوصا مینڈهے یا دنبه یا پہاڑی بکره کے سینگوں سے جو ٹیڑهے اور پیچدار هوتے تهے اور جن میں پهونکنے سے ویسی هی سخت و شدید آواز نکلتی تهی یهه کام لینا شروع کیا صور کے معنی قرن یعنی سینگهه کے هیں — بعد اسکے جب زمانه نے ترقی کرنا شروع کیا تو اُسکو اور اشیاء مثل چاندی پیتل اور تانبے وغیره سے اور نہایت عمده و پیچدار طور سے بنانے لگے *

توریت سفر خروج باب دهم میں لکها هی که خدا تعالی نے حضرت موسی کو حکم دیا که تو اپنے لیئے چاندی کے دو قرنا بنا جب تو اُن دونوں کو بجاوے تو تمام لوگ خیمه کے دروازه پر جمع هوجایا کریں — اور جب ایک کو بجاوے تو بنی اسرائیل کے سردار تیرے پاس آجایا کریں -- اور جب زور سے بجائی جاوے تو جن کے خیمے جانب مشرق هوں وه کوچ کرنا شروع کریں اور جب دو دفعه زور سے بجائی جاوے تو جنکے خیمے جنوب کی جانب هوں وه کوچ کرنا شروع کریں — اور جب سب کو ایک جگهه ٹهرانا مقصود هو تو دهیمی آواز سے بجایا جاوے اگر اپنے ملک میں اپنے دشمن سے جسنے تمپر زیادتی کی هی لڑنے کو جاؤ تو قرنا کو بہت زور سے بجاؤ اور خوشی کے دنوں میں اور عیدوں کے دن اور هر مهینه کے شروع میں قربان گاهوں میں بجایا کرو اور هارون کی اولاد اُسکو بجایا کرے *

یرمیاه اور عهد عتیق کی اور کتابوں سے پایا جاتا هی که شهروں اور ملکوں سے لڑائی کے لیئے لوگوں کو جمع کرنیکو قرنا بجائی جاتی تهی چنانچه یرمیاه نبی کی کتاب میں لکها هی

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿٧٣﴾

که " علم را در زمین برپا دارید کرنا را درمیان طوایف بنوازید در برابرش اقوام را زبده نمائید و بر ضدش ممالک، آراراط و منی و اشکناز را آواز دهید و بر خلافش سرداران را نصب نموده اسپ هارا مثل ملخ برآورید " (باب ٥١ درس ٢٧) *

اور ایک مقام میں لکھا هی که " در یهوداه اخبار نموده و در اورشلیم مسموع گردانیده بگوئید که در زمین کرنا را بنوازید باواز بلند ندا کرده بگوئید که جمع آیند تاآنکه به شهرهائے مشید درآئیم (باب ۴ درس ٥) *

یہودیوں نے اپنے خیال میں خدا تعالی کے پاس بھي فرشتوں کي فوج کا ہونا اور اُس میں درجه بدرجه سرداروں کا ہونا تسلیم کیا تھا اور اسي خیال سے فوج میں کام لینے کو فرشتوں کے پاس بھي صور یا قرنا کا ہونا خیال کیا اور صور پھونکنے والے فرشتے قرار دیئے جن میں سب کا سردار اسرافیل فرشته هی *

عیسائیوں نے بھي اس خیال میں یہودیوں کي پیروی کي یوحنا حواري اپني مشاهدات میں لکھتے هیں که اُنھوں نے تین فرشتوں کو نرئي پھونکنے پر معین دیکھا (باب ٨ درس ١٢) *

یہودي اور عیسائي دونوں حشر اجساد کے اور سب مردوں کے ایک جگہه جمع ہونے کے قائل تھے اُس حشر اور اجتماع کے لیئے اُسي خیال کے مطابق جسطرح وہ لوگوں کو جمع کیا کرتے تھے اُنھوں نے صور کا پھونکا جانا تصور کیا اشعیاہ نبي کي کتاب سے یہه خیال که قیامت کے شروع میں صور پھونکي جاویگي جابجا پایا جاتا هی — اور سینٹ پال نے اپنے پہلے خط کے باب پندرھویں میں جو کارنتھیوں کو لکھا هی اس خیال کو بخوبي ظاهر کیا هی جہاں لکھا هی که " هم سب ایک دم میں ایک پل مارنے میں پچھلي نرئي پھونکنے کے وقت مبدل هوجاوینگے که نرئي پھونکي جاویگي اور مردے اوٹھینگے اور هم مبدل هوجاوینگے " *

همارے هاں کے علماء نے حسب عادت اپنے اس امر میں یہودیوں کي پیروي کي هی اور نفخ صور کے لغوي معني لیئے هیں اور جب اُنھوں نے لغوي معني لیئے تو ضرور هوا که صور کو بشکل معینه موجود اور اُسکے بجانے کے لیئے فرشتے قرار دیں — بعض بزرگوں نے یہاں تک یہودیوں کي پیروي کي هی که جس طرح توریت میں لکھا هی که خدا نے موسی کو چاندي کي دو صوریں بنانے کا حکم دیا تھا اُنھوں نے بھي صور کو جوڑا قرار دیا هی که ایک کے بجانے سے ایک طرح کي اور دونوں کو ساتھه بجانے سے دوسري طرح کي آواز نکلیگي اور

جاننے والا هی چهپی اور کهلے کا اور وہ حکیم هی خبر رکهنے والا

اُسپر حاشیه یهه چڑهایا که صور میں بقدر تعداد ارواحوں کے چهید هیں جیسے بانسلی میں هوتے هیں اور جب مردوں کے زندہ کرنے کے لیئے صور پهونکی جاویگی تو ارواحیں سور کے چهیدوں میں سے نکل پڑینگی — (دیکهو تفسیر کبیر سورۂ مدثر آیت ۸) *

مگر قران مجید میں جس طرح تنزہ ذات باری کا اور اُسکے کاموں کا بیان هی وہ اس قسم کے خیالات کے قطعاً مانع هی — نفخ صور صرف استعارہ هی بعث و حشر کا اور تبدل حالت کا جس طرح لشکر میں صور بجنے سے سب مجتمع هوجاتے هیں اور لڑنیکو کهڑے هوجاتے هیں اور گروہ در گروہ موجود هوتے هیں اسی طرح بعث وحشر میں ارادۂ الله سے جس طرح که اُس نے قانون قدرت میں مقرر کیا هوگا وقت موعود پر سب لوگ اُوٹهینگے اور جمع هوجاوینگے اُس حالت نفخ صورسے استعارہ کیا گیا هی بس اس آیت سے یا قران مجید کی اور آیتوں سے یهه بات که فی الواقع کوئی صور بمعنی متعارف موجود هی یا موجود هوگی اور فی الواقع وہ مثل صور متعارفه کے پهونکنے کے پهونکی جاویگی اور فی الواقع اُسکو فرشتے لیئے هونگے اور وہ اُسکو پهونکینگے ثابت نهیں *

گو که تمام علماء اسلام صور کو ایک شی موجود فی الخارج اور اُسکے لیئے پهونکنے والے فرشتے یقین کرتے هیں اور عموما مسلمانوں کا اعتقاد یهی هی مگر بعض اقوال اُنهی علماء کے ایسے پائے جاتے هیں جن میں صاف بیان هی که نفخ صور صرف استعارہ اور تمثیل هی — تفسیر کبیر میں سورۂ طه کی تفسیر میں لکها هی که الله تعالی لوگوں کو آخرت کی باتیں اُن چیزوں کی مثالوں سے بتلاتا هی جو دنیا میں دیکهی جاتی هیں اور لوگوں کی عادت هی که کوچ کے وقت اور لشکروں میں بهونپو یعنی بوق یعنی صور بجاتے هیں — اور سورۂ مومنون کی تفسیر میں لکها هی که نفخ فی الصور استعارہ هی اور اُس سے مراد بعث و حشر هی — سورۂ نمل کی تفسیر میں لکها هی که جایز هی که یهه تمثیل هو مردوں کے بلانے کی ' بےشک اُن کا اپنی قبروں میں سے نکلنا لشکر کے نکلنے کی مانند هی جبکه وہ صور کی آواز سنتے هی نکل کهڑا هوتا هی —

والله تعالی یعرف الناس من امورالاخرة بامثال ماشوهد فی الدنیا و من عادة الناس النفخ فی البوق عندالاسفار و فی العساکر (طه)

ان النفخ فی الصوراستعارة والمراد منه البعث والحشر (مومنون)

یجوز ان یکون تمثیلا لدعاء الموتی فان خروجهم من قبورهم کخروج الجیش عند سماع صوت الالة (نمل)

پس جن عالموں کی یهه رائے هی وہ بهی مثل همارے نه صور کے لغوی معنی لیتے هیں

وَ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً

اور نہ صور کے وجود نیِ اسحارج کو مانتے ھیں اور نہ اُسکے وجود کي اور نہ اُسکے پھونکنے والوں کي ضرورت جانتے ھیں — حشر احساد کا مسئلہ قابل بحث کے ھی ھم اُسکي نسبت بھي کسي وقت بحث آرائم ئے بعد بحث کرینگے واللہ المستعان *

(و اذ قال ابراھیم لابیہ آزر) اس آیت میں اور اسکے بعد کي آیتوں میں حضرت ابراھیم کي نسبت جو حالات مذکور ھیں اُن میں چند امر غور طلب ھیں — اول یہہ کہ آزر حضرت ابراھیم نے کون تھے قران مجید میں آزر کو حضرت ابراھیم کے اب کے لفظ سے تعبیر کیا ھی مگر قران مجید میں باپ کا اطلاق باپ اور چچا دونوں پر آیا ھی — قران میں ھی کہ حضرت یعقوب کي اولاد نے کہا کہ " نعبد الھک و الہ ابائک ابراھیم و اسمعیل و اسحق " حالانکہ اسمعیل حضرت یعقوب کے چچا تھے اُنپر بھي یعقوب کے باپ کا اطلاق ھوا ھی — تفسیر کبیر میں بھی بعض اقوال لکھے ھیں کہ اس آیت میں اب کا اطلاق عم پر ھوا ھی ظن غالب ھی کہ حضرت ابراھیم نے باپ کا نام ترح تھا — توریت سے پایا جاتا ھی کہ ترح کے بھائی بھی تھے مگر توریت میں اُنکے نام نہیں بیان کیے چنانچہ کتاب پیدایش باب ۱۱ ورس ۲۴ و ۲۵ میں لکھا ھی کہ " و ناحور بست و نہ سال زندگي نمودہ ترح را تولید نمود — و ناحور بعد از تولید نمودنش ترح یکصد و نوزدہ سال زندگاني نمودہ پسران و دختران را تولید نمود " ان آیتوں سے ترح کے بھائیوں یعني حضرت ابراھیم کے چچاؤں کا ھونا پایا جاتا ھی *

علاوہ اسکے توریت کے اُسي باب میں لکھا ھی کہ بعد اُن تمام واقعات کے جو حضرت ابراھیم پر اُنکے وطن " اور کسدیم " میں گذرے اُنھوں نے اپنے وطن کو چھوڑ دیا اور کنعان کي طرف روانہ ھوئے تو اُنکے ساتھہ اُنکے باپ ترح بھي تھے اور اُنھوں نے بھي اُس ملک کو چھوڑ دیا تھا چنانچہ ورس ۳۱ میں لکھا ھی کہ " ترح پسر خود ابرام و پسر پسر خود لوط پسر ھاران و عروس خود ساری زن پسرش ابرام را برداشت و باھم دیگر از اور کلدانیان بقصد رفتن بزمین کنعان بیرون آمدند " پس یہہ ایک دلیل اسبات کي ھی کہ جس مباحثہ کا قران مجید میں ذکر ھی وہ حضرت ابراھیم کے باپ سے نہیں ھوا تھا بلکہ اب کا لفظ عم پر بطور اظہار محبت اور بزرگي چچا کے جنسے مباحثہ پیش آگیا تھا بولا گیا ھی *

دوسرے یہہ کہ جب حضرت ابراھیم نے یہہ مباحثہ کیا تو اُنکي عمر کیا تھي — اس امر کا تحقیق کرنا ناممکن ھی کیونکہ ان امور کي تحقیقات صرف توریت پر منحصر ھی

اور جب کہا ابراهیم نے اپنے باپ (یعني چچا) آزر سے کہ کیا تونے تهہرایا هی بتوں کو خدا

نسخے توریت کے اسباب میں نہایت مختلف هیں عبري توریت سے معلوم هوتا هی کہ سنہ دنیوي کے ۱۹۵۸ برس بعد حضرت ابراهیم پیدا هوئے تھے اور یوناني نسخہ توریت سے جسکو سپتوایجنت کہتے هیں أنکي پیدایش ۲۷۲۸ برس بعد سنہ دنیوي کے اور سامري نسخہ توریت سے ۲۵۹۸ برس بعد معلوم هوتي هی -- عیسائي مورخوں نے ولادت حضرت ابراهیم کی ۲۰۰۸ برس بعد سنہ دنیوي کے اور أنکا اور کلدانیان سے نکلنا ۲۰۸۳ سنہ دنیوي میں قرار دیا هے اور اس حساب سے أسوقت أنکي عمر پچھتر برس کي تھي مگر اس حساب پر اعتماد کرنے کي کوئي کافي وجہہ نہیں هی *

قران مجید سے جہاں خدا نے فرمایا هی " قالوا سمعنا فتی یذکر هم یقال لہ ابراهیم " معلوم هوتا هی کہ أس زمانہ میں حضرت ابراهیم جوان تھے اور دوسري جگہہ خدا نے فرمایا هی " و لقد اتینا ابراهیم رشدہ من قبل و کنا بہ عالمین " (سورہ انبیاء آیت ۵۲) اور اسي آیت کے بعد اس مباحثہ کا ذکر هوا هی -- اس سے معلوم هوتا هی کہ قبل وقت مباحثہ کے حضرت ابراهیم جوان اور رشید هوچکے تھے اور أنکا دل الهامات رباني سے معمور تھا جسکے لیئے عموماً چالیس برس کي عمر خیال کی جاتي هی پس کچھہ عجب نہیں هی کہ یہہ واقعہ اسي عمر کے قریب قریب واقع هوا هو *

مگر همارے علمائے مفسرین کو " فلما جن علیہ اللیل " نے گھبرا دیا هی وہ سمجھے هیں کہ یہہ پہلي دفعہ تھي جو أنھوں نے رات دیکھي تھي اور اسلیئے بے اصل قصہ اپني تفسیروں میں لکھا هی کہ أس زمانہ کے بادشاہ کے خوف سے جس نے ایک خواب دیکھا تھا اور لڑکوں کے قتل کا ارادہ کیا تھا حضرت ابراهیم کي ماں نے أنکے حمل کو چھپایا اور جب لڑکا پیدا هونے کا وقت آیا تو ایک پہاڑ کي کھو میں جاکر جنا اور أسکا منہہ پتھروں سے بند کردیا اور حضرت جبرئیل نے حضرت ابراهیم کي پرورش کي جب وہ أسي پہاڑ کي کھو میں بڑے هوگئے تو أس کھو میں سے پہلي دفعہ رات کو ایک ستارہ دیکھا پھر چاند دیکھا پھر سورج دیکھا *

مگر یہہ خیال اور یہہ قصہ دونوں صحیح نہیں هیں حضرت ابراهیم کے ناحور اور هاران دو اور بڑے بھائي تھے اور حضرت ابراهیم سب سے چھوٹے تھے انسان کي فطرت میں هی کہ جب وہ کسي قوم میں پیدا هوتا هی تو یا تو أسي قوم کي باتوں پر یقین کرتا هی اور أسي قوم کے عقاید و اعمال کي پیروي کرنے لگتا هی یا أس قوم کے افعال و اقوال کو تعجب

اِنِّيْ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾

وحدت کي نگاہ سے دیکھتا رھتا ھی نہ اُنپر یقین کرتا ھی اور نہ اُن افعال میں شریک ھوتا ھی اور نہ اُسکے ذھن میں آتا ھی کہ اصل بات کیا ھی اور ایک تفکر اور سونچ کي حالت میں ایک زمانہ بسر کرتا ھی اور خدا کي ھدایت جو خدا نے انبیاء اور صلحا کي فطرت میں رکھي ھی اُسکي تائید کرتي رھتي ھی اسیطرف خدا نے اشارہ کیا ھی جہاں فرمایا ھی " کذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض " اسي حالت میں ایک رات ستارہ اور چاند اور اُسکے بعد سورج دیکھہ کر حضرت ابراھیم کو وہ خیال آیا جو قران مجید میں مذکور ھی پس ضرور نہیں ھی کہ وہ رات پہلي ھي رات ھو جو اُنھوں نے دیکھي تھي *

تیسرے یہہ کہ " ملکوت السموات والارض " سے اور اُسکے دکھانے سے کیا مراد ھی علماء مفسرین نے اسکي نسبت بھي بہت سي رطب و یابس باتیں لکھي ھیں مگر خدا کي قدرت اور اُسکي عظمت اور وحدانیت پر یقین کرنے کے لیئے موجودات عالم اور اُنکي خلقت اور فطرت پر غور کرنے سے زیادہ یقین دلانے والي کوئي چیز نہیں ھی اسي وجہہ سے خدا تعالی نے جابجا قران مجید میں متعدد طریقہ پر وجود عالم سے صانع کے وجود پر استدلال کیا ھی پس خدا نے آسمان و زمین کي بادشاھت کي حقیقت حضرت ابراھیم کے دل پر کھولي جسکي ابتدا تارے و چاند و سورج کو رب خیال کرنا اور اُسکي انتہا " اني وجھت وجھي للذي فطرالسموات والارض " کہنا ھی اور اسي طرف خدا نے اشارہ کیا ھی جہاں فرمایا ھی " کذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض " *

چوتھے یہہ کہ علماء اسلام کو ایک اور مشکل پیش آئي ھی کہ اُنکے اصول مقررہ کے موافق انبیاء کبھي اور کسي حال میں مرتکب شرک و کفر نہیں ھوئے پس کیونکر حضرت ابراھیم نے تارہ اور چاند اور سورج کو دیکھہکر کہا کہ " ھذا ربي " اس شبہہ کے رفع کرنیکو اُنھوں نے متعدد طرح سے صعوبتیں اوٹھائي ھیں مگر یہہ امر نہایت صاف ھی جس میں کچھہ مشکل نہیں *

بلا شبہہ انبیا علیھم السلام کبھي مرتکب شرک و کفر کے نہیں ھوتے اُنکي فطرت ھي اس آلودگي سے پاک ھوتي ھی مگر قدیم زمانہ میں جو بت پرستي تھي اور جس شرک و کفر میں اُس زمانہ کے لوگ گرفتار تھے اُسکي حقیقت پر اول غور کرني لازم ھی — تمام مشرکین ذات باري کا کسیکو شریک نہیں قرار دیتے تھے بلکہ خدا کے سوا موجودات غیر مرئي اور اجرام سماوي کو مدبرات عالم اور مالک نفع و نقصان سمجھتے تھے اور اُنھي کے نام سے ھیاکل

بیشک میں تجھکو اور تیري قوم کو علانیہ گمراهي میں دیکھتا هوں

اور اصنام بناکر اُنکي پرستش کرتے تھے اور اُنکو یقین تھا که اُنکي رضامندي و خوشنودي فائدہ بخشش اور اُنکي ناراضي مضرت رساں هی مگر کسي وجود غیر مرئي کو یا کسي کو اجرام سماوي میں سے صرف مدبر عالم خیال کرنا خواہ وہ خیال صحیح هو یا غلط کفر و شرک نہیں هوسکتا بلکه کفر و شرک اُسوقت هوتا هی جبکه اُس میں قدرت نفع و نقصان پہونچانے کي مانی جاوے یعني یهه سمجھا جاوے که اُس میں قدرت هی که جب چاهے نفع پہونچاوے جب چاهے نقصان اور اسي خیال سے اُسکي پرستش کي جاوے - مثلاً مسلمانوں کا یهه خیال که مینهه کے برسانے والے فرشتے بادلوں پر متعین هیں اور مینهه برساتے پھرتے هیں یا یهه خیال که آفتاب فصول اربع کا باعث اور روئیدگي اور پھولوں اور پھلوں کا مدبر هی نه کفر هی نه شرک هی لیکن جب آفتاب کي یا میگهه راجه کي نسبت یهه اعتقاد کیا جاوے که اُنکو مینهه برسانے یا نه برسانے اور میوہ پکانے یا نه پکانیکا اختیار هی اور اُنکي رضامندي اُسکے لیئے مفید اور ناراضي مضرت رساں هی اور اس خیال پر اُنکي پرستش کي جاوے تو وہ بلا شبهه شرک و کفر هی — تَرح کے خاندان میں زیادہ تر اجرام علوي کے اصنام کي پرستش هوتي تھي اسي وجهه سے حضرت ابراهیم کا خیال ستارے اور چاند اور سورج پر رب یعني مدبرات میں سے هونیکا گیا نه اله هونیکا اور اُسکو بھي خدا کي هدایت سے جو فطرت انبیاء میں هی قرار دیا پس صرف یهه خیال شرک و کفر نه تھا اور حضرت ابراهیم نے اُن میں سے کسي کي پرستش نہیں کي نه اُن میں جب چاهیں نفع اور جب چاهیں مضرت پہونچانے کي قدرت یقین کي اسلیئے کسي طرح اُنکا اس معصیت میں مبتلا هونا لازم نہیں آتا *

اس بیان کي تشریح بعد کي آیتوں سے بخوبي هوتي هی جہاں حضرت ابراهیم نے فرمایا هی که " میں نہیں ڈرتا اُس سے جسکو تم خدا کے ساتھه شریک کرتے هو " پھر فرمایا که " کیونکر میں ڈروں اُس سے جسکو تم شریک کرتے هو " یهه اقوال صاف اسبات پر دال هیں که جنکي نسبت حضرت ابراهیم نے ربي کہا تھا اُنکو مالک اور قادر نفع و نقصان پہونچانے پر نہیں مانا تھا *

پانچویں یهه که اس آیت میں جو الفاظ " لیکون من الموقنین " هیں زیادہ تر غور کے لایق هیں خدا تعالی نے فرمایا که همنے ابراهیم کو ملکوت السموات والارض اسلیئے دکھائیں تاکه یقین کرنے والوں میں هو — هم اُن لوگوں کو جو به تقلید آبائے یا باطاعت کسي کے

وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ
مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ
هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ
بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ
لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّيْنَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ
هٰذَا رَبِّيْ هٰذَا اَكْبَرُ فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّمَّا
تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٨﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَحَاجَّهٗ قَوْمُهٗ
قَالَ اَتُحَاجُّوْنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ وَلَا اَخَافُ
مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبِّيْ شَيْئًا وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا

قول كي خدا پر يقين ركهتے هيں مومن پاک جانتے هيں مگر جو لوگ كه بعد غور و فكر كے اور خدا كي قدرتوں اور صنعتوں پر غور و فكر كركے خدا پر يقين لاتے هيں وه نهايت اعلى درجه پر هوتے هيں جنكا يقين پورا كامل يقين هوتا هى اور كسيطرح زايل نهيں هوسكتا اسي سبب سے خدا نے حضرت ابراهيم كو ملكوت السموات والارض دكهانيكا مقصد يهه بتلايا كه " ليكون من الموقنين " *

همارا يهه يقين و تجربه هى كه انسان كو جسقدر علم فطرت — قوانين قدرت — علم السماء والافلاک — بڑهتا جاتا هى اور نيچرل سهنر - علوم طبيعات حقه ميں جسقدر أسكي واقفيت اور مهارت زيادة هوتي جاتي هى أسيقدر أسكو خدا كے وجود كا يقين اور أسكي

اور اسي طرح هم ابراهيم کو دکھلاتے تھے بادشاهت آسمانوں کي اور زمين کي تاکه وه هووے يقين کرنے والوں ميں سے (۷۵) پھر جب اُسپر رات چھا گئي اُس نے ايک تارے کو ديکھا — کہا يہه هي ميرا پروردگار پھر جب وه ڈوب گيا تو کہا ميں دوست نهيں رکھتا ڈوب جانے والوں کو (۷۶) پھر جب ديکھا چاند کو چمکتا هوا کہا يہه هي ميرا پروردگار — پھر جب وه ڈوب گيا تو کہا که اگر ميرا رب مجھکو هدايت نکريگا تو بےشک ميں گمراهوں کي گروه ميں سے هوجاؤنگا (۷۷) پھر جب ديکھا سورج کو چمکتا هوا کہا يہه هي ميرا پروردگار يہه هي سب سے بڑا پھر جب وه ڈوب گيا کہا اے ميري قوم ميں بےشک بيزار هوں اُس سے جو تم شرک کرتے هو (۷۸) بےشک ميں نے متوجهه کيا اپنے منهه کو اُسکي طرف جس نے پيدا کيا آسمانوں کو اور زمين کو دلي يقين سے اور ميں نهيں هوں شرک کرنے والوں ميں سے (۷۹) اور حجت کي اُس سے اُسکي قوم نے اُس نے کہا که کيا تم حجت کرتے هو ميرے ساتهه الله ميں اور بےشک اُس نے مجھکو هدايت کي هي اور ميں نهيں ڈرتا اُس سے جسکو تم اُسکے ساتهه شريک کرتے هو مگر يہه که اگر چاهے ميرا خدا کسي امر کو ' پھيلا هوا هي ميرے پروردگار کا علم هر چيز پر

قدرت و عظمت اور شان الوهيت اور استحقاق معبوديت کا دل ميں زياده نقش هوتا جاتا هي والله در من قال *

برگ درختان سبز در نظر هوشيار * هر ورقي دفتريست معرفت کردگار

پس يهي قوانين قدرت لا اف نيچر تھے جو زبان شرع ميں ملکوت السموات والارض سے تعبير کيئے گئے هيں اور جنکو خدا نے حضرت ابراهيم کو دکھايا تھا يا يوں کهو که سمجھايا تھا اور جسکي بدولت اُنهوں نے " ليکون من الموقنين کا خطاب پايا *

چھٹے يہه که يہه مباحثه حضرت ابراهيم کا جو قران ميں مذکور هي توريت ميں نهيں هي توريت ميں کسي واقعه کا نهونا اُس کے عدم وقوع کي دليل نهيں هوسکتا *

أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ (۸۰) وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ
أَشْرَكْتُم بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ
بِالْأَمْنِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (۸۱) الَّذِينَ ءَامَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمٰنَهُم
بِظُلْمٍ أُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ (۸۲) وَتِلْكَ حُجَّتُنَا
ءَاتَيْنٰهَا إِبْرٰهِيمَ عَلٰى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّن نَّشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ
حَكِيمٌ عَلِيمٌ (۸۳) وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا
وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمٰنَ
وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسٰى وَهٰرُونَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِينَ (۸۴) وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيسٰى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ
مِّنَ الصّٰلِحِينَ (۸۵) وَإِسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا
وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِينَ (۸۶) وَمِنْ ءَابَائِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
وَإِخْوٰنِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ إِلٰى صِرٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ (۸۷)
ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا
لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۸۸) أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ ءَاتَيْنٰهُمُ

پھر کیا تم نصیحت نہیں پکرتے ۸۰ اور کیونکر میں ترون اُس سے جسکو تم شریک کرتے ہو
اور تم نہیں ترتے اس سے کہ شریک کرتے ہو اللہ کے ساتھہ اُسکو جسکے لیئے کوئي دلیل تم
پر اوتاري نہیں گئي ہے -- پھر دونوں فریقوں میں سے کون زیادہ امن کا مستحق
ہے اگر تم جانتے ہو ۸۱ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور اُنھوں نے اپنے ایمان کو
ظلم (یعني شرک) میں نہیں ملایا ہے ، وہي لوگ ہیں کہ اُنکے لیئے امن ہے
اور وہ ہي ہدایت پائے ہوئے ہیں ۸۲ اور یہہ ہماري دلیلیں ہیں ہم نے اُنکو ابراہیم
کو اُسکي قوم پر کرنیکو دي تھیں ہم بلند کردیتے ہیں درجے جسکے چاہتے ہیں بے
شک تیرا پروردگار حکمت والا ہی جاننے والا ۸۳ اور ہم نے اُسکو عطا کیا اسحق اور
یعقوب ہر ایک کو ہم نے ہدایت کي اور نوح کو ہم نے اُس سے پہلے ہدایت کي اور اُسکي
(یعني ابراہیم کي) اولاد میں سے ہیں داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسی
اور ہارون اسي طرح ہم جزا دیتے ہیں نیکي کرنے والوں کو ۸۴ اور زکریا اور یحیی اور
عیسی اور الیاس ہر ایک نیک لوگوں میں سے تھے ۸۵ اور اسمعیل اور یسع اور یونس
اور لوط ہر ایک کو ہمنے بزرگي دي عالموں پر ۸۶ اور اُنکے باپوں اور اُنکي اولادوں اور
اُنکے بھائیوں میں سے ہم نے اُنکو برگزیدہ کیا اور ہم نے اُنکو سیدھے رستے کي طرف ہدایت
کي ۸۷ یہہ ہی اللہ کي ہدایت ، ہدایت کرتا ہی اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا
ہی ، اور اگر وہ شرک کرتے تو بے شک ملیا میت ہوجاتا اُن سے جو کچھہ کہ اُنھوں نے
کیا تھا ۸۸ یہہ وہ لوگ ہیں کہ اُنکو ہم نے دي ہی

الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰؤُلَاۤءِ فَقَدْ
وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰۤئِكَ الَّذِيْنَ
هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لَّاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ
هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ
قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ
الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ
قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا
اَنْتُمْ وَلَاۤ اٰبَآؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾
وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ
شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ
الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۤئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ

کتاب اور حکمت اور نبوت پھر اگر یہہ لوگ اُسکے ساتھہ کفر کریں تو بے شک ہم نے اُس کے لیئے مقرر کیا ہی اور قوم کو کہ اُسکے ساتھہ کفر کرنے والے نہیں ہیں ﴿۸۹﴾ یہہ وہ لوگ ہیں جنکو اللہ نے ہدایت کی ہی پھر اُنہی کی ہدایت کی پیروی کر — کہدے (لوگوں سے) کہ میں تم سے اُسپر کچھہ صلہ نہیں مانگتا' یہہ نہیں ہی مگر نصیحت عالموں کے لیئے ﴿۹۰﴾ اور نہیں قدر کی اللہ کی جیسا حق اُسکی قدر کرنیکا تھا جب اُنہوں نے کہا کہ نہیں اوتاری ہی اللہ نے کسی بندے پر کوئی چیز — کہدے کہ کس نے وہ کتاب اوتاری ہی جسکو موسیٰ لایا ہی ' نور اور ہدایت لوگوں کے لیئے تم اُسکو کرتے ورق ورق اُنکو دکھاتے ہو اور بہت سوں کو چھپاتے ہو اور تمکو سکھایا گیا ہی جو تم نہیں جانتے تھے' تم اور نہ تمہارے باپ ' کہدے اللہ نے — پھر اُنکو چھوڑدے اُنکی بیہودہ بحثوں میں کھیل کرتے ﴿۹۱﴾ اور یہہ کتاب ہی کہ اِسکو ہمنے اُتارا ہی برکت والی سچا بتانے والی اُس چیز کی جو اُسکے ہاتونمیں (یعنی اُس کے آگے) ہی تاکہ تو مکہ والوں کو اور جو اُس کے گرد ہیں ڈراوے — اور جو لوگ ایمان لائے ہیں آخرت پر بے شک ایمان لاتے ہیں اُس پر (یعنی ہذا کتاب پر یعنی قران پر) اور وہ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں ﴿۹۲﴾ اور کون اُس شخص سے زیادہ ظالم ہی جس نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا — یا اُس نے کہا کہ وحی بھیجی گئی ہی میرے پاس اور حقیقت میں اُس کے پاس کچھہ وحی نہیں بھیجی گئی اور اُس شخص سے جس نے کہا کہ اب میں اُتاروں گا مثل اُس کے جو اللہ نے اُتارا ہی اور اگر تو دیکھے ظالموں کو جبکہ وہ موت کی سختیوں میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھہ پھیلائے ہوئے ہوں

اخرجوا انفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم
تقولون على الله غير الحق وكنتم عن ايته تستكبرون ﴿٩٣﴾
ولقد جئتمونا فرادى كما خلقنكم اول مرة وتركتم
ما خولنكم وراء ظهوركم وما نرى معكم شفعاءكم الذين
زعمتم انهم فيكم شركؤا لقد تقطع بينكم وضل عنكم
ما كنتم تزعمون ﴿٩٤﴾ ان الله فالق الحب والنوى يخرج
الحي من الميت ومخرج الميت من الحي ذلكم الله فانى
تؤفكون ﴿٩٥﴾ فالق الاصباح وجعل اليل سكنا والشمس
والقمر حسبانا ذلك تقدير العزيز العليم ﴿٩٦﴾ وهو الذي
جعل لكم النجوم لتهتدوا بها في ظلمت البر والبحر
قد فصلنا الايت لقوم يعلمون ﴿٩٧﴾ وهو الذي انشأكم من
نفس واحدة فمستقر ومستودع قد فصلنا الايت لقوم
يفقهون ﴿٩٨﴾ وهو الذي انزل من السماء ماء فاخرجنا به
نبات كل شيء فاخرجنا منه خضرا نخرج منه

که نکالو اپني جانیں ' آج کے دن تمکو بدلا دیا جاویگا رسوا کرنے والے عذاب کا بسبب اُس کے جو تم کہتے تھے الله پر ناحق اور تم اُس کي نشانیوں سے سر کشي کرتے تھے ۹۳ اور بے شک تم آئے هو همارے پاس اکیلے جیساکه هم نے تمکو اول دفعه پیدا کیا تھا اور تم نے چھوڑ دیا جو کچھه همنے تمکو دیا تھا اپنے پیٹھوں کے پیچھے اور هم نہیں دیکھتے تمھارے ساتھه تمھارے شفاعت کرنے والے جنکو تم نے خیال کیا تھا که بے شک وہ تم میں (یعني تمھاري بھلائي میں خدا کے ساتھه) شریک هیں بے شک کٹ گیا تم میں کا علاقه اور کھو گیا تم سے جسپر تم گھمنڈ رکھتے تھے ۹۴ بے شک الله پھاڑ کر اوگانے والا هی بیجوں اور گٹھلیوں کا — نکالتا هی زنده کو (یعني هرے لہلہاتے درخت قوت نامیه سے بڑھنے والے کو) مرده (یعني خشک بیج اور گٹھلي) سے اور نکالنے والا هی مرده کا (یعني خشک دانے اور گٹھلی کا) زنده (یعني سبز لہلہاتے قوت نامیه رکھنے والے درخت) سے یهه هی الله پھر کہاں پھٹکے جاتے هو ۹۵ پو کو پھاڑنے والا هی (یعني رات کو پھاڑ کر سفیده صبح کو نکالنے والا هی) اور بنایا هی رات کو آرام کے لیئے اور سورج اور چاند کو حساب کے لیئے یهه مقرر کیا هوا هی زبردست جاننے والے کا (یعني خدا کا) ۹۶ وہ وہ هی جس نے تمھارے لیئے ستاروں کو بنایا هی تاکه تم اُن سے رسته پالو جنگل اور سمندر کے اندھیروں میں ' بے شک هم نے به تفصیل نشانیاں بیان کي هیں اُن لوگوں کے لیئے جو جانتے هیں ۹۷ اور وہ وہ هی جس نے پیدا کیا تمکو ایک جان سے پھر تمھارے لیئے ٹھیرنے کي جگهه هی اور جاے امانت بے شک هم نے به تفصیل نشانیاں بیان کي هیں اُن لوگوں کے لیئے جو سمجھتے هیں ۹۸ اور وہ وہ هی جس نے آسمان سے پاني برسایا پھر هم نے اُس سے هر چیز کے پودے نکالے ' پھر هم نے اُس سے نکالے هرے (پودے) اُس میں سے هم نکالتے هیں

حبا متراكبا ومن النخل من طلعها قنوان دانية
وجنت من اعناب والزيتون والرمان مشتبها وغير
متشابه انظروا الى ثمره اذا اثمر وينعه ان في ذلكم
لايت لقوم يؤمنون ﴿٩٩﴾ وجعلوا لله شركاء الجن وخلقهم
وخرقوا له بنين وبنت بغير علم سبحانه وتعلى عما
يصفون ﴿١٠٠﴾ بديع السموات والارض انى يكون له ولد
ولم تكن له صاحبة وخلق كل شيء وهو بكل شيء
عليم ﴿١٠١﴾ ذلكم الله ربكم لا اله الا هو خالق كل شيء
فاعبدوه وهو على كل شيء وكيل ﴿١٠٢﴾ لا تدركه الابصار وهو
يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير ﴿١٠٣﴾ قد جاءكم
بصائر من ربكم فمن ابصر فلنفسه ومن عمي فعليها
وما انا عليكم بحفيظ ﴿١٠٤﴾ وكذلك نصرف الايت وليقولوا
درست ولنبينه لقوم يعلمون ﴿١٠٥﴾ اتبع ما اوحي اليك
من ربك لا اله الا هو واعرض عن المشركين ﴿١٠٦﴾

دانے کھنچا ہوا اور کھجور کے درخت کے گابھے میں سے خوشے لٹکتے ہوئے اور باغ انگور اور زیتون اور انار کے جو ایک سے بھی ہیں اور ایک سے بھی نہیں ؛ دیکھو اُس کے پھل کو جب پھلے اور اُس کے پکنے کو بے شک اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان لاتے ہیں ۹۹ اور اُنہوں نے ٹھہرایا ہی اللہ کے لیئے ساجھی جنوں کو حالانکہ (خدا نے) اُن کو پیدا کیا ہی اور بہتان بندی کی ہی اُس پر بیٹوں اور بیٹیوں کی بغیر جاننے کے وہ پاک ہی اُس سے جو وہ بیان کرتے ہیں ۱۰۰ پیدا کرنے والا ہی آسمانوں اور زمین کا کہاں سے ہوا اُس کے لیئے بیٹا اور نہیں ہی اُس کے لیئے کوئی جوڑا (خدا نے) پیدا کیا ہرچیز کو اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہی ۱۰۱ یہہ ہی اللہ پروردگار تمہارا نہیں ہی کوئی خدا مگر وہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا پھر اُسیکی عبادت کرو اور وہ ہرچیز پر نگہبان ہی ۱۰۲ نہیں پاتیں اُس کو نظریں اور وہ پالیتا ہی نظروں کو اور وہ ہی مہربان خبر رکھنے والا ۱۰۳ بے شک آئی ہیں تمہارے پاس دلیلیں تمہارے پروردگار سے پھر جس نے اُن کو دیکھا تو اپنے (فائدہ کے) لیئے اور جو کوئی اُن سے اندھا ہوا تو اُس کا (نقصان) اُسی پر ہی اور ہم نہیں ہیں تم پر نگہبان ۱۰۴ اور اسیطرح ہم طرح طرح پر بیان کرتے ہیں نشانیوں کو اور تاکہ وہ کہیں کہ تونے سیکھہ لیا ہی (بصایر کو یعنی دلیلوں کو اپنے پروردگار سے) اور تاکہ ہم اُس کو بیان کریں اُن لوگوں کے لیئے جو جانتے ہیں ۱۰۵ تابعداری کر اُس کی جو وحی کی گئی ہی تجھکو تیرے پروردگار سے نہیں ہی کوئی خدا مگر وہ اور منہہ پھیرلے مشرکوں سے ۱۰۶

وَ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَكُوْا وَ مَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا وَ مَا
اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٧﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ
عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٨﴾
وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا
قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَاءَتْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٩﴾ وَ نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ
يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ نَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١٠﴾
وَ لَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ حَشَرْنَا
عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿١١١﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ
الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَ لَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا
يَفْتَرُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَ لِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اور اگر خدا چاهتا تو وہ شرک نه کرتے اور هم نے تجهکو نهیں کیا هی اُنپر نگهبان اور نهیں هی تو اُنپر تعینات (۱۰۷) اور مت گالي دو اُن لوگوں کو جو پکارتے هیں (اور کسیکو) الله کے سوا پهر وہ الله کو گالي دینگے بے سمجهے اسیطرح همنے اچها کر دکهایا هی هر گروہ کے لیئے اُنکے عمل کو پهر اُنکے پروردگار کے پاس اُنکو جانا هی پهر اُنکو خبر دے جاویگي اُسکي جو وہ کرتے تهے (۱۰۸) اور اُنهوں نے قسمیں کهائیں الله کي اپني نهایت سخت قسمیں که اگر اُنکے پاس نشاني آوے تو اُسپر ایمان لاوینگے ' کهدے که اسکے سوا کچهه نهیں هی که نشانیاں الله کے پاس هیں اور (اے مسلمانوں) کیا تم نهیں جانتے که بے شک جب وہ (یعني نشانیاں) آوینگي تو وہ ایمان نهیں لانیکے (۱۰۹) اور هم اولٹ دینگے اُنکے دلوں کو اور اُنکي نگاهوں کو جس طرح که وہ اُسپر ایمان نهیں لائے پهلي دفعه اور هم اُنکو چهوڑدینگے اُنکي گمراهي میں بهتکتے هوئے (۱۱۰) اور اگر هم بے شبهه اُنپر فرشتے اوتارتے اور مردے اُنسے باتیں کرتے اور هم اُنکے پاس هر چیز کو آمنے سامنے اکهٹا کردیتے تو بهي یهه نهوتا که وہ ایمان لاتے مگر یهه که چاهے الله و لیکن اُن میں کے اکثر جاهل هیں (۱۱۱) اور اسي طرح هم نے کیا هی هر نبي کے لیئے دشمن انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو اُن میں کے بعضے بعضوں کے دلوں میں چکني چپڑي باتیں ڈالتے هیں فریب دینے کو اور اگر تیرا پروردگار چاهتا تو وہ اُسکو نکرتے پهر چهوڑدے اُنکو اور اُسکو جو کچهه که وہ بهتان بندي کرتے هیں (۱۱۲) اور تاکه اُسکي طرف جهک جاویں اُن لوگوں کے دل جو ایمان نهیں لاتے آخرت پر ۔

وليرضوه وليقترفوا ما هم مقترفون (۱۱۳) افغير الله ابتغي
حكما وهو الذي انزل اليكم الكتب مفصلا والذين اتينهم
الكتب يعلمون انه منزل من ربك بالحق فلا تكونن
من الممترين (۱۱۴) وتمت كلمت ربك صدقا وعدلا لا مبدل
لكلمته وهو السميع العليم (۱۱۵) وان تطع اكثر من في
الارض يضلوك عن سبيل الله ان يتبعون الا الظن وان
هم الا يخرصون (۱۱۶) ان ربك هو اعلم من يضل عن
سبيله وهو اعلم بالمهتدين (۱۱۷) فكلوا مما ذكر اسم الله عليه
ان كنتم بايته مؤمنين (۱۱۸) وما لكم الا تاكلوا مما ذكر اسم
الله عليه وقد فصل لكم ما حرم عليكم الا ما اضطررتم
اليه وان كثيرا ليضلون باهوائهم بغير علم ان ربك
هو اعلم بالمعتدين (۱۱۹) وذروا ظاهر الاثم وباطنه ان الذين
يكسبون الاثم سيجزون بما كانوا يقترفون (۱۲۰) ولا تاكلوا
مما لم يذكر اسم الله عليه وانه لفسق وان الشيطين

اور تاکہ وہ اُسکو پسند کرلیں اور تاکہ وہ کرلیویں جو کچھہ کہ وہ کرنے والے ھیں ﴿۱۱۳﴾ پھر کیا اللہ کے سوا میں (اور کسیکو) حکم کرنے والا پسند کروں — اور وہ وہی ھی جس نے تمہارے پاس مفصل کتاب (یعني قران) اوتاري اور وہ لوگ جنکو ھم نے کتاب (یعني توریت) دي ھی جانتے ھیں کہ بےشک وہ (یعني قران) اوتارا ھوا ھی تیرے پروردگار سے بالتحقیق پھر تو مت ھو شک کرنے والوں میں (امانت میں کہ اُنکو یعني اھل کتاب کو قران کے خدا کي طرف سے ھونے میں شک ھی) ﴿۱۱۴﴾ اور تمام ھوئي بات تیرے پروردگار کي سچائي اور انصاف سے کوئي بدلنے والا نہیں ھی اُسکي باتوں کو اور وہ سننے والا ھی جاننے والا ﴿۱۱۵﴾ اور اگر تو تابعداري کرے اکثروں کي جو زمین (یعني دنیا) میں ھیں تو تجھکو بھٹکا دینگے اللہ کي راہ سے وہ پیروي نہیں کرتے سجز گمان کي اور وہ نہیں ھیں مگر اٹکل پچو کہنے والے ﴿۱۱۶﴾ بے شک تیرا پروردگار وہ خوب جانتا ھی کہ کون بھٹک رھا ھی اُسکي راہ سے اور وہ خوب جانتا ھی ھدایت پائے ھوؤں کو ﴿۱۱۷﴾ پھر کھاؤ اُسکو جسپر خدا کا نام لیا گیا ھی (یہودي قرباني سوختني کو نہیں کھاتے تھے بلکہ آگ میں جلا دیتے تھے) اگر تم ھو اُسکي نشانیوں پر ایمان لانے والے ﴿۱۱۸﴾ اور کیا ھوا ھی تمکو کہ نہیں کھاتے اُسکو جسپر خدا کا نام لیا گیا ھی حالانکہ بےشک مفصل بیان کردیا ھی (خدا نے) تمہارے لئے جو چیز کہ تم پر حرام ھی مگر وہ کہ جسپر (یعني جسکے کھانے پر) تم لاچار ھو (یعني بحالت گرسنگي شدید) اور بےشک بہت سے البتہ گمراھي کرتے ھیں بسبب اپني ھواے نفساني کے بغیر جاننے کے بے شک تیرا خدا وہ خوب جانتا ھی زیادتي کرنے والونکو ﴿۱۱۹﴾ اور چھوڑدو ظاھر کے گناہ اور باطن کے گناہ بے شک جو لوگ گناہ کماتے ھیں جلد بدلا دیئے جاوینگے اُسکا جو وہ کرتے تھے ﴿۱۲۰﴾ اور مت کھاؤ جسپر خدا کا نام نہیں لیا گیا اور بے شک وہ (یعني اُسکا کھانا) برا کام ھی ، اور بے شک شیطان

لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا

﴿۱۲۴﴾ (مثل ما اُوتي رسل الله) کافروں کے اس قول پر کہ " هم هرگز ایمان نہیں لاویکے جب تک همکو اُس کے مثل ندیا جاوے جیساکہ الله کے رسولوں کو دیا گیا هی " حسن اور ابن عباس کا قول هی کہ اس سے کافروں کي یہہ مراد نہي کہ جب تک همکو ویسے هي معجزے نہ دکہائے جاویں جیسےکہ انبیاء سابقین نے دکہائے تھے اُسوقت تک هم ایمان نہیں لانیکے مگر امام فخرالدین رازي تفسیر کبیر میں لکہتے هیں کہ یہہ قول ضعیف هی قول قوي وہ هی جو محققین نے کہا هی ' یعني کافر چاهتے تھے کہ آنحضرت صلعم جو خدا کیطرف سے پیغمبر هونے کا دعوی کرتے هیں جبتک همارے پاس بھي خدا کي طرف سے کوئي پیغام نہ آوے هم هرگز ایمان نہیں لانے کے اُسي کے جواب میں خدانے فرمایا " الله اعلم حیث یجعل رسالته " یعني خدا کي طرف سے پیغام آنا تو نبوت هی هر کسیکو نبوت نہیں مل سکتي بلکہ خدا خوب جانتا هی کہ کسکو نبوت دے *

(حیث یجعل رسالته) یہہ بھي ایک دقیق مسئلہ هی هم نے جابجا بیان کیا هی کہ نبوت بطور ایک ایسے منصب کے نہیں هی جیسےکہ کوئي بادشاہ کسیکو کوئي منصب دیدیتا

اپنے دوستوں کے (دل میں) وسوسہ ڈالتے ھیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم اُنکي تابعداري کرو تو بےشک تم مشرک ہوگے [۱۲۲] کیا وہ شخص جو مردہ (یعني کافر) تھا پھر هم نے اُسکو زندہ (یعني ایمان والا) کیا اور هم نے اُسکے لیئے نور پیدا کیا کہ اُسکے ساتھہ لوگوں میں چلتا هی اُس شخص کي مانند هی جسکي مثال ایسي هی کہ اندھیروں میں پڑا هی اور اُن سے نکلنے والا نہیں ' اسي طرح اچھا کردکھایا گیا هی کافروں کے لیئے جو کچھہ کہ وہ کرتے تھے [۱۲۳] اور اسي طرح هم نے هر گانوں میں اُسکے بدکاروں کو سردار کردیا هی تاکہ وہ اُس میں مکر کریں اور وہ مکر نہیں کرتے مگر آپ اپنے ساتھہ اور نہیں جانتے [۱۲۴] اور جبکہ اُنکے پاس کوئي نشاني آتي هی تو کہتے ھیں کہ هم هرگز ایمان نہیں لاوینگے جب تک همکو اُسکے مثل ندیا جاوے جیسا کہ الله کے رسولوں کو دیا گیا هی ' الله خوب جانتا هی کہ کس جگھہ رکھے اپني پیغمبري کو ' قریب هی کہ پهونچیگي اُن لوگوں کو جو گناہ کرتے ھیں

هی بلکہ نبوت ایک فطري امر هی اور جس کي فطرت میں خدا نے ملکہ نبوت رکھا هی وهي نبي هوتا هی اور اسبات کو هم نہیں مانتے کہ سب انسان ایک سے هوتے ھیں اور اُن میں سے جس کو خدا چاهتا هی نبي اور پیغمبر کردیتا هی *

یہہ تحقیق کچھہ هماري پیدا کي هوئي نہیں هی بلکہ اسبات میں قدیم سے علماکي دو رائیں ھیں بعض علما کي یہہ راے هی کہ سب انسان برابر ھیں اُن میں سے الله جسکو چاهتا هی درجہ نبوت دے دیتا هی — اور بعض علماء کي یہہ راے هی کہ نبي از روے فطرت و خلقت کے نبي هوتا هی چنانچہ اسي آیت کي تفسیر میں امام فخرالدین رازي نے تفسیر کبیر میں یہہ دونوں قول نقل کیئے ھیں مناسب معلوم هوتا هی کہ هم بهي اسمقام پر اُن دونوں قولوں کو نقل کردیں وہ لکھتے ھیں کہ یہہ بات جاننی چاهیئے کہ اس مسئلہ میں لوگوں نے اختلاف کیا هی بعضوں نے کہا هی کہ نفوس

و اعلم ان الناس اختلفوا في هذه المسئلة فقال بعضهم النفوس والارواح متساوية في تمام الماهية فحصول النبوة والرسالة لبعضها دون البعض تشريف من الله و احسان و تفضل — وقال الاخرون بل النفوس البشرية مختلفة

صَغَارٌ عِندَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَن يُرِدِ اللّٰهُ اَن يَهدِيَهُ يَشرَح صَدرَهُ لِلاِسلَامِ وَ مَن يُرِد اَن يُضِلَّهُ يَجعَل صَدرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ كَذٰلِكَ يَجعَلُ اللّٰهُ الرِّجسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤمِنُونَ ﴿۱۲۵﴾ وَ هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُستَقِيمًا قَد فَصَّلنَا الاٰيٰتِ لِقَومٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُم دَارُ السَّلٰمِ عِندَ رَبِّهِم وَ هُوَ وَلِيُّهُم بِمَا كَانُوا يَعمَلُونَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَومَ يَحشُرُهُم جَمِيعًا يٰمَعشَرَ الجِنِّ قَدِ استَكثَرتُم

اور ارواح تمام ماهيت ميں سب برابر هيں پس نبوت اور رسالة کا ايک کو ملنا اور دوسرے کو نه ملنا خدا کي طرف سے شرف دينا اور احسان کرنا اور بزرگي دينا هی — اور بعضوں نے کہا هی که نهيں بلکه نفوس بشري اپنے جوهر اور اپني ماهيت ميں مختلف هيں بعضی اُن ميں سے برگزيده اور علايق جسمانيات سے پاک اور انوار الهيه سے روشن اور بلند درجه پر منور هوتے هيں — اور بعضی اُن ميں سے خسيس اور گدلے جسمانيات سے محبت کرنے والے هوتے هيں پس نفس جب تک که قسم اول سے نهو وه وحي اور رسالت کے قبول کي صلاحيت هي نهيں رکهتا — پهر قسم اول ميں زيادتي اور کمي اور قوت اور ضعف کے اُن درجوں تک جن کي کچهه انتها نهيں هی اختلاف واقع هوتا هی اور اسي وجهه سے رسولوں کے درجے مختلف هوتے هيں پهر اُن ميں سے بعضی هيں جن کو معجزات قويه حاصل

بجواهرها وماهياتها فبعضها خيرة طاهرة من علايق الجسمانيات مشرقة بالانوار الهية مستعلية منورة وبعضها خسيسة كدرة محبة للجسمانيات فالنفس مالم تكن من القسم الاول لم تصلح لقبول الوحي والرسالة ثم ان القسم الاول يقع الاختلاف فيه بالزيادة والنقصان والقوة والضعف الى مراتب لانهاية لها فلا جرم كانت مراتب الرسل مختلفة فمنهم من حصلت له المعجزات القوية والتبع القليل و منهم من حصلت له معجزة واحدة او اثنتان و حصل له تبع عظيم ومنهم من كان الرفق غالبا عليه و منهم من كان التشديد غالبا عليه (تفسير كبير)

ذلت خدا کے نزدیک اور سخت عذاب بسبب اُس کے جو وہ مکر کرتے تھے (۱۲۴) پھر جسکو خدا چاهتا هی که اُس کو هدایت کرے کھول دیتا هی اُس کے دل کو اسلام کے لیئے اور جس کو چاهتا هی که اُس کو گمراہ کرے اُس کے دل کو تنگ اور دق کردیتا هی گویا که وہ آسمانوں میں چڑھا جاتا هی اسیطرح الله برائی ڈالتا هی اُن لوگوں پر جو ایمان نهیں لاتے (۱۲۵) اور یهه هی تیرے پروردگار کا سیدھا رستہ بے شک هم نے مفصل بیان کردی هیں نشانیاں اُن لوگوں کے لیئے جو نصیحت پکڑتے هیں (۱۲۶) اُن کے لیئے اُن کے پروردگار کے پاس سلامتی کا گھر هی اور وہ اُنکا دوست هی بسبب اُس کے جو وہ کرتے تھے (۱۲۷) اور جس دن (خدا) اُن سب کو اکھٹا کریگا (کهیگا) اے گروہ جنوں کے البتہ تم نے بہت تابعدار کولیئے

هوتے تھیں اور اُنکے پیرو بهت تهوڑے هوتے هیں اور بعض اُن میں سے وہ هوتے هیں جنکر ایک یا دو معجزے حاصل هوتے هیں اور اُن کے پیرو بهت سے هوجاتے هیں اور اُنمیں سے بعضوں پر نرمی غالب هوتی هی اور ان میں سے بعضوں پر تشدد غالب هوتا هی " *

گو اس تقریر میں ماهیت نفوس بشری میں تفرقہ کرنا شاید غلطی هو خصوصاً اُن لوگوں کی راے میں جو تمام نفوس حیوانی کی ماهیت کو متحد مانتے هیں اور تفاوت مدارج کا اُسکی صورت نوعیہ پر قرار دیتے هیں جس سے وہ نفس متعلق هی تاهم حاصل اس تقریر کا جو امام صاحب نے لکھی هی یہی هی که انبیا میں از روے خلقت و پیدایش و فطرت کے ایک ایسی چیز هوتی هی جسکے سبب سے وہ نبی هوتے هیں اسلیئے خدا نے فرمایا که " الله اعلم حیث یجعل رسالته " غرضکه اس مطلب کو امام صاحب نے کسی تقریر سے بیان کیا هو اور همنے کسی تقریر سے مطلب دونونکا متحد هوجاتا هی اگر فرق رهتا هی تو اسقدر رهتا هی که همارے نزدیک جو ملکہ نبوت فطرت میں رکھا گیا هی وہ اپنے وقت معین پر اسیطرح پر ظهور کرتا هی جسطرح درخت میں سے پھول پھل اپنے وقت میں اُسکے قوی هوجانیکے بعد پیدا هوتے هیں جو بعثت سے تعبیر کیا جاتا هی — اور امام صاحب کی تقریر کے مطابق باوصف فطرت کے موجود هونیکے وہ فطرت رسالت دیئے جانیکی محتاج رهتی

مِنَ الْاِنْسِ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

هی اسی مذهب سے هم تو کهتے هیں که النبی نبی فی بطن امه اور امام صاحب یوں کهینگے که بعض الانسان قابل للنبوة فی بطن امه اما ان یوتی اولا *

شاه ولی الله صاحب بهی تفهیمات میں اسی رائے کے موید معلوم هوتے هیں انهوں نے صاف لکهدیا هی که یهه رائے که نبوت محض خدا کا فضل هی قرون اولی کی نهیں هی چنانچه

حقيقة النبوة ان يريد الله بعباده اصلاحا فيتدلى اليهم بوجود يشبه الوجود العرضي قائم برجل زكي الفطرة تام الاخلاق تنبهت منه اللطيفة الانسانية لا يقال ذهب علماء اهل السنة الى ان النبوة محض فضل من الله تعالى من غير خصوصية من العبد و انت تثبت لهم خصوصية فى استعدادهم لانا نقول هذا قول نشأ بعد القرون المشهود لها بالخير فان مدلول الكتاب والسنة وما اجمع عليه السلف هو ان الخصوصية التي ترجع الى كثرة المال و صباحة الوجه و غير ذلك من الصفات التى يفتخر بها العامة لا دخل لها فى النبوة و كان الكفار يقولون اما كان الله يجد رجلا لرسالته سوى يتيم ابى طالب لولا انزل القران على رجل من القريتين عظيم فكشف الله تعالى الشبهة و اشبع فى الرد واما الصفات الباطنية التي يتكلم فيها فلا شبهة ان الانبياء اتم الخلق فيها و اقواهم اخلاقا و ازكاهم نفسا ومن انكر ذلك لا يستحق ان يتكلم به

شاه صاحب کا قول یهه هی که "نبوت کی یهه حقیقت هی که الله تعالی اپنے بندوں کی اصلاح کا اراده کرے اور انکی طرف ایک خاص توجهه اور عنایت مائل کرے (تدلی کے لغوی معنی هیں ڈول کا کوئیں میں لٹکانا) بسبب وجود کے جو دایم هو ایک انسان کامل اور پاک طینت عمده خصلت میں جسکا لطیفه انسانی بیدار اور خبردار هو" *

یهه شبهه نکیا جاوے که سب علماء اسلامیه کا یهه قول هی که نبوت محض خدا کا فضل هی بنده کی خصوصیت کو اس میں کچهه دخل نهیں هی اور اس تمهاری تقریر سے انکے لیئے ایک خصوصیت استعداد کی ثابت هوتی هی اسلیئے که هم یهه کهتے هیں که یهه قول بهت پیچهے بعد انقضاے قرون مشهود لها بالخیر کے پیدا هوا هی که کتاب الله اور حدیث اور اجماع

انسان میں سے ' کہینگے اُن کے دوست انسانوں میں سے اے ہمارے پروردگار ہم میں سے
ایک نے دوسرے سے فائدہ اُٹھایا (یعني اُن کو خدا نہیں مانا بلکہ فائدہ اُٹھانے کے لیئے اُن کي
پرستش کي) اور ہم پہونچ گئے اپني میعاد کو جو تونے ہمارے لیئے مقرر کي تھي ' (خدا)
کہیگا کہ آگ تمہارے ٹھہرنے کي جگہ ہی ہمیشہ اُسي میں رہوگے (کیونکہ وہ شرک
في العبادت کرتے تھے اور اسیطرح صفات باري میں مشرک تھے) مگر جو چاہے اللہ بے شک
تیرا پروردگار حکمت والا ہی جاننے والا (۱۲۸) اور اسي طرح ہم غالب کردیتے ہیں بعض
ظالموں کو بعض پر سبب اُس کے جو وہ کماتے تھے (۱۲۹) اے گروہ جن و انس کے

سلف سے یہہ ثابت ہی کہ خصوصیت [illegible]
مال اور خوبي چہرہ کو (اور ایسي ہي اَور
صفات جنکو عام لوگ موجب فخر جانتے
ہیں) نبوت میں کچھہ دخل نہیں [illegible]

بعدہ عن سیر الانبیاء واما الاتري ان ہرقل
کیف قال و کذلک الانبیاء تبعث في نسب
قومہا و بالجملۃ فللرسالۃ رکنان رکن قابلیۃ من
الرسول و رکن تفضل و تدبیر من المرسل
(تمہیدات)

کفار یہہ کہا کرتے تھے کہ خدا کو اس ابوطالب کے یتیم کے سوا کوئي آدمي رسالت کے لیئے نملا
کیوں نہ اوتارا گیا یہہ قران اُن دونوں شہروں کے کسي بڑے آدمي پر خدا تعالی نے اس شبہہ
کو کہول دیا اور صاف طرح سے اُنکے قول کو رد کردیا اور صفات باطنیہ جن میں ہم کلام
کرتے ہیں وہ بلاشبہہ انبیا میں بہت زیادہ تہیں انبیا سب معنیوں کے بڑاي کے طرح سے
جامع تھے اُنکے اخلاق بہت اچھے تھے وہ نہایت پاک ذات تھے جو اس کا مظہر ہی وہ دوسري
طرح اس لایق نہیں ہی کہ اُس سے کلام کیا جاوے کہ وہ انبیا کے خصائل اور خوبیوں سے
بالکل دور ہی کیا نہیں معلوم ہی کہ ہرقل نے کہا تہا کہ انبیا ایسے ہي ہوتے ہیں اپني
قوم کے عمدہ خاندان میں سے بہیجے جاتے ہیں حاصل کلام یہہ ہی کہ رسالت کے دو رکن
ہیں ایک رکن استعداد اور قابلیت نبي کا اور دوسرا رکن توجہہ اور عنایت اور تدبیر الہي کا ٭
(۱۳۰) (یامعشرالجن والانس) اس آیت میں خدا تعالے نے دو گروہونکو یعني جن و
انس کو مخاطب کیا ہی اور پھر فرمایا ہی کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے یعني تمہاري
جنس میں سے رسول نہیں آئے — اسپر مفسرین نے بحث کي ہی کہ آیا جنوں کي گروہ
میں سے اُن کے لیئے بھي پیغمبر رسول ہوئے تھے یا نہیں — ضحاک کا قول ہی کہ جسطرح
انسانوں میں انسان پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اسیطرح جنوں میں سے جن اُنکے لیئے پیغمبر
مبعوث ہوئے ہیں — اور اکثر علماء کا قول ہی کہ پیغمبر صرف انسان ہي ہوئے ہیں جنوں
میں کوئي پیغمبر نہیں ہوا جنوں کے لیئے بھي وہي انسان پیغمبر پیغمبر ہوتا ہی ٭

اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ

اس بیان سے ظاہر ہی کہ تمام علماء اسلام نے جنوں کی جداگانہ ایسی ہی مخلوق قرار دی ہی جیسیکہ انسان کی، مگر قرآن مجید سے جنوں کی ایسی مخلوق ہونیکا ثبوت نہیں *

جن اور جسقدر الفاظ اس مادہ سے بنے ہیں اُن سب کے معنی پوشیدہ مستور عن الاعین چھپی ہوئی غیر مرئی کے ہیں — مشرکین عرب تمام اُن واقعات کو جنکے وقوع کے اسباب اُنکو معلوم نہ ہوتے تھے اور اکثر بیماریوں کو جنکا سبب وہ نہ جانتے تھے غیر معلوم یا غیر مرئی موثر کا اثر خیال کرتے تھے اور اُسکو لفظ جن سے تعبیر کرتے تھے اب بھی تمام جاہل آدمی بیمار پر آسیب یعنی جن بھوت کا اثر خیال کرتے ہیں *

حضرت موسیٰ کی کتاب پیدایش یعنی توریت میں جہاں تمام عالم کے پیدا ہونیکا ذکر ہی جنوں کی مخلوقات کے پیدا ہونیکا کچھ ذکر نہیں ہی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہودیوں کو ابتداء زمانہ میں ایسی مخلوق کا کچھہ خیال نہ تھا مگر مجوسیوں اور بت پرستوں میں تھا — جبکہ اُنہوں نے غیر مرئی موثر کو واقعات غیر معلوم السبب اور امراض غیر معلوم العلة کا فاعل سمجھا تھا تو یہہ بات لازم تھی کہ وہ اُن کے لیئے کوئی صورت اور کسی قسم کا جسم تصور کریں اور اُن کو ذیعقل اور فاعل بالارادہ بھی سمجھیں اور اُن کو انسانوں سے بہت زیادہ قوی اور قوی ہیکل لنبا تڑنگا خیال کریں اور اُن سے ڈرتے رہیں اور اُن کی رضامندی و خوشنودی کے لیئے اُن کی پرستش کریں تاکہ اُن کی خفگی کے بد نتیجوں سے محفوظ رہیں اور اُن کی مہربانی سے فایدہ اوٹھاویں *

غالباً اس خیال کی ابتدا مجوسیوں سے ہوئی جو ابتدا ہی سے اہرمن ویزدان کے قایل تھے اُنھی سے یہودیوں میں اور عرب کے بت پرستوں میں پھیلی — مشرکین عرب میں یہاں تک اس کا یقین ہوگیا تھا کہ وہ بیان کرتے تھے کہ ہرایک جنگل میں جن رہتے ہیں اور جب وہ سفر میں جاتے تھے یا شکار کے لیئے کسی جنگل میں اوترتے تھے تو اُس جنگل یا میدان کے جنوں کے سردار سے پناہ مانگتے تھے تمام عرب میں یہہ خیال پھیلا ہوا تھا اور مسلمانوں میں بھی بطور ارث کے چلا آتا تھا اسلیئے تمام مفسرین نے جہاں قرآن مجید میں لفظ جن یا جان یا اُس کے مثل آیا اُس کے معنی ویسی ہی بھوت کے سمجھے اور اُسی کے مناسب تفسیریں لکھدیں مگر اسبات پر غور نہیں کیا کہ قرآن مجید سے بھی ایسی صورت و شمایل مخلوق کے ہونیکا وجود پایا جاتا ہی یا نہیں *

کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے

ہمارے پاس اسبات سے انکار کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہی کہ سوا ے موجودات مرئی اور محسوس کے کوئی اور ایسی مخلوق موجود نہو جو مرئی نہو مگر کلام اس میں ہی کہ جس طرح جنوں کی مخلوق کو مسلمانوں نے تسلیم کیا ہی ایسی مخلوق کا وجود قرآن مجید سے ثابت نہیں *

علماء اسلام جن کی تعریف میں بیان کرتے ہیں کہ "جسم ناري حساس متحرک بالارادة یتشکل باشکال مختلفة" — اسی بنا پر عام مسلمان خیال کرتے ہیں کہ وہ ایک ہوائی آگ کے شعلہ سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں مرد اور عورت دونوں ہیں وہ لڑکے اور لڑکیاں جنتے جناتے ہیں طرح طرح کی شکلوں میں بن جاتے ہیں انسانوں کے سروں پر آتے ہیں ان کو تکلیف پہونچاتے ہیں اُن کو اُٹھا لیجاتے ہیں اُن کو ماردالتے ہیں انسانوں پر عاشق ہوجاتے ہیں اُن کو دارہ بدارہ مجبور کر دیتے ہیں اور دکھائی نہیں دیتے مگر جب چاہیں اور جس شکل میں چاہیں اپنے تئیں دکھلا دیتے ہیں — یعنی اپنے جسم میں دفعۃً ایسا مادہ پیدا کرلیتے ہیں کہ دکھائی دینے لگتا ہی — آدمی کی صورت بنکر بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں عامل اُن کو آدمي کی طرح اپنے ہووے کا سائیس کرلیتے ہیں — مگر اِس میں سے ایک بات بھی قرآن مجید سے ثابت نہیں *

مشرکین عرب جو جنوں کا یقین رکھتے تھے وہ اُن کو جنگلوں اور پہاڑوں میں انسانوں سے مخفی رہنے والے جانتے تھے اور شریر اور زبردست قوی ہیکل خیال کرتے تھے اور اس قسم کے انسانوں پر بھی جن کا اطلاق کرتے تھے — قرآن مجید میں بھی کہیں استعارتاً جن کا اطلاق شیطان مغوي للانسان پر ہوا ہی اور کہیں وحشي اور شریر انسانوں پر اور کہیں بطور الزام و خطابیات کے اُسي وجود خیالي پر جس کا مشرکین یقین کرتے تھے — مگر خطابیات کے طور پر بیان کرنے سے فی الواقع ویسی مخلوق کے ہونے کا ثبوت نہیں ہوتا *

اس آیت میں جسکي تفسیر ہم لکھہ رہے ہیں اور سورہ سبا کی آیت میں خدا تعالی نے مشرکین کو اُنھي کے خیال کے مطابق خطابیات کے طور پر جنوں کي پرستش کا الزام دیا ہی — اس آیت سے پہلي آیتوں میں خدا تعالی نے انسانوں کا جو اُس کی ہدایت سے سیدھي راہ پاتے ہیں اور جو سیدھي راہ سے گم راہ ہوتے ہیں ذکر کیا ہی جہاں فرمایا ہی "فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام و من یرد ان یضلہ

و یوم نحشرہم جمیعا ثم نقول للملائکة اھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون الجن اکثرھم بہ مومنون (سبا — ۳۹ و ۴۰)

يقصون عليكم ايتي

يجعل صدره ضيقا حرجا كانما يصعد في السماء " پهر أنهي دونوں گروهوں كو قيامت کے دن اکھٹا کرنا کہا هی ان لفظوں سے که " يوم نحشرهم جميعاً " هم كي ضمير أنهي دونوں گروهوں كي طرف راجع هى اور جنوں كي پرستش کا کچهه ذکر نهيں هى دفعتاً فرمايا " يا معشر الجن قد استكثرتم من الانس " يهه صاف قرينه اس بات کا هى كه يهه جمله خطابيات کے طور پر مشرکين کے الزام دينے کو أن کے خيالي معبودونکو خطاب کرکے فرمايا هى که تم نے اپنے بہت سے پيرو کر ليئے هيں — اس خطاب کا جواب جنوں كي طرف سے کچهه نهيں ديا بلکه مشرکين جو عقيده جنوں كي پرستش كي نسبت رکهتے تهے أس کو بيان کيا هى که هم تو ايک دوسرے سے نفع أتهانے كي غرض سے أن كي پرستش کرتے تهے اور شريک ذات باري نهيں جانتے تهے — أس پر خدا نے يهه فيصله کيا که " النار مثوا كم " يعني تمهاري جگهه آگ هى — اور يهه ايک نهايت موثر اور فصيح و بليغ طرز تقرير هى اسبات کے سمجهانے کو که خدا کے سوا دوسرے كي پرستش گو که اله اعتقاد کرکے نهو شرک اور باعث دخول نار هى کيونکه وه بهي شرک في العبادت اور شرک في الصفات ميں داخل هى — پس اسطرح سے جنوں کو مخاطب کرنے سے يهه ثابت نهيں هوتا که في الواقع جنوں كي ايسي هي مخلوق هى جيسيکه مشرکين عرب يقين کرتے تهے يا جس طرح که مسلمان عالموں نے لکها هى *

سورة سبا كي آيت ميں دوسرا طرز تجاهل عارفانه اختيار کيا هى کيونکه يهه بات معلوم تهي که مشرکين جنوں كي پرستش کرتے تهے باوجود اس علم کے خدا فرشتوں سے جو مشرکين کے نزديک بهي جنوں سے بر تر تهے پوچهيگا که کيا مشرکين تمهاري پرستش کرتے تهے ملائکه جواب دينگے که نهيں جنوں كي پرستش کرتے تهے جن کو ملايکه سے مشرکين بهي کم درجه کا سمجهتے تهے اور اس طرز بيان سے جنوں كي پرستش كي زياده تحقير نکلتي هى -- مگر کسيطرح جنوں كي ايسي مخلوق هونے کا جيساکه بيان کيا گيا هى ثبوت نهيں هوتا *

سورة انعام ميں ايک جگهه خدا نے فرمايا هى که مشرکين نے جنوں کو خدا کا شريک بنايا هى حالانکه أن کو يعني مشرکين کو خدا نے پيدا کيا هى — هم كي ضمير جن كي طرف پهيرني اسليئے ٹهيک نهيں هى که مشرکين جنوں کو غير مخلوق نهيں سمجهتے تهے اور اس صورت ميں و خلقهم کے لفظ سے کچهه معتدبه

و جعلوا الله شركاء الجن و خلقهم و خرقوا له بنين و بنات بغير علم سبحانه و تعالى عما يصفون (انعام ۱۰۰)

بیان کرتے تھے تمھارے سامنے میری نشانیاں

فائدہ نہیں ہوتا اور مشرکین کی طرف ضمیر پھرنے سے اسبات کے انتباہ کا فائدہ ہی کہ خالق ہی مستحق عبادت ہی نہ کوئی مخلوق *

اس آیت میں صرف مشرکین کے اعتقاد کا ذکر ہی مگر اس سے نہ جنوں کی فی الواقع ایسی مخلوق ہونے کا ثبوت ہی جوسکہ مشرکین اعتقاد کرتے تھے اور نہ خدا کے بیٹے اور بیٹیوں کے ہونے کا ثبوت ہی *

سورہ اعراف میں خدا تعالی نے ابلیس کا قول نقل کیا ہی کہ اُس نے آدم کو سجدہ نکرنے میں یہہ کہا کہ میں اُس سے بہتر ہوں تو نے مجکھو آگ سے پیدا کیا ہی اور آدم کو مٹی سے *

قال انا خیر منہ خلقتني من نار و خلقتہ من طین (اعراف — ۱۱)

اور سورہ الرحمن میں فرمایا ہی کہ " پیدا کیا انسان کو سڑی مٹی سے اور جان یعني جن کو بھڑکتي آگ سے *

خلق الانسان من صلصال کالفخار وخلق الجان من مارج من نار (الرحمن ۱۳ و ۱۴)

اور سورہ حجر میں فرمایا ہی کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا ہی سڑي مٹي سے اور جان یعني جن کو آگ کي لو سے *

ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حما مسنون والجان خلقناہ من قبل من نار السموم (حجر — ۲۶ و ۲۷)

اور سورہ کہف میں فرمایا ہی کہ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے سجدہ کیا مگرابلیس نے کہ وہ جنوں میں سے یعني سرکشوں میں سے تھا *

اذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ (کہف ۴۸)

ان آیتوں کے بیان کرنے سے ہمارا مطلب یہہ ہی کہ ابلیس کي خلقت بھي نار سے بیان ہوئي ہی اور سورہ کہف میں ابلیس پر جن کا اطلاق ہوا ہی اور سورہ الرحمن اور سورہ حجر میں انسان کے پیدا کرنے کے ساتھہ جو جان کے آگ سے پیدا کرنے کا ذکر ہی اُس سے وہي ابلیس مراد ہی مغوي للانسان اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ وہ کوئي وجود خارج از انسان نہیں ہی اور اسلیئے ان آیتوں سے جنوں کي کسي ایسي مخلوق پر جسکا یقین مشرکین کرتے تھے استدلال نہیں ہوسکتا انسان کے قوا میں سے اُس قوت کا جس پر شیطان کا اطلاق ہوا ہی آگ سے یا حرارت سے پیدا ہونا ایسا ٹھیک اور بالکل سچ ہی کہ اُس سے کوئي انکار نہیں کرسکتا باقي جو امور ان آیتوں سے متعلق ہیں اُنپر بحث اُس مقام پر کرینگے جہاں اُن کي تفسیر لکھیں گے *

وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا

حضرت سلیمان کے قصہ میں جن و شیاطین کا جو حضرت سلیمان کے ہاں بہت سے کاموں پر متعین تھے قران مجید میں ذکر آیا ہی سورہ سبا میں خدا نے فرمایا ہی کہ " جنوں میں سے وہ تھا جو حضرت سلیمان کے سامنے اپنے

ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ (سبا — ۱۱) رب (یعنی آقا) کے حکم سے کام کرتا تھا — اور جگہہ فرمایا ہی کہ جب حضرت سلیمان مرگئے (جنکی لاش کو لکڑی

فلما خر تبینت الجن ان لو کانوایعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المہین (سبا — ۱۳) کے سہارے سے کہڑا کردیا تھا) تو کسیکو خبر نہوئی مگر جب دیمک نے عصا کو کہا لیا اور وہ گر پڑی تب جنوں نے جو بیت المقدس کی عمارت کا کام کر رہے تھے اُنکا مرنا جانا اور کہا کہ اگر ہمکو غیب کی بات معلوم ہوتی تو ہم اس سخت عذاب میں نہ ٹہیرے رہتے *

ان آیتوں میں جو کچھہ بیان ہوا ہی یہہ حضرت سلیمان کے وقت کا اور بیت المقدس کی تعمیر ہونیکا ایک تاریخی واقعہ ہی اور تاریخ پر رجوع کرنے سے بخوبی معلوم ہوسکیگا کہ حضرت سلیمان کی سرکار میں عمارت کا اور جنگلوں میں سے لکڑی کاٹنے کا پتھر تراشنے کا جہاز چلانیکا کون کام کیاکرتے تھے — جو وہ ہوں اُنہی پر جن اور شیاطین کا اطلاق ہوا ہی *

کتاب اول سلاطین باب پنجم سے پایا جاتا ہی کہ حضرت سلیمان نے حیرام صور کے بادشاہ سے صیدونی قوم کے آدمی جنگل میں سے لکڑی کاٹنے کو مانگے تھے مقام لبنان سے لکڑی کاٹی جاتی تہی اور سلیمان کے لوگ اور حیرام بادشاہ صور کے بہیجے ہوئے لوگ اور " جبلیم " یعنی پہاڑی لوگ لکڑیاں کاٹتے تھے اور پتھر تراشتے تھے *

کتاب دوم تاریخ الایام سے پایا جاتا ہی کہ صور کے بادشاہ نے ایک کاریگر صور کے رہنے والے کو حضرت سلیمان کے ہاں کام کرنے کو بہیجا تھا جو اپنے آقا کی اجازت سے کام کرنے آیا تھا اُسیطرف قران مجید میں اشارہ ہی کہ " ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ " *

اسی کتاب سے پایا جاتا ہی کہ سوائے بنی اسرائیل کے جو لوگ فلسطین میں غیر قوم کے پہاڑوں و جنگلوں میں رہتے تھے اُن میں سے حضرت سلیمان نے ستر ہزار آدمیوں کو حمالی پر اور اسی ہزار کو درخت کاٹنے اور پہاڑوں میں پتھر تراشنے پر متعین کیا تھا یہہ سب بیگار میں پکڑے گئے ہونگے جنوں نے حضرت سلیمان کا مرنا معلوم کر کے ضرور کہا ہوگا کہ " لوکانوایعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المہین *

اور تمکو ڈراتے تھے تمھارے اس دن کے ملنے سے '

حضرت سلیمان کے قصہ کو مولوي چراغ علي صاحب نے جو عربي اور عبري زبان سے بخوبي واقف هیں ایک رسالہ میں نہایت عمدگي سے لکھا هی جسکو هم حضرت سلیمان کے قصہ میں بہ تفصیل لکھینگے اس مقام پر صرف اسقدر بتانا مقصود تھا کہ ان آیتوں میں جو جن کا لفظ آیا هی اس سے وہ پہاڑي و جنگلي آدمي مراد هیں جو حضرت سلیمان کے هاں بیت المقدس بنانے کا کام کرتے تھے اور جن پر بسبب وحشي اور جنگلي هونے کے جو انسانوں سے جنگلوں اور پہاڑوں میں چھپے رهتے هیں اور نیز بسبب قوي اور طاقتور اور محنتي هونیکے جن کا اطلاق هوا هی پس اس سے وہ جن مراد نہیں هیں جنکو مشرکوں نے اپنے خیال میں ایک مخلوق مع اُن اوصاف کے جو اُن کے ساتھہ منسوب کیئے هیں مانا هی اور جن پر مسلمان بھي یقین کرتے هیں *

عبري زبان میں شد اور شدیم بمعني دیو اور جن کے آیا هی اور نیز ڈاکوؤں اور شریر آدمیوں پر اسکا اطلاق هوا هی — عربي زبان میں بھي وحشي اور قوي آدمیوں پر جن کا لفظ بولا گیا هی — ومن امثال العرب " اجن الله جباله " اي الجبال التي یسکنها اي کثرالله فیها الجن اي اوحشها (شرح امثال میداني) *

نابغہ ذبیاني شاعر جاهلي کہتا هی *

سهکین من صداء الحدید کانهم * تحت السنّور جنة البقار

یعني اُن کے بدن میں بدبو هو گئي لوهے کے زنگ سے گویا کہ وہ — زرہ کے نیچے بقار کے جن هیں *

زهیر ابن سلمي جاهلي شاعر کہتا هی *

اذا فزعوا طاروا الی مستغیثهم * طوال الرماح لاضعاف ولاعزل

یعني جب وہ لوگ جوش میں آتے هیں تو دوڑکر جاتے هیں اپني پناہ مانگنے والے کے پاس — لنبي نیزے لیکر نہ وہ کمزور هیں اور نہ بے هتیار *

بخیل علیها جنة عبقریة * جدیرون یوما ان ینالوا فیستعلوا

گھوڑوں پر کہ اُن گھوڑوں پر جن عبقري هی — لایق هیں لڑائي کے دن کہ اپنا مقصد پاویں اور غالب هوں *

جن اذا فزعوا انس اذا امنوا * ممردون بها لیل اذا جهدوا

جن هیں جبکہ جوش میں آتے هیں اور انس هیں جبکہ امن میں هوتے هیں — دراز قد هیں خندہ رو هیں جبکہ وہ کوشش کرتے هیں *

قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾

سورۂ نمل میں ہی کہ جب حضرت سلیمان نے بلقیس کا تخت منگانا چاہا تو جنوں میں سے ایک عفریت نے کہا کہ میں اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہہ سے اٹھیں آپ کے پاس لا دیتاہوں " اس آیت میں جو اور بحثیں ہیں اُن کو ہم اس مقام پر نہیں چھیڑتے صرف اتنی بات بتلاتے ہیں کہ قاموس میں لکھا ہی کہ عفریت کہتے ہیں رجل کامل ضابطہ قوي — یعني موٹے مستنڈے مضبوط آدمي کو اور جن کا اطلاق جیسیکہ ہم نے ابھي بیان کیا صحرائي اور پہاڑي آدمیوں پر جو حضرت سلیمان کے ہاں حمالي کا اور اور قسم کا کام کرتے تھے ہوا ہی پس آیت کے معني نہایت صاف ہیں کہ ایک قوي مضبوط پہاڑي آدمي نے کہا کہ میں ابھي اُس تخت کو جو حضرت سلیمان کے توشہ خانہ میں موجود تہا نہ ملک سبا میں اُٹھا لاتا ہوں *

قال عفریت من الجن انا آتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک (نمل - ۳۹)

سورۂ جن میں تین جگہہ لفظ جن آیا ہی اور اُسي مضمون کي ایک آیت سورۂ احقاف میں ہی عرب کے مشرکین کي عادت تھي کہ چھپ چھپ کر آنحضرت صلعم کي باتیں سنا کرتے تھے بھید لینے اور غمازي کرنے کو اُنہي لوگوں میں سے جبکہ وہ چھپکر باتیں سنتے تھے چند آدمیوں نے آنحضرت صلعم کو قرآن پڑھتے سنا اُن کے دل پر اثر ہوا اور اُنھوں نے اُس کو سچ اور منزل من اللہ جانا اُنہي کا ذکر ان آیتوں میں ہی اور جو کہ لا معلوم شخص تھے اور چھپکر سنتے تھے اُن کي نسبت لفظ جن استعمال ہوا ہی — اسبات کا ثبوت کہوہ جن بمعني متعارف نہ تھے بلکہ انسان تھے خود اُسي سورۃ میں موجود ہی — جہاں اُن کے عقاید کا ذکر ہوا ہی — کیونکہ اُن میں سے بعض نے کہا کہ خدا تعالی نے نہ کوئي جورو کي ہی اور نہ اُس کے کوئي بیٹا ہی ہمارے پیشواؤں نے خدا پر تہمت لگائي تھي — حضرت عیسے علیہ السلام کو ابن اللہ یعني خدا کا بیٹا سمجھنا عیسائیوں کا عقیدہ ہی پس جن لوگوں نے اس عقیدہ کے غلط ہونے کا اقرار کیا بیشک وہ عیسائي تھے *

قل اوحي الی انہ استمع نفر من الجن (سورۂ جن - ۱)

و انا ظننا ان لن تقول الانس والجن علی اللہ کذبا (سورۂ جن - ۵)

و انہ کان رجال من الانس یعوذون بر جال من الجن (سورۂ جن — ۶)

واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القران (سورۂ احقاف — ۲۸)

وہ کہینگے ہم اپنے پر آپ گواہي دیتے هیں اور فریب دیا اُن کو دنیا کي زندگي نے اور گواهي

دي اُنہوں نے اپنے پر آپ که وہ کافر تھے ۱۳۰

اور بعضوں نے کہا که انسانوں میں ایسے لوگ بھي تھے جو جناتوں سے پناہ چاهتے تھے یہه طریقه عرب کے بت پرست کافروں کا تھا اور جن لوگوں نے اس عقیدہ کو قرآن سنکر غلط سمجھا بلا شبہه وہ لوگ عرب کے بت پرست کافر تھے ●

اور بعضوں نے کہا که هم سمجھتے تھے که خدا کسي پیغمبر کو نہیں بھیجنے کا یہه عقیدہ یہودیوں کا تھا وہ سمجھتے تھے که جو شریعت موسیٰ کو دي گئي هی وہ ابدي هی اب کوئي پیغمبر صاحب شریعت مبعوث نہیں هونے کا جن لوگوں نے قرآن سنکر اس عقیدہ کو غلط جانا اور اسبات پر یقین کیا که قرآن خدا کا کلام هی اور پیغمبر پر نازل هوا هی اور ایک پیغمبر آخرالزماں صاحب شریعت مبعوث هوا هی وہ لوگ بلا شبہه یہودي تھے ●

اور بعضوں نے کہا که هم جو بیٹھه بیٹھه کر آسمانوں میں سے غیب کي باتیں سنتے تھے اب سننے والوں پر شہاب ثاقب مارے جاتے هیں اس کلام سے ثابت هوتا هی که اس بات کے کہنے والے مجوسي آتش پرست تھے اُس فرقه کے پیشوا نجوم پر یقین رکھتے تھے اور ستاروں کے مقامات سے غیب کي خبریں دیتے تھے اور هر ایک کے لیئے بھلائي برائي بتلاتے تھے پس جن لوگوں نے قرآن مجید سنکر اس عقیدہ کو غلط سمجھا اور اسپر ایمان لائے که نجومي جھوتے هیں اور غیب کي بات کوئي نہیں جان سکتا اور خدا کو نه کوئي هرا سکتا هی اور نه اُس کو جیت سکتا هی نه اُس سے بھاگ سکتا هی بلاشبہه وہ لوگ مجوسي تھے یعني آتش پرست ●

حسن کا قول هی که " ان فیهم یهودا ونصاري و مجوسا و مشرکین (تفسیر کبیر) یعني قرآن سننے والوں میں یہودي اور عیسائي اور آتش پرست اور مشرکین تھے اور اس قول سے صاف پایا جاتا هی که وہ سننے والے انسان تھے نه جن بمعني متعارف اور یہه کہنا که جنوں میں بھي یہودي اور عیسائي اور آتش پرست اور مشرکین هوتے هیں ایک ایسي بات هی که جسکو کوئي ذي عقل تو نہیں کہه سکتا ●

علاوہ ان آیتوں کے چودہ آیتیں قرآن مجید میں اور هیں جن میں جن و انس کا لفظ

۱ — یا معشرالجن والانس الم یاتکم رسل منکم (سورہ انعام — ۱۳۰)

ساتھه ساتھه آیا هی مگر اس میں کچھه شبہه نہیں هی که ان سب آیتوں میں جن

ذٰلِکَ اَنْ لَّمْ یَکُنْ رَّبُّکَ مُهْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

وَلِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَ مَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

وَ رَبُّکَ الْغَنِیُّ ذُوالرَّحْمَةِ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْکُمْ وَ یَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِکُمْ مَّا یَشَآءُ کَمَآ اَنْشَاَکُمْ مِّنْ ذُرِّیَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۳﴾

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّ مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ مَنْ تَکُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳٦﴾

---

۲ — قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل هذا القران لایاتون بمثله (سورہ اسری ۹۰)

۳ — وکذلک جعلنا لکل نبي عدوا شیاطین الانس والجن (سورہ انعام — ۱۱۲)

۴ — قال ادخلوا في امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس في النار (اعراف — ۳٦)

۵ — ولقد ذرانا لجهنم کثیرا من الجن والانس (اعراف ۱۷۸)

٦ — وحشر لسلیمان جنوده من الجن والانس والطیر فهم یوزعون (نمل — ۱۷)

۷ — وحق علیهم القول في امم قد خلت من قبلهم من الجن والانس انهم کانوا خاسرین (فصلت — ۲۴)

۸ — وقال الذین کفروا ربنا ارنا الذین اضلانا من جن والانس (فصلت — ۲۹)

کا اطلاق وحشي بدوي جنگل و پہاڑ کے رهنے والوں پر هوا هی ان دونوں لفظوں کے ساتھه لانے سے هر قسم اور هر درجه کے آدمیوں کا حصر مقصود هی خدا پر اور اُسکے احکام پر ایمان لانے اور اعمال بد کي سزا پانے میں کیونکه شهري و دیهاتي وحشي اور انسي تربیت یافته و نا تربیت یافته مهذب و نا مهذب سویلزڈ اور بار بیرین سب کے سب اُس پر مکلف هیں *

ایک همارے دوست نے هم سے کها که جب تم نے سورہ انعام کي ایکسو اتهائیسویں آیت میں جهاں لفظ " یامعشر الجن " هی لفظ

یہہ اس لیئے تاکہ تیرا پروردگار شہروں کو (اُن کے رہنے والوں کي) زیادتیوں کے سبب ایسي حالت میں ہلاک کرنے والا نہو کہ اُس کے لوگ غافل ہوں ۱۳۱ اور ہر ایک کے لیئے درجے ہیں اُس پر جو اُنہوں نے کیا ہی اور تیرا پروردگار بے خبر نہیں ہی اُس سے جو وہ کرتے ہیں ۱۳۲ اور تیرا پروردگار بے پرواہ ہی رحمت والا اگر چاہے تمکو دور کردے اور تمہارے بعد جسکو چاہے جانشین کرے جس طرح کہ تمکو پیدا کیا دوسري قوم کي نسل سے ۱۳۳ بے شک جسکا وعدہ تم سے کیا جاتا ہی ضرور آنے والا ہی اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو ۱۳۴ کہدے اے میري قوم عمل کرو اپني جگہہ پر بے شک میں بھي عمل کرنے والا ہوں پھر تم جلد جان لوگے ۱۳۵ کون شخص ہی کہ ہوگي اُسکے لیئے آخرکار (بھلائي آخرت کے) گھر کي بے شک نہیں فلاح پانے کے ظالم ۱۳۶

---

۹ — اولئک الذین حق علیہم القول في امم قد خلت من قبلہم من الجن والانس انہم کانوا خاسرین (احقاف — ۱۷)

۱۰ — یامعشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذو امن اقطار السموات والارض (الرحمن —۳۳)

۱۱ — فیومئذ لایسال عن ذنبہ انس و لاجان (الرحمن — ۳۹)

۱۲ و ۱۳ — فیہن قاصرات الطرف لم یطمثہن انس قبلہم ولاجان - (الرحمن ۵۶ و ۷۴)

۱۴ — و ماخلقت الجن و الانس الا لیعبدون (ذاریات - ۵۶)

جن سے وہي معني متعارف مراد لیئے ہیں گو بطور خطابیات کے اُس کو قرار دیا ہی تو یہي لفظ اُسي سورة کي ایک سو تیسویں آیت میں اور سورہ الرحمن کي تینتیسویں آیت میں آیا ہی اور اُن دونوں مقاموں میں وحشي آدمیوں کے معني لیئے ہیں اس تفرقہ کا کیا سبب ہی —

ہملے کہا کہ یہہ تفرقہ ہم نے نہیں کہا بلکہ خود خدا نے کیا ہی کیونکہ سورة انعام کي پہلي آیت میں صرف یا معشر الجن کہا ہی اور اُس کے بعد کي اور سورہ الرحمن کي آیت میں یامعشر الجن والانس کہا ہی پس جو تفرقہ خود خدا نے اپنے کلام میں کہا ہی وہي تفرقہ ہم نے اُس کي مراد میں بتایا ہی ●

وجعلوا لله مما ذرا من الحرث والانعام نصيبا فقالوا هذا
لله بزعمهم وهذا لشركائنا فما كان لشركائهم فلا يصل الى الله
وما كان لله فهو يصل الى شركائهم ساء ما يحكمون ﴿١٣٧﴾
وكذلك زين لكثير من المشركين قتل اولادهم شركاؤهم
ليردوهم وليلبسوا عليهم دينهم ولو شاء الله ما فعلوه
فذرهم وما يفترون ﴿١٣٨﴾ وقالوا هذه انعام وحرث حجر
لا يطعمها الا من نشاء بزعمهم وانعام حرمت ظهورها
وانعام لا يذكرون اسم الله عليها افتراء عليه سيجزيهم بما
كانوا يفترون ﴿١٣٩﴾ وقالوا ما في بطون هذه الانعام خالصة
لذكورنا ومحرم على ازواجنا وان يكن ميتة فهم فيه
شركاء سيجزيهم وصفهم انه حكيم عليم ﴿١٤٠﴾ قد خسر الذين
قتلوا اولادهم سفها بغير علم وحرموا ما رزقهم الله افتراء على
الله قد ضلوا وما كانوا مهتدين ﴿١٤١﴾ وهو الذي انشا جنت
معروشت وغير معروشت والنخل والزرع مختلفا اكله

اور اُنھوں نے اللہ کے لیئے مقرر کیا ھی کھیتي اور مویشي میں سے حصہ ' پھر کہتے ھیں موافق اپنے گمان کے کہ یہہ اللہ کے لیئے ھی اور یہہ ھمارے مقرر کیئے ھوئے شریکان خدا کے لیئے ' پھر جو کچھہ کہ اُن کے مقرر کیئے ھوئے شریکوں کے لیئے ھی وہ تو اللہ تک نہیں پہونچتا اور جو کچھہ اللہ کے لیئے ھی تو وہ اُن کے مقرر کیئے ھوئے شریکوں تک پہونچتا ھی' کیا برا ھی جو اُنھوں نے فیصلہ کیا ھی ﴿۱۳۷﴾ اور اسي طرح اُن کے مقرر کیئے ھوئے شریکوں نے اچھا دکھلایا ھی بہت سے مشرکوں کو اپني اولاد کے مارڈالنے کو تاکہ وہ اُن کو مارڈالیں اور تاکہ مشتبہہ ھو جاوے اُن پر اُن کا دین اور اگر چاھتا اللہ تو وہ اُس کو نکرتے پھر چھوڑ دے اُن کو اور اُس کو جو کچھہ کہ وہ بہتان بندي کرتے ھیں ﴿۱۳۸﴾ اور اُنھوں نے کہا کہ یہہ مویشي اور کھیتي اچھوتي ھی اُس کو کوئي نہ کھاوے بجز اُس کے جس کو ھم موافق اپنے گمان کے چاھیں (یعني کھانے کے لایق سمجھیں) اور مویشي ھی کہ اُن کی پیٹھیں حرام کي گئي ھیں (یعني اُن پر سوار ھونا حرام ٹھیرایا) اور مویشي ھی کہ اُسپر (بروقت ذبح) خدا کا نام نہیں لیتے بہتان بندي کرکے خدا پر قریب ھی کہ خدا اُن کو سزا دیگا بسبب اُسکے جو بہتان بندي کرتے تھے ﴿۱۳۹﴾ اور اُنھوں نے کہا کہ جو کچھہ اس مویشي کے پیٹ میں ھی وہ خالص ھمارے مردوں کے لیئے ھی اور ھماري عورتوں پر حرام ھی اور اگر مرا ھوا ھو تو ھم سب اُس میں شریک ھیں بدلا دیگا اُن کو اللہ اُن کي باتوں پر بے شک وہ حکمت والا ھی جاننے والا ﴿۱۴۰﴾ بے شک توٹے میں پڑے ھیں وہ لوگ جنھوں نے اپني اولاد کو بیوقوفي سے بغیر علم کے مارڈالا اور حرام کرلیا اُس کو جو رزق دیا تھا اُن کو اللہ نے بہتان بندي کرکے خدا پر' بے شک وہ گمراہ ھوئے اور ھدایت پائے ھوئے نہ تھے ﴿۱۴۱﴾ وہ وہ ھی جس نے پیدا کیا باغوں کو ٹانڈ پر پھیلے ھوئے اور بغیر ٹانڈ کے کھڑے ھوئے اور کھجور کے درختوں کو اور کھیتي کو طرح بطرح کے ھیں اُس کے پھل

وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ
اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ
اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾
ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ
حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّئُوْنِيْ
بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ
قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ
الْاُنْثَيَيْنِ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ
مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا
اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ
فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۶﴾

اور زیتون کو اور انار کو کہ ایک سے بھی ھیں اور ایک سے بھی نہیں کھاؤ اُسکے پھل کو جب پھلے اور دو اُسکا حق اُسکے کاٹنے کے دن اور اسراف مت کرو بے شک خدا دوست نہیں رکھتا اسراف کرنے والوں کو ۱۴۱ اور (پیدا کیا) مویشی میں سے بوجھہ اوٹھانے کو اور فرش بنانے کو ' کھاؤ اُس سے جو رزق دیا ھی اللہ نے تمکو اور پیروی نکرو شیطان کے قدموں کی بے شک وہ تمہارے لیئے کھلا ھوا دشمن ھی ۱۴۲ † آٹھہ جوڑے (بوجھہ اور فرش والی مویشی کے) دو بھیڑ میں سے ' دو بکری میں سے ' کہہ کہ کیا دونوں نروں کو حرام کیا ھی یا دونوں ماداؤں کو یا اُسکو جسکو دونوں ماداؤں کے پیٹ نے اندر لے لیا ھی ' مجھکو بتلاؤ دلیل سے اگر تم سچے ھو ۱۴۳ اور اونٹ سے دو ' اور بیل سے دو ' کہہ کہ کیا دونوں نروں کو حرام کیا ھی یا دونوں ماداؤں کو یا اُسکو جسکو دونوں ماداؤں کے پیٹ نے اندر لے لیا ھی ' کیا تم گواہ تھے جب خدا نے تم کو اسکا حکم دیا تھا ' پھر کون زیادہ ظالم ھی اُس سے جسنے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا تاکہ گمراہ کرے آدمیوں کو بغیر علم کے بے شک اللہ ھدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو ۱۴۴ کہدے (اے پیغمبر) میں نہیں پاتا اُس میں جو مجھہ پر وحی کی گئی ھی کہ حرام کیا گیا ھی کسی کھانے والے پر جو اُسکو کھاوے مگر یہہ کہ وہ مرا ھوا ھو یا (رگوں میں سے) بہا ھوا خون ھو یا سور کا گوشت ھو پھر بے شک وہ ناپاک ھی یا فسق ھو کہ اُس پر خدا کے سوا اور کسی کا نام پکارا گیا ھو ' پھر جو کوئی (فاقوں کے مارے) مضطر ھو بغیر نا فرمانبردار ھونے یا حد سے گذرنے والے کے (اور ایسی حالت میں بقدر حاجت اُس میں سے کھالے) تو بے شک تیرا پروردگار بخشنے والا ھی مہربان ۱۴۵

† آٹھہ جوڑے اسطرح پر ھوئے - ۱ - بھیڑ نر و مادہ — ۲ - اُنکے پیٹ کے بچے نر و مادہ — ۳ — بکری نر و مادہ — ۴ - اُنکے پیٹ کے بچے نر و مادہ — ۵ - اونٹ نر و مادہ — ۶ - اُنکے پیٹ کے بچے نر و مادہ — ۷ - بیل نر و مادہ — ۸ - اُنکے پیٹ کے بچے نر و مادہ —

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ
وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا
أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَإِنَّا
لَصَادِقُونَ ﴿١٤٧﴾ فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ
وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٤٨﴾ سَيَقُولُ الَّذِينَ
أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ
كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ
عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ
أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿١٤٩﴾ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ
لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٥٠﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ
أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ
أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ
بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿١٥١﴾ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ
أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ

اور اُن لوگوں پر جو یہودي هیں هم نے حرام کیا هر ناخون دار جانور کو اور گائے اور بھیڑ میں سے هم نے اُنپر حرام کي اُنکي چربي مگر وہ جسکو اُنکي پیٹھیں یا پسلیاں اوٹھائے ہوئے هوں یا وہ جو لپٹ رها هو ساتھہ هدي کے - اُنکو هم نے یہہ بدلا دیا هی بسبب اُنکي نافرماني کے اور بے شک هم سچے هیں ۱۴۷ پھر اگر وہ تجھکو جھٹلاویں تو کھہ کہ تمھارا پروردگار بہت وسیع رحمت والا هی ' اور نہیں هٹایا جاتا اُسکا عذاب گنھگار لوگوں سے ۱۴۸ اب کھینگے وہ لوگ جو مشرک هیں کہ اگر الله چاهتا تو هم شرک نکرتے اور نہ همارے باپ اور نہ هم کوئي چیز حرام ٹھہراتے ' اسیطرح جھٹلایا هی اُن لوگوں نے جو اُن سے پہلے تھے یہاں تک کہ اُنہوں نے چکھا مزا همارے عذاب کا ' کھہ کہ آیا هی تمھارے پاس کوئي دلیل تو اُسکو همارے لیئے لاؤ ' تم پیروي نہیں کرتے مگر گمان کي اور تم نہیں هو مگر اٹکل پچو کھنے والے ۱۴۹ کھدے کہ پھر الله هي کے لیئے هی دلیل مضبوط پھر اگر وہ چاهتا تو تم سب کو هدایت کرتا ۱۵۰ کھدے لاؤ اپنے گواهوں کو جو گواهي دیتے هیں کہ بے شک خدا نے حرام کیا هی اسکو ' پھر اگر وہ گواهي بھي دیں تو تو اُنکے ساتھہ گواهي مت دے اور نہ پیروي کرو اُن لوگوں کي خواهشوں کي جنھوں نے جھٹلایا هماري نشانیوں کو اور اُن لوگوں کي جو ایمان نہیں لائے آخرت پر اور وہ (اصنام کو) اپنے پروردگار کے برابر کرتے هیں ۱۵۱ کھہ کہ آؤ میں پڑہ دوں جو حرام کیا هی تمھارے پروردگار نے تم پر ' کہ اُسکے ساتھہ کسي چیز کو شریک مت کرو ' اور ماں باپ کے ساتھہ احسان کرو ' اور اپني اولاد کو مت مار ڈالو

مِنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ
اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٥١﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا
مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوا
الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَاِذَا
قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ
بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٥٢﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ
وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْ
اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ
رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٤﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ
وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿١٥٥﴾ اَنْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اُنْزِلَ الْكِتٰبُ
عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿١٥٦﴾
اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ

مفلسي کے ڈرسے هم تمکو بهي رزق ديتے هيں اور اُن کو بهي ' اور بے حيائي کے پاس مت جاؤ جو کهلے هوئے بے حيائيوں ميں سے هو اور جو پوشيدہ ميں سے هو ' اور نہ مار ڈالو کسي جان کو کہ اُس کا مارنا اللہ نے حرام کيا هي مگر انصاف پر ' يہہ هيں کہ اُنکا تمکو حکم ديا هي تاکہ تم سمجهو ۱۵۲ اور نہ جاؤ يتيم کے مال کے پاس مگر اسطرح کہ وہ نيکي سے هو جب تک کہ وہ پهونچے اپنے رشد کو ' اور پورا کرو پيمانہ کو اور ترازو کو انصاف سے هم تکليف نهيں ديتے کسي جان کو مگر بقدر اُس کي طاقت کے ' اور جب تم کچهہ کهو تو انصاف کرو اور اگرچہ تمهارا قرابت دار هي هو ' اور اللہ کے عهد کو پورا کرو يہہ هيں کہ اُن کا تم کو حکم ديا هي تاکہ تم نصيحت پکڑو ۱۵۳ اور يہہ هي ميرا رستہ سيدها پهر اُس کي پيروي کرو اور مت پيروي کرو (دوسرے) رستوں کي پهر وہ تمکو متفرق کرديںگے اُس کے رستہ سے يہہ هي جس کا تمکو حکم ديا هي تاکہ تم پرهيزگاري کرو ۱۵۴ پهر هم نے دي موسی کو کتاب اُس شخص پر (حکموں کے) پورا کرنے کو جو نيک کام کرتا هي اور هر چيز کي تفصيل بيان کرنے کو اور هدايت اور مهرباني تاکہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملنے پر ايمان لاويں ۱۵۵ اور يہہ کتاب هي همنے اُسکو اُتارا هے برکت والي پهر اُس کي پيروي کرو اور پرهيزگاري کرو تاکہ تم رحم کيئے جاؤ ۱۵۶ ايسا نهو کہ تم کهو کہ اسکے سوا کوئي بات نهيں هي کہ هم سے پهلے دو گروهوں پر کتاب اُتاري گئي هي اور بے شک هم اُن کے پڑهنے سے غافل تهے ۱۵۷ يا تم کهو کہ هم پر کتاب اُتاري جاتي تو هم اُنسے بهي زيادہ هدايت پانے والے هوتے

فقد جاءكم بينة من ربكم و هدى و رحمة فمن اظلم
ممن كذب بايت الله و صدف عنها سنجزي الذين
يصدفون عن ايتنا سوء العذاب بما كانوا يصدفون ۱۵۸
هل ينظرون الا ان تاتيهم الملئكة اوياتي ربك اوياتي
بعض ايت ربك يوم ياتي بعض ايت ربك لاينفع
نفسا ايمانها لم تكن امنت من قبل اوكسبت في ايمانها
خيرا قل انتظروا انا منتظرون ۱۵۹ ان الذين فرقوا
دينهم وكانوا شيعا لست منهم في شيء انما امرهم الى
الله ثم ينبئهم بما كانوا يفعلون ۱۶۰ من جاء بالحسنة
فله عشر امثالها ومن جاء بالسيئة فلايجزى الا مثلها وهم
لايظلمون ۱۶۱ قل انني هدىني ربي الى صراط مستقيم
دينا قيما ملة ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين ۱۶۲
قل ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العلمين
لاشريك له وبذلك امرت وانا اول المسلمين ۱۶۳

پھر بے شک تمھارے پاس آئي ھی دلیل تمھارے پروردگار کے پاس سے اور ھدایت اور رحمت پھر کون زیادہ ظالم ھی اُس شخص سے جس نے جھٹلایا اللہ کي نشانیوں کو اور اُن سے پھر گئے - ھم جلد سزا دینگے اُن لوگوں کو جو ھماري نشانیوں سے پھرے ھوئے ھیں برے عذاب کے بسبب اُس کے کہ پھرے ھوئے تھے ۱۵۸ کیا وہ منتظر ھیں مگر اسي کے کہ اُن کے پاس فرشتے آویں یا تیرا پروردگار آوے یا تیرے پروردگار کي بعضي نشانیاں آویں — جسدن تیرے پروردگار کي بعضي نشانیاں آوینگي نفع ندیگا کسي شخص کو اُس کا ایمان جو اُس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا یا نہیں کمایا تھا اپنے ایمان میں بھلائي کو — کہدے انتظار کرو اور ھم بھي منتظر ھیں ۱۵۹ بے شک جن لوگوں نے مختلف کردیا اپنے دین (یعني دین ابراھیم) کو اور ھوگئے گروہ گروہ تو نہیں ھی اُن میں سے کسي چیز میں — اس کے سوا کچھہ نہیں کہ اُنکا فیصلہ خدا پر ھی پھر وہ اُنکو بتا دیگا اُس کو جو وہ کرتے تھے ۱۶۰ جو شخص نیکي کو لایا ھی تو اُس کے لیئے ویسا ھي اُس کا دس گنا ھی اور جو شخص برائي کو لایا ھی تو اُس کو بدلا نہیں دیا جاویگا مگر اُسي کے برابر اور وہ نہیں ظلم کیئے جاوینگے ۱۶۱ کہدے کہ بے شک میرے پروردگار نے مجھکو ھدایت کي ھی سیدھے رستہ کي جو دین مضبوط ھی دین ابراھیم دلي خلوص سے یقین رکھنے والے کا اور وہ نہیں تھا شرک کرنے والوں میں سے ۱۶۲ کہدے کہ بے شک میري نماز اور میري عبادتیں اور میري زندگي اور میري موت اللہ پروردگار عالموں کے لیئے ھی اُس کا کوئي شریک نہیں ھی اور اسي کا مجھکو حکم دیا گیا ھی اور میں سب سے پہلا مسلمان ھوں ۱۶۳

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا تَكْسِبُ
كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ
مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٦٤﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ
لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ
لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾

—+++*+++—

کہدے کہ کیا دوسرے کو اللہ کے سوا پروردگار چاہوں اور وہ تو پروردگار ہر چیز کا ہی اور

نہیں کماتا کوئی شخص مگر اپنے پر اور نہیں اُٹھاتا کوئی اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ پھر

تمھارے پروردگار کے پاس تمکو پھر جانا ہی پھر بتادیگا تمکو اُس چیز کو جس میں تم اختلاف

کرتے تھے (۱۶۴) اور وہ وہ ہی جس نے تمکو کیا خلیفہ زمین کا اور بعضوں کو بعضوں سے درجہ

میں بلند کیا تاکہ تمکو آزماوے اُس چیز میں جو تمکو دی ہی بے شک تیرا پروردگار جلد

عذاب کرنے والا ہی اور بے شک البتہ وہ بخشنے والا ہی مہربان (۱۶۵)

---*---

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمٓصٓ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۱) اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (۲) وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ (۳) فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (۴) فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ (۵) فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ (۶) وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۷)

---

(۷) (والوزن يومئذ الحق) عام مسلمانوں كا عقيده هے اور اسپر بهت سي بيهوده حديثيں بهي بنالي هيں كه قيامت كے دن بندوں كے اعمال تولنے كے ليئے ايك ترازو هوگي جسكا ايك پلڑا بهشت پر اور ايك پلڑا دوزخ پر هوگا اور اتني بڑي هوگي كه تمام آسمان وزمين اور جو كچهه كه ان ميں هے سب ايك دفعه ايك پلڑے ميں سماسكينگے اور اسكي لسان يعني ڈنڈي پر كي چوٹي جبرئيل پكڑے هوئے هونگے اچهے اعمال خوبصورت اور برے اعمال بدصورت بنكر آوينگے اور تولے جاوينگے — يا نامه اعمال جنكو نيكي و بدي كے نوشتے لكهتے رهتے هيں تولے جاوينگے — مگر خود علماے محققين نے ان سب باتوں كو بے اصل اور غير ثابت سمجهه كر انسے انكار كيا هے — تفسير كبير ميں لكها هے كه مجاهد اور ضحاك اور اعمش كا قول هے كه ميزان سے عدل اور انصاف مراد هے اور اكثر متاخرين كي يهي راے هے اور كهتے هيں كه لفظ وزن كا استعمال ان معنوں ميں بهت هوتا هے

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان

یہہ کتاب ہی کہ اوتاری گئی ہی تجھہ پر پھر نہ ہوے تیرے دلمیں اُس سے کچھہ تنگی تاکہ ڈراوے (تو لوگوں کو) اُس سے اور نصیحت واسطے ایمان والوں کے ۲ پیروی کرو اسکی جو اوتارا گیا ہی تم پر تمہارے پروردگار سے اور مت پیروی کرو اُسکے سوا اور دوستوں کی — تھوڑي سي نصیحت پکڑتے ہو ۳ اور بہت سے شہر ہیں کہ ہم نے اُنکو ہلاک کیا پھر اُنپر ہمارا عذاب آیا رات کو اور وہ سوتے تھے ۴ پھر اور کچھہ اُنکا کہنا نہ تھا جب اُنپر عذاب آیا بجز اس کہنے کے کہ بے شک ہم ظالم تھے ۵ پھر ضرور ہم پوچھینگے اُن لوگوں سے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ضرور ہم پوچھینگے پیغمبروں سے ۶ پھر ضرور ہم اُنکا قصہ اُنکو سناوینگے اور (جو کچھہ کہ وہ کرتے تھے اُسوقت) ہم کچھہ غائب نہ تھے ۷ اور وزن ہونا (اعمال کا) اُس دن حق ہی پھر جو کوئی کہ اُسکے وزن بھاری (اعمال نیک) پھر وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۸

اور اُسپر دلیل بھي ہی پھر یہی معنی اپنے ضرور نہیں — کیونکہ عدل لینے و دینے میں صرف پیمانے یا میزان سے دنیا میں ظاہر ہوتا ہی پھر وزن سے عدل کا کنایہ کرنا کچھہ بعید نہیں ہی — ایک آدمي جبکہ اُسکی قدر و منزلت نہیں ہوتی تو کہا جاتا ہی وہ کچھہ وزن نہیں رکھتا — خدا نے بھي فرمایا ہی " فلا نقیم لهم یوم‌القیامة وزنا " اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے فلاں شخص کو خفیف کردیا — اور کلام کی نسبت بھی کہتے ہیں کہ یہہ کلام اُسی وزن کا ہی یعني اُسکي برابر ہی پس یہی معنی یہاں لینے بھی لازم ہیں *

غرض کہ علماء متقدمین بھی اسبات کے قائل ہیں کہ میزان اور وزن اعمال سے فی‌الحقیقت میزان کا موجود ہونا اور فی‌الحقیقت اعمال کا وزن ہونا مراد نہیں ہی بلکہ صرف عدل کا استعارہ ہی اور مراد یہہ ہی کہ خدا عدل کریگا اور اعمال نیک کي جزا اور بد کي سزا نہایت عدل و انصاف سے دیگا — اسي لیئے ہم نے اس امر کي نسبت زیادہ بحث نہیں کي *

ومن خفت موازينه فاولئك الذين خسروا انفسهم بما كانوا
بايتنا يظلمون ﴿٨﴾ ولقد مكنكم في الارض وجعلنا لكم فيها معايش
قليلا ما تشكرون ﴿٩﴾ ولقد خلقنكم ثم صورنكم ثم قلنا للملئكة
اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس لم يكن من السجدين ﴿١٠﴾
قال ما منعك الا تسجد اذ امرتك قال انا خير منه
خلقتني من نار و خلقته من طين ﴿١١﴾ قال فاهبط منها
فما يكون لك ان تتكبر فيها فاخرج انك من الصغرين ﴿١٢﴾
قال انظرني الى يوم يبعثون ﴿١٣﴾ قال انك من المنظرين ﴿١٤﴾
قال فبما اغويتني لاقعدن لهم صراطك المستقيم ﴿١٥﴾
ثم لاتينهم من بين ايديهم ومن خلفهم و عن ايمانهم
وعن شمائلهم ولا تجد اكثرهم شكرين ﴿١٦﴾ قال اخرج
منها مذءوما مدحورا لمن تبعك منهم لاملئن جهنم منكم
اجمعين ﴿١٧﴾ ويادم اسكن انت و زوجك الجنة فكلا من
حيث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظلمين ﴿١٨﴾

اور جو کوئي که اُسکے هلکے نکلے (اعمال نیک) پھر وهي لوگ وہ هیں جنھوں نے ٹوٹا دیا اپنے آپ کو بسبب اُسکے که همارے نشانیوں کے ساتھہ ظلم کرتے تھے ۸ اور بے شک هم نے تمکو قدرت دي زمین میں اور هم نے تمھارے لیئے اُس میں معیشتیں پیدا کیں بہت تھوڑا هی جتو تم شکر کرتے هو ۹ بے شک هم نے تمکو پیدا کیا پھر هم نے تمھاري صورت بنائي پھر همنے فرشتوں کو کہا که سجدہ کرو آدم (یعني † انسان) کو پھر اُنھوں نے سجدہ کیا مگر شیطان نے وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نه تھا ۱۰ (خدا نے) کہا کس چیز نے تجھکو منع کیا که تونے سجدہ نکیا جبکه میں نے تجھکو حکم دیا تھا — (شیطان نے) کہا که میں اُس سے بہتر هوں تونے مجھکو پیدا کیا هی آگ سے اور اُسکو پیدا کیا هی مٹي سے ۱۱ خدا نے کہا که نیچے اوتر اُن میں سے (یعني فرشتوں کے درجه میں سے) پھر تجھکو نہیں چاهیئے که تکبر کرے اُن میں (یعني فرشتوں میں) پس نکل (یعني فرشتوں میں سے) بے شک تو ذلیلوں میں سے هی ۱۲ (شیطان نے) کہا که مجھے مہلت دے اُنکے اوٹھنے کے دن تک ۱۳ (خدا نے) کہا بے شک تو مہلت دیئے گیوں میں سے هی ۱۴ (شیطان نے) کہا پھر اس سبب سے که تونے مجھکو گمراہ کیا هی اُنکے لیئے تیرے سیدھے رستے کي راہ ماري کرنیکو گھات میں بیٹھونگا ۱۵ پھر اُنکے آگے سے اور اُنکے پیچھے سے اور اُنکے دائیں سے اور اُنکے بائیں سے اُن پر آن پڑونگا اور تو اُن میں سے بہتوں کو شکر کرنے والا نه پاویگا ۱۶ (خدا نے) کہا نکل اُن میں سے (یعني فرشتوں میں سے) ذلیل و مردود هوکر جو کوئي اُن میں سے تیري پیروي کریگا ضرور میں بھردونگا دوزخ کو تم میں سے سب سے ۱۷ اے آدم تو اور تیري جورو رہ اُس جنت میں پھر کھاؤ دونوں جہاں سے چاهو اور نه پاس جاؤ اس درخت کے پھر تم دونوں هوگے ظالموں میں سے ۱۸

---

† شروع آیت میں خدا نے تمام انسانوں کو خطاب کیا هی اُسکے بعد آدم کا جو لفظ آیا هی اس کوئي شخص معین مراد نہیں هوسکتا بلکه وہ سب مراد هیں جو مخاطب تھے یعني انسان —

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا

وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ

اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ (۱۹) وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ (۲۰)

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا

يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا

عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (۲۱)

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۲۲) قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ

---

(۱۹) (سواتهما) سوءة کے معني شرمگاه کے بهي هيں اور اعمال قبيحه اور اخلاق قبيحه کے بهي هيں قاموس ميں لکها هی السوءة الفرج والفاحشة والخلة القبيحة اور فاحشه کي نسبت يهه لکها هی که الفاحشة الزنا وما يشتد قبحه من الذنوب " اس مقام پر سوأة کے معني شرمگاه کے ليئے هيں اس سبب سے که اگلي آيت ميں پتوں سے اُسکے چهپانے کا ذکر آيا هی *

مگر هم بيان کرچکے هيں که يهه تمام قصه آدم کا ايک استعاره ميں بيان هوا هی اور اُس سے مراد صرف بيان فطرت انساني هی اس طرح پر که هر ايک شخص کي سمجهه ميں آجاوے خواه وه عالم هو يا جاهل اسي سبب سے يهاں بهي لفظ سوأة کا استعمال هوا هی کيونکه شرمگاه کے کهلنے کو هر ايک شخص معيوب اور برا سمجهتا هی اور شيطان کے يعني قواے بهيمه کي پيروي سے جو افعال بد صادر هوتے هيں اُسکي برائي کو ايک محسوس شي سے استعارتاً بيان کيا هی اور بتلايا هی که انسان کسطرح اپني برائيوں کے چهپانے کي کوشش کرتا هی اور سمجهتا هی که وه چهپ گئيں مگر در حقيقت وه چهپتي نهيں پس اُن قصوں اور کهانيوں کي طرف ملتفت نهونا چاهيئے جنکو مفسرين نے انکے لغوي معنوں ميں

پھر وسوسے میں ڈالدیا اُنکو شیطان نے تاکہ ظاہر کردے اُن دونوں کو جو چھپا ہوا ہی اُن دونوں سے اُنکی شرمگاھوں میں سے — اور کہا کہ نہیں منع کیا تمکو تمھارے پروردگار نے اس درخت سے مگر اسلیئے کہ ھوجاؤگے فرشتے یا ھوجاؤگے ھمیشہ رھنے والے (۱۹) اور اُن دونوں کے سامنے قسم کھائی کہ بے شک میں تم دونوں کے خیرخواھوں میں سے ھوں (۲۰) پھر پچھاڑ دیا اُنکو فریب سے — پھر جبکہ اُن دونوں نے اُس درخت کو چکھا تو اُن دونوں کو اُنکی شرمگاھیں ظاھر ھوئیں وہ دونوں اپنے اوپر جنت کے پتوں سے چھپانے لگے — اور اُنکے پروردگار نے اُن دونوں کو للکارا — کہ کیا میںنے تم دونوں کو منع نکیا تھا کہ اس درخت سے اور کیا تم دونوں کو نہ کہہ دیا تھا کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا ھوا دشمن ھی (۲۱) اُن دونوں نے کہا کہ اے ھمارے پروردگار ھم نے اپنے پر ظلم کیا — اور اگر تو ھم کو نہ بخشیگا اور ھم پر نہ رحم کریگا تو بے شک ھم ٹوٹے میں پڑنے والوں میں سے ھو جاوینگے (۲۲) (خدا نے) کہا اوترو (اُس درجہ سے جسپر تھے) تم میں کا ایک دوسرے کے لیئے دشمن ھی اور تمھارے لیئے

سے ایک خاص معنی لیکر اُسپر طرح طرح کے بے سند و بے سروپا ڈھکوسلے ھیں — اس مطلب کی تشریح قابل تسکین اُسوقت ھوجاتی ھی جب انسان اس آیت کو پڑھتا ھی کہ اے آدم کے بیٹوں تم پر ھم نے ایک لباس اوتارا ھی جو تمھاری شرمگاہ کو ڈھانکیگا اور تقوی کا لباس سب سے اچھا ھی — پس اس آیت نے ثابت کردیا کہ نہ وھاں سوأة سے شرمگاہ مراد تھی اور نہ پتوں کے ڈھانکنے سے اُسکا ڈھانکنا بلکہ صرف افعال اور اخلاق ذمیمہ کو جو انسان کے لیئے ایسے ھی بُرے ھیں جیسے اُسکی شرمگاہ کا لوگوں کے سامنے کھل جانا اُس استعارے میں بیان فرمایا ھی — اس سے بھی زیادہ تشریح اس مطلب کی ایک اور آیت سے ھوتی ھی جو ان آیتوں کے بعد ھی — پہلے تو یہہ فرمادیا کہ تقوی کا لباس سب سے بہتر ھی پھر فرمایا کہ اے آدم کے بیٹوں ایسا نہو کہ شیطان تمکو بھی بہکاکر تمھارے ماں باپ کی طرح لباس اوترواکر شرمگاھوں کو دکھلوادے اس نصیحت سے صاف ظاھر ھی کہ لباس سے مراد تقوی اور سوأة سے مراد برائیاں ھیں نہ یہہ ظاھری لباس نور کا یا نورباف کا بنا ھوا اور نہ وہ مضغہ گوشت جسکے کھلنے سے لوگ شرماتے ھیں ٭

في الارض مستقر و متاع الى حين (٢٣) قال فيها تحيون
وفيها تموتون ومنها تخرجون (٢٤) يبني ادم قد انزلنا
عليكم لباسا يواري سواتكم و ريشا ولباس التقوى ذلك
خير ذلك من ايت الله لعلهم يذكرون (٢٥) يبني ادم
لا يفتننكم الشيطن كما اخرج ابويكم من الجنة ينزع عنهما
لباسهما ليريهما سواتهما انه يريكم هو و قبيله من حيث
لا ترونهم انا جعلنا الشيطين اولياء للذين لا يؤمنون (٢٦)
و اذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا عليها اباءنا والله امرنا
بها قل ان الله لا يامر بالفحشاء اتقولون على الله ما لا
تعلمون (٢٧) قل امر ربي بالقسط و اقيموا وجوهكم عند
كل مسجد وادعوه مخلصين له الدين كما بداكم تعودون
فريقا هدى و فريقا حق عليهم الضللة انهم اتخذوا الشيطين
اولياء من دون الله و يحسبون انهم مهتدون (٢٨) يبني ادم
خذوا زينتكم عند كل مسجد وكلوا واشربوا ولا تسرفوا

زمین میں ٹھہرنا اور ایک زمانہ تک فائدہ اوٹھانا ہی ٢٣ (خدا نے) کہا اُسي میں جیئوگے اور اُسي میں مروگے اور اُسي سے نکلوگے ٢٤ اے آدم کے بیٹوں بے شک ہم نے تم پر اوتارا ہی ایک لباس کہ ڈھانکتا ہی تمہاري شرمگاہ کو اور زینت دیتا ہی اور لباس تقوی کا بھي سب سے اچھا ہی - یہہ ہی اللہ کي نشانیوں میں سے شاید کہ وہ نصیحت پکڑیں ٢٥ اے آدم کے بیٹیں نہ خرابي میں ڈالے تمکو شیطان جسطرح نکالا تمارے ماں باپ کو جنة سے چھین لیا تھا اُنسے اُنکا لباس تاکہ دکھاوے اُنکو اُنکي شرمگاہ بے شک دکھاتا ہی تمکو وہ اور اُسکا گروہ اسطرح پر کہ تم اُنکو نہیں دیکھتے ' بے شک ہم نے کیا ہی شیطانوں کو اُن لوگوں کا دوست جو ایمان نہیں لاتے ٢٦ اور جب وہ کرتے ہیں کوئي برا کام تو کہتے ہیں کہ ہمنے اپنے باپ دادا کو اسي بات پر پایا ہی اور اللہ نے اُسکا ہمکو حکم کیا ہی ' کہدے کہ بے شک اللہ نہیں حکم کرتا برے کام کا کیا تم کہتے ہو اللہ پر وہ بات جسکو تم نہیں جانتے ٢٧ کہدے کہ میرے پروردگار نے حکم کیا ہی ٹھیک طور سے ' اور ٹھیک رکھو اپنے موہوں کو (یعني اپنے آپ کو یعني اپنے دل اور اپني جان کو) نزدیک ہر ایک سجدہ کي جگہہ کے اور پکارو اُسي کو (یعني خدا کو) خالص کرکے اُسي کے لیئے عبادت کو ' جسطرح کہ تمکو پیدا کیا پھر جاؤگے ' ایک گروہ کو ہدایت کي اور ایک گروہ کو ٹھہرادي اُنپر گمراہي ' بے شک اُنہوں نے پکڑا شیطانوں کو اپنا دوست اللہ کے سوا اور سمجھتے ہیں کہ بے شک وہ ہدایت پائے ہوئے ہیں ٢٨ اے آدم کے بیٹوں لو اپنا سنگار (یعني اپنا لباس برخلاف مشرکوں کے کہ وہ ننگے ہوکر طواف کرتے تھے یا یہہ کہ اپني جوتیاں مت اوتارو برخلاف یہودیوں کے کہ وہ اپنے معبد میں جوتیاں اوتار کر جاتے تھے) نزدیک ہر سجدہ کي جگہہ کے اور کھاؤ اور پیو اور حد سے مت گذرو

انه لا يحب المسرفين ﴿٢٩﴾ قل من حرم زينة الله التي
اخرج لعباده والطيبت من الرزق قل هي للذين امنوا
في الحيوة الدنيا خالصة يوم القيمة كذلك نفصل الايت
لقوم يعلمون ﴿٣٠﴾ قل انما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها
وما بطن والاثم والبغي بغير الحق وان تشركوا بالله ما لم
ينزل به سلطنا وان تقولوا على الله ما لا تعلمون ﴿٣١﴾
ولكل امة اجل فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا
يستقدمون ﴿٣٢﴾ يبني ادم اما ياتينكم رسل منكم يقصون
عليكم ايتي فمن اتقى واصلح فلا خوف عليهم ولا هم
يحزنون ﴿٣٣﴾ والذين كذبوا بايتنا واستكبروا عنها اولئك
اصحب النار هم فيها خلدون ﴿٣٤﴾ فمن اظلم ممن افترى
على الله كذبا او كذب بايته اولئك ينالهم نصيبهم من
الكتب حتى اذا جاءتهم رسلنا يتوفونهم قالوا اين ما كنتم
تدعون من دون الله قالوا ضلوا عنا وشهدوا على انفسهم

بےشک وہ (یعني اللہ) دوست نہیں رکھتا حد سے گذر جانے والوں کو ۲۹ کہدے کہ کس نے حرام کیا ہی خدا کے پیدا کیئے ہوئے سنگار کو جو اُس نے اپنے بندوں کے لیئے پیدا کیا ہی اور کھانے میں سے پاک چیزوں کو ' کہدے کہ یہ اُن لوگوں کے لیئے ہیں جو ایمان لائے ہیں دنیا کی زندگي میں خاصکر قیامت کے دن ' اسطرح ہم بیان کرتے ہیں نشانیوں کو اُن لوگوں کے لیئے جو جانتے ہیں ۳۰ کہدے کہ اسکے سوا کچھہ نہیں ہی کہ حرام کیا ہی میرے پروردگار نے بیحیائي کو اُس میں سے جو کھلي ہوئي ہو اور جو چھپي ہوئي ہو اور گناہ کو اور سرکشي کو ناحق اور یہہ کہ شریک کرو اللہ کے ساتھہ کسي چیز کو کہ نہیں اوتاري ہی اُسکے لیئے کوئي دلیل اور یہہ کہ کہو تم اللہ پر وہ جو نہیں جانتے ۳۱ ہر ایک گروہ کے لیئے ایک میعاد ہی پھر جب آتا ہی اُنکا وقت نہیں تاخیر کرتے ایک ساعت اور نہ سبقت کرتے ہیں ۳۲ اے آدم کے بیٹوں جب تمہارے پاس پیغمبر آویں تم میں سے بیان کریں تم پر میري نشانیاں — پھر جس نے پرہیزگاري اور نیکي کي تو اُنپر کچھہ خوف نہیں ہی اور نہ وہ غمگیں ہونگے ۳۳ اور جن لوگوں نے جھٹلایا ہماري نشانیوں کو اور اُن سے سرکشي کي وہي لوگ ہیں آگ میں رہنے والے وہ ہمیشہ اُس میں رہینگے ۳۴ پھر کون زیادہ ظالم ہی اُن لوگوں میں سے جنہوں نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹ یا جھٹلایا ہماري نشانیوں کو وہي لوگ ہیں کہ پہونچیگا اُنکو اُنکا حصہ لکھے ہوئے میں سے — یہاں تک کہ جب آوینگے اُنکے پاس ہمارے بھیجے ہوئے اُنکي جان لینے کو کہینگے کہاں ہیں وہ جنکو تم پکارتے تھے اللہ کے سوا — کہینگے کہ وہ ہم سے کھوئے گئے اور گواہي دینگے اپنے پر آپ

اِنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۵﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ

﴿۳۶﴾ (قال ادخلو) اس آیت میں اور اسکے بعد کی آیتوں میں بہت کچھہ ذکر معاد کا هی اور قران مجید میں جابجا کچھہ کچھہ ذکر آجاتا هی مگر یهہ ایک ایسا مسئلہ هی کہ جب تک پورا سلسلہ اسکا نہو خیال میں نہیں آتا اور نہ یهہ سمجھا جاتا هی کہ قران مجید میں جو کچھہ اسکی نسبت بیان هوا هی اسکا کیا منشاء هی پس مناسب هی کہ هم اسی مقام میں اسپر بقدر امکان بحث کریں مگر ان مطالب پر بحث کرنے سے پہلے اسبات کا بیان کرنا ضرور هی کہ ان مسائل پر بحث کرنے کی نسبت اگلے عالموں نے کیا کہا هی قاضی ابوالولید ابن رشد نے اپنے رسایل میں لکھا ہی کہ " شرع کا مقصود علم حق اور عمل حق کی تعلیم هی اور تعلیم کی دو قسمیں هیں ایک کسی شی کا خیال کرنا اور دوسرے اسپر یقین کرنا جسکو اهل علم تصور اور تصدیق سے تعبیر کرتے هیں *

تصور کے دو طریق هیں یا تو خود اسی شی کو تصور کرنا هی یا اسکی مثال کو تصور کرنا هی — اور تصدیق کے طریق جو انسانوں میں هیں وہ تین هیں — برهانی یعنی دلایل قطعی کے سبب سے یقین کرنا — جدلی یعنی مخالفانہ اور مخاصمانہ دلیلوں کے ٹوٹ جانے کے بعد یقین لانا — خطبی یعنی ایسی باتوں سے جنسے انسان کے دل اور وجدان قلبی کو تسکین هوجاوے اسپر یقین لانا *

اکثر آدمی ایسے هیں جنکو دلایل خطبیہ یا جدلیہ سے تصدیق حاصل هوتی هی اور دلایل برهانیہ خاص چند آدمیوں کے سمجھنے کے لائق هوتی هیں — شرع کا مقصود سب سے اول عام لوگوں کو سمجھانا هی اور خواص سے بھی غافل نہونا پس شرع نے تعلیم کے لیئے مشترک طریقہ اختیار کیا هی اور اسکے اقوال چار طرح پر هیں *

اول یهہ کہ — جن امور کی نسبت وہ کہے گئے هیں انکے تصور اور تصدیق دونوں پر یقین کرنا ضرور هی گوکہ انکی دلیلیں خطبیہ هوں یا جدلیہ اور جو نتیجے انسے نکالے هیں وهی نتیجے بعینہا مقصود هیں بطور تمثیل کے نہیں کہے گئے هیں — ابن رشد فرماتے هیں کہ ایسے اقوال کی تاویل کرنی نہیں چاهیئے اور جو شخص ان سے انکار کرے یا انکی تاویل کرے وہ کافر هی *

دوم یهہ کہ — جو اقوال بطور مقدمات کے کہے گئے هیں گوکہ انکی صرف شہرۃ هی هو اور گوکہ وہ مظنون هی هوں مگر انپر یقین کرنا لازمی ٹہرا هو اور نتیجے جو انسے نکالے هوں وہ بطور مثال ان نتیجوں کے هوں جو مقصود هیں — ابن رشد فرماتے هیں کہ صرف ان مثالی نتیجوں کی نسبت البتہ تاویل هوسکتی هی *

کہ بے شک وہ کافر تھے (۳۸) خدا کہیگا کہ داخل ہو اُن گروہوں میں جو گذر گئی ہیں تمسے پہلے

سوم یہہ کہ — جو نتیجے اُن اقوال سے نکالے گئے ہیں وہي بعینہا مقصود ہیں اور جو اُنکے مقدمات بیان ہوئے ہیں وہ مشہور ہوں یا مظنون مگر اُنپر یقین کرنا لازمي نہ تھہرا ہو تو اُن نتایج میں بھي تاویل نہیں ہوسکتي البتہ صرف اُن مقدمات میں تاویل ہوسکتي ہی *

چہارم یہہ کہ — جو مقدمات اُس میں بیان ہوئے ہیں وہ صرف مشہور ہوں یا مظنون اور اُنپر یقین کرنا بھي لازمي نہ تھہرا ہو اور جو نتیجے اُسیے نکالے گئے ہیں وہ بطور مثال اُن نتیجوں کے ہوں جو مقصود ہیں - ان میں تاویل کرنا خاص لوگوں کا کام ہی اور عام لوگوں کا فرض ہی کہ وہ بلا تاویل کے اُنکو ویسا ہي مانتے رہیں (انتہی ملخصاً) *

ہمکو افسوس ہی کہ اس عالم مصنف نے ان چاروں قسموں میں سے کسي قسم کي مثال نہیں دي جس سے شبہہ ہوتا ہی کہ یہہ صرف فرضي اور عقلي تقسیم ہی اور کوئي مثال شرع میں اسکے مناسب موجود نہیں ہی — علاوہ اسکے نہایت خامي اس بیان میں یہہ ہی کہ قول شارع میں خواہ وہ آیت قران مجید کي ہو یا کوئي حدیث رسول کي اُس میں اسبات کا قرار دینے والا کون ہی کہ اُسکے مقدمات ایسے ہیں جن پر یقین کرنا ضروري ہی یا اُسکے برخلاف ہیں یا اُسکے نتیجے وہي بعینہا مقصود بالذات ہیں یا وہ تمثیل ہیں نتایج مقصودہ بالذات کي — اگر اسکے قرار دینے والے بھي ہماں شماں ہوں تو یہہ تمام تقریر اور تقسیم فضول ہوجاتي ہی — اسلیئے کہ مثلاً زید نے شارع کے ایک قول کو جس قسم کا تھہرایا ہی لازم نہیں ہی کہ عمرو بھي اُسکو اُسي قسم کا تھہراوے *

اسکے بعد ابن رشد فرماتے ہیں کہ آدمي تین قسم کے ہیں — ایک وہ ہیں جو مطلقا تاویل کرنے کي لیاقت نہیں رکھتے وہ تو خطبیون ہیں یعني دل کو تسلي دینے والي باتوں پر یقین لانے والے اور اسي قسم کے لوگ بہت کثرت سے ہیں — دوسرے جدلي ہیں جو بالطبع یا بطریق عادت مخالفانہ اور مخاصمانہ دلیلوں کے ٹوٹ جانے کے بعد یقین لاتے ہیں — تیسرے اہل تاویل حقہ یقینیہ ہیں اور وہ برہانیون صاحب علم و حکمت ہیں — مگر برہانیوں جو تاویل کریں اُسکو اُن پہلي دو قسموں کے لوگوں کے سامنے بیان کرنا نہیں چاہیئے اور اگر یہہ تاویلیں اُن لوگوں کے سامنے بیان کي جاویں جو اُسکے اہل نہیں ہیں تو بیان کرنے والے اور سننے والے دونوں کو کفر تلک پہونچا دیتي ہیں — کیونکہ تاویل کرنے والیکا مقصود ظاہري معنوں کو باطل کرنے اور تاویلي معنوں کے ثابت کرنیکا ہوتا ہی پس جب

مِنَ الجِنِّ وَالاِنسِ فِی النَّارِ

عام آدمیوں کے نزدیک، جو صرف ظاهري بات کو سمجهه سکتے هیں ظاهري معني باطل هوگئے اور تاویلي معني اُسکے نزدیک، ثابت نهوئے کیونکه اُنکے سمجهنے کي اُسکو عقل نه تهي پس اگر یهه بات ایسے اقوال کي نسبت تهي جو اصول شرع میں داخل هیں تو کفر تک نوبت پهونچهه گئي — پس ابن رشد فرماتے هیں که تاویلات کا عام لوگوں میں ظاهر کرنا یا عام لوگوں کي تعلیم کے لیئے جو کتابیں هیں اُن میں لکهنا نهیں چاهیئے اور اُنکو سمجها دینا چاهیئے که یهه خدا کي باتیں هیں خدا هي ان باتوں کي حقیقت خوب جانتا هی — لا یعلم تاویله الاالله - (انتهی ملخصاً) *

اسکے بعد ابن رشد ایسي قسم کي تاویلوں هی کو عام لوگوں پر ظاهر کرنے کو منع نهیں فرماتے بلکه هر ایک چیز کي حقیقت کو جو عام لوگوں کے سوا راسخین فی العلم کي سمجهه سے باهر هی ظاهر کرنے کو منع کرتے هیں چنانچه وه لکهتے هیں که ایسي مانند جواب سوالات امور غامضه کے هیں جو جمهور کے سمجهنے کے لایق نهیں هیں جیسیکه خدا نے فرمایا هی ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتیتم من العلم الا قلیلا — ان باتوں کو بهي غیر اهل پر بیان کرنے والا کافر هی کیونکه وه لوگوں کو کفر کي طرف بلاتا هی خصوصاً جبکه تاویلات فاسده اصول شریعت میں هونے لگیں جیسیکے همارے یعني ابن رشد کے زمانه میں لوگوں کو یهه بیماري لگ گئي هی (انتهی ملخصاً) *

نتیجه اس تقریر کا یهه هی که کوئي بات بهي شریعت کي جو بیان حقیقت یا تاویلات کي قسم سے هو سواے راسخین فی العلم کے کسي کے سامنے بیان نکي جاوے — جس قسم کے لوگوں کو ابن رشد نے راسخین فی العلم میں قرار دیا هی اس زمانه میں تو ویسا شخص کوئي نهیں هی بلکه اگلے زمانه میں بهي هر ایک کے سوا کوئي نه تها پس ضرورتاً لازم آتا هی که تمام مقدم باتیں شریعت کي بطور ایک معما و چیستاں یا مثل راز فریمشن کے غیر معلوم رهني چاهیئیں *

اگر همارا مذهب اسلام ایسا هو که اُسکے اصول لوگوں کو نه سمجها سکیں جو اُنکو سمجهنا چاهتے هیں یا اُن لوگوں کي تشفي نکرسکیں جنکے دل میں شبهات پیدا هوئے هیں بلکه اُن سب کو اسپر مجبور کریں که ان باتوں کو اسیطرح مان لو تو هم اپنے مذهب کي صداقت في نفسه اور بمقابله دیگر مذاهب غیر حق کے کیونکر ثابت کرسکتے هیں - ایک عیسائي کهتا هی که تثلیث کا مسئله که تین تین بهي هیں اور ایک بهي هیں ایک الهي مسئله هے اُسپر بےسمجهے

جن و انس سے آگ میں

یقین کرنا چاهیئے پس اگر هم مذهب اسلام کے بہت سے مسئلوں کی نسبت ایسا هی ٹھهرا دیں تو کیا وجهه هی که اُسکی تکذیب اور اسکی تصدیق کریں *

ایک اور بات غور کے لایق هی که جب کسی کے دل میں مذهب اسلام کے کسی مسئله کی نسبت شک پیدا هوا خواه وه عالم هو یا جاهل اور هم اُسکی حقیقت یا تصریح یا تاویل بیان کرکے اُسکے دل کے شبهه کو تو رفع نکریں اور عوض اُسکے کہیں که تم راسخین فی العلم میں نہیں هو بلاتحقیق اسکو تسلیم کرو اور اُسی پر یقین رکھو تو اُسکا ایمان ایسا رهیگا جسکا اثر حلق سے نیچے نه اوتریگا اُسکی زبان کهیگی هاں اور دل کهیگا ناه — علاوه اسکے یقین ایسی چیز نہیں که کسی کے کهنے سے آجاوے بلکه یقین ایک امر اضطراری هی که جب تک وه شبهه جس نے یقین میں خلل ڈالا هی نه مٹ جاوے یقین آهی نہیں سکتا *

اصل بات یهه هی که دنیا میں عالم هوں یا جاهل دو قسم کے لوگ هیں ایک وه جو دل سے تمام باتوں پر جو اسلام میں هیں اور گو وه کیسی هی خلاف عقل اور خلاف سمجهه اور محال و ناممکن هوں بلکه خلاف واقع سب پر یقین رکھتے هیں اس قسم کے لوگوں کے لیئے کسی قسم کی دلیل کی ضرورت نہیں — دوسرے وه جنکو اُن باتوں پر شبهه هی یا اُنکا وقوع غیر ممکن سمجهتے هیں یا اُنکے غلط هونے پر صحیح یا غلط دلیلیں رکھتے هیں بلا لحاظ اسبات کے که وه منجمله راسخین فی العلم هیں یا نہیں اور عالم هیں یا جاهل اُنکے سامنے هر ایک چیز کی جو اسلام میں هی اُسکی حقیقت اور هر ایک امر قابل تاویل کی تاویل بیان کرنی فرض هی اور جو اُسکے بیان کی قدرت رکھتا هی اور بیان نہیں کرتا وه کافر هی اُسی دلیل سے جس دلیل سے که ابن رشد نے حقیقت بیان کرنے والوں اور تاویل کی تصریح کرنے والوں کو کافر بنایا هی *

هم فرض کرلیں که اُن مشککین کو استعداد لیاقت نہیں هی که وه اُن حقیقتوں اور تاویلوں کو سمجهیں مگر اتنی بات تو اُنپر ثابت هوگی که اُسکے لیئے دلیلیں اور اُسکی صداقت کے ثبوت کے لیئے وجوهات اور اُسکی حقیقت کے لیئے بیانات هیں مگر هم اُنکو سمجهه نہیں سکتے ادنی درجه یهه هی که اُنکے سمجهانے کا جو فرض هم پر تها اُس کو تو بلاشبهه هم ادا کردینگے — بہت لوگوں نے پیغمبروں کی نصیحتوں کو نہیں سمجها مگر پیغمبر اس خیال سے که وه اُنکے سمجهنے کے لایق نہیں هیں نصیحتوں کے سمجهانے سے باز نہیں رهے بلکه طرح طرح سے سمجهایا اور کوشش کی که اُنکو اُنکے سمجهنے کے لایق کریں *

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا

اس خوف سے کہ اُن لوگوں کے نزدیک جب ظاهري معني باطل هوجاوینگے اور اصل حقیقت یا تاویل کے سمجھنے کے لایق نہونے کے سبب وہ اُسکو نہ سمجھینگے تو اصول شرع سے منکر هوجاوینگے اور کفر تک نوبت پہونچاوینگے همکو حقیقت اور صداقت کے بیان سے باز رهنا نہیں چاهیئے اگر یہہ الزام صحیح هو (کما نسب بعض اخلائي الي) تو قران مجید بھي با این همه خوبي اس الزام سے بري نہیں رہ سکتا — خود خدا تعالی فرماتا هی یهدي به کثیرا و یضل به کثیرا *

تاویلات فاسدہ بھي اگر هوں تو کنچھہ نقصان نہیں پہونچا سکتیں اسلیئے کہ جو چیز غلط هی اُسکي غلطي بہت دیرپا نہیں هوسکتي دوسروں کو اُسکي غلطي بیان کرنے کا اور غلط کو صحیح کرنے کا موقع ملتا هی اور اگر وہ بیان هي نہ کي جاویں تو سچ بات کے ظاهر هونے کا موقع هي نہیں هوتا *

هاں یہہ بات سچ هی کہ بہت سے حقایق ایسے هیں جن پر انسان کو یقین کرنے کے لیئے دلیل هی مگر اُنکي حقیقت جاننا انسان کي فطرت سے خارج هی مگر اس قسم کے حقایق همارے استدلال میں کنچھہ نقص ڈالنے والے نہیں هیں کیونکہ دلیل سے ثابت هوتا هی کہ اُنکا جاننا یا سمجھنا انسان کي فطرت سے خارج هی اور یہي عدم علم اُنکي معرفت کے لیئے کمال معرفت هی *

اصل یہہ هی کہ قدیم زمانہ میں جبکہ علما نے اس قسم کي رائیں لکھیں علم ایک نہایت محدود فرقہ میں تہا جسکو وہ بجز اپنے خاص لوگوں کے اوروں میں شایع کرنا هي پسند نہیں کرتے تھے اور تمام لوگ اعلی و ادنی علوم کے ادنی ادنی مسائل سے بھي بے بہرہ تھے اور اُنکے دل شبہات و تشکیکات سے پاک تھے اور یہي باعث هوا کہ اُن علماء نے ایسي راے قایم کي تھي مگر وہ زمانہ گیا علوم و حکمت اب اسقدر عام هوگئي کہ ایک بہت بڑا حصہ دنیا کا اُس سے واقف هوگیا طفل دبستان بھي اپنے مکتب میں ارسطو اور افلاطوں کي غلطیوں کا جہاں جہاں اُنہوں نے کي هیں ذکر کرتا هی هزاروں آدمي هر شہر و قصبہ میں ایسے موجود هیں جو خود کنچھہ نہیں جانتے مگر بہت سے مسائل علوم و حکمت کے سن سن کر اُنکے کان آشنا هوگئے هیں اور اکثرالناس وہ هیں جنکے دل شبہات و تشکیکات سے مملو هیں — اِس زمانہ میں جو ذي علم هیں اُنکا ایمان بھي حلق کے نیچے تک نہیں هی منہ سے کہتے هیں کہ جو کنچھہ قران و حدیث میں آیا هی اُسپر یقین کرنا چاهیئے مگر دل میں شبہات

جب جب داخل هوگي كوئي گروه لعنت كريگي اپني بهن كو

بهرے پڑے هیں — اِسبات کو بهول جاتے هیں که یقین کرنے سے نهیں هوتا بلکه هونے سے هوتا هی پس اب یهه زمانه نهیں که جو کوئی مقدور اپنی طاقت کے اُن تمام حقایق اور تاویلات کو نه کهولے اور لومة لائم سے نڈر هوکر اُن علماء کي اُن تاویلوں کو جو بمقتضاے اُس زمانه کے ناممکمل علوم اور نامکمل تحقیقات کے حقایق کی بابت حقیقت اور قرآن مجید کي تفسیر میں راه پاگئي هیں تمام طور سے سب کے سامنے بیان نکرے وه اِس فرض کے ادا کرنے سے قاصر هی ومن يدخل فهو بردي حق الله و حتي دينه وحق انال دينه وقومه والله المستعان *

المسئلة الاولى — ما الروح هو جوهر ام عرض

اس امر کی تحقیق کو که روح کا وجود هی یا نهیں همکو اولاً اجسام موجود فی العالم پر نظر کرني چاهئیے پس جب هم اُنپر غور کرتے هیں تو ابتداے نظر میں اُنکو دو قسم کے پاتے هیں *

ایک بطور تھوئیے کے که وه جهاں هیں وهاں هیں اپنی جگهه سے حرکت نهیں کرسکتے ممکن هی که وه بے انتہا بڑے هوجاویں اگر کوئی ایسا سبب جو اُنکے بڑے هونے کو روکنے والا نهو — اس قسم کے اجسام صرف نهایت چهوٹے چهوٹے مشابه اجزا سے بنے هوئے هیں اور اُسکے هر ایک جزو میں وهي اوصاف هیں جو اُسکے کل میں هیں جیسے پتهر اور لوها — اگر اُن میں سے کوئي ٹکڑا توڑ لیں تو اُس میں بهي وهي اوصاف هونگے جو اُس کل میں هیں — اور جبکه وه بالکل خالص بغیر کسي ملاوت کے هو تو اُس میں ایک سي طرح کے پرت هونگے *

دوسري قسم کے اجسام ایسے هیں که اُنکا جسم باختلاف اُنکي انواع کے ایک معین حد تک بڑا هوتا هی اور اُسکے اجزا غیر متشابه اور مختلف الاوان هوتے هیں — اور اُن میں باریک باریک رگیں اندر سے خالي مثل نلي کے هوتي هیں جن میں بهنے والا ماده پهرتا رهتا هی اور اسي طرح الگ الگ پردے بهي هوتے هیں جنکے بیچ میں خالي جگهه هوتي هی اور پهر کهیں اکهٹے هوجاتے هیں اور اس نسا جال کو اُس جسم کے اعضا کهتے هیں — اسلیئے پهلي قسم کے اجسام کو اجسام غیر عضویه اور دوسري قسم کے اجسام کو عضویه کهتے هیں *

اجسام عضویه میں پرت نهیں هوتے اور اُسکا نمو اُسي قسم کي دوسري چیزوں سے هوتا هی اور جب وه جوان هوجاتا هی تو اُس میں مختلف طرح کا بیج پیدا هوتا هی *

حَتّٰى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ

غیر عضوي جسم دفعتاً پیدا هوجاتا هی جسوقت اُسکا مادہ جمع هوجاوے اور عضوي جسم رفتہ رفتہ نمو پاتا هی اور جب اُسکے بیج کو بوؤ تو وهي جسم اُس سے پیدا هوتا هی جسکا بیج هی اور بونے والا جب زمین میں ڈالتا هی تو جانتا هی کہ وہ کب پهوٹیگا اور کب اُس میں مادہ جوسنے کي طاقت آویگي — اُسکے پتے اور ٹہنیاں هوا میں سے بهي غذا لیتي رهتي هیں جسکے سبب اُنکا قد بڑهتا هی اور رنگ بدلتا جاتا هی *

اور ایک فرق ان دونوں جسموں میں یہہ هی کہ جسم عضویہ میں غذا اُنکے اعضا کے اندر جاتي هی اور اندروني غذا سے بیروني جسم بڑهتا هی اور جب تک یہہ قوت رهتي هی نمو هوتا رهتا هی اور ایک زمانہ کے بعد اُس میں ضعف آجاتا هی اور غذا کم هوجاتي هی اور نمو نہیں هوتا اور آخرکار مرجاتا هی — عضوي جسم کي حالتیں ثلاثہ بدلتي رهتي هیں — وہ پیدا هوتا هی پهر بڑهتا هی پهر اُسکا بڑهنا موقوف هوجاتا هی پهر بڑهاپے کے سبب گهٹنے لگتا هی پهر مرجاتا هی *

جسم غیر عضوي پیدا هوتا هی اجتماع مادہ سے اور وہ اسطرح بڑهتا هی کہ اُسي قسم کے اور اجزاء مادي اُسکے اوپر کي سطح پر آکر جڑتے جاتے هیں اور اجسام عضویہ کا نمو اندر سے هوتا هی اور جسم غیر عضوي کا حجم بے انتہا بڑہ جاسکتا هی اگر کوئي امر مانع نہو اور جسم عضوي کا حجم ایک مقدار معین سے زیادہ نہیں بڑہ سکتا *

جسم عضوي اور غیر عضوي میں یہہ فرق بهي هی کہ پہلے جسم میں مختلف قسم کا مادہ هوتا هی اور دوسري قسم میں صرف ایک قسم کا — اگرچہ اسکے سوا اور بهي اختلافات هیں مگر مختصر طور پر مقدم اختلافات کو ذیل میں لکهتے هیں *

۱ — اجسام عضوي کا وجود تناسل سے هوتا هی اور غیر عضوي کا جذب و اتحاد سے *

۲ — بقاء اجسام عضوي کا محدود هی اور غیر عضوي کا محدود نہیں *

۳ — اجسام عضوي کے اجزا کروي شکل پر هوتے هیں اور غیر عضوي کے زاویہ کے طور پر *

۴ — نمو اجسام عضوي کا منحصر هی غذا کے اندر جانے پر اور وہ نمو اندر سے باهر کو هوتا هی اور غیر عضوي کا اسکے برخلاف هی انکا حجم باهر سے اجزا مل جانے سے بڑا هوجاتا هی *

۵ — بناوٹ جسم عضوي کي مختلف اجزا سے هوتي هی اور جسم غیر عضوي کے اجزا متحد الصفت هیں *

یہاں تک کہ جب مل جاوینگے سب اُس میں تو کہیگی پچھلی اپنی پہلوں کو

---

۲ — جسم عضوی کی ترکیب اجزاء متضاعفہ متحرکہ سے ہوتی ہی اور غیر عضوی کی بسیط *

اس بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ اجسام غیر عضوی میں تمام معدنیات مثل نمک اور پتھر وغیرہ کے اور مٹی کے داخل ہیں اور اجسام عضویہ میں نباتات اور حیوانات *

مگر نباتات و حیوانات میں جو فرق ہی وہ بہت ظاہر ہی — حیوانات کی بناوت میں نباتات کی بناوت سے تضاعفات بہت زیادہ ہیں اور حیوان متحرک ہی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جاسکتا ہی اور وہ مدرک ہی اور ذی اختیار ہی کہ جس کام کو چاہے کرے اور جسکو چاہے نکرے اور اُس میں حواس مخصوصہ ہیں کہ اُنکے سبب آواز کو بوؤں کو مزیکو چھونے کو جانتا ہی اور غذا اُسکے پیٹ میں جاتی ہی اور بالتخصیص اُسکے پیٹ میں ایک ایسی ہنڈیا ہی جو غذا کو اسطرح پکا دیتی ہی کہ اعضا کے تغذیہ اور نمو کے لایق ہوجاتی ہی *

نباتات اسکے برخلاف ہیں وہ جہاں بویا ہی وہاں سے دوسری جگہہ نہیں چل سکتا اُس میں حرکت کرنے کی قوت نہیں ہی اور نہ اُس میں اختیار ہی وہ اپنی جڑوں کے ذریعہ سے جو زمین میں ہیں اور ٹہنیوں اور پتوں کے ذریعہ سے جو ہوا میں ہیں غذا کو جذب کرلیتا ہی اُس میں کوئی ہنڈیا غذا پکانے کی نہیں ہی بلکہ جو غذا اُس میں جاتی ہی اُسیوقت غذا کے قابل ہوتی ہی *

نباتات و حیوانات میں بہت بڑا اختلاف یہہ ہی کہ حیوان میں پٹھوں کا یعنی ایک سلسلہ ہی اور نباتات میں نہیں ہی اور یعنی اعصاب جبکہ حیوانات میں ایک مرکز سے تعلق رکھتے ہیں اس سبب سے حیوان میں قابلیۃ احساس ہوتی ہی اور یہہ بات نباتات میں نہیں پائی جاتی — علاوہ اسکے حیوانات میں اور بھی جھلیاں اور پردے اور پے اور عضلی اس قسم کے ہوتے ہیں جو نباتات میں نہیں ہوتے *

ایک عمدہ فرق دونوں میں یہہ ہی کہ حیوانات کی غذا اجسام عضوی سے ہوتی ہی اور نباتات کی غذا اجسام غیر عضوی سے جیسے پانی اور ہوائیں اور نمک — نباتات کے بننے کا مادہ در اصل ایک کسیلا مادہ ہوتا ہی اور تحلیل کیمیاوی سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ مرکب ہی کاربون اور ہیڈروجن اور اوکسیجن سے یہہ تینوں ایک ہوائی سیال عنصر ہیں اور نباتات میں نوتریجن نہیں ہی جسکو ازوت بھی کہتے ہیں مگر حیوانات میں ہی اور یہہ بھی

رَبَّنَا هٰؤُلَاۤءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ

ایک هوائي سیال جسم هی مگر اسکي یهه خاصیت هی که اگر کسي جگهه صرف نوتریجن بهري هو اور وهاں آدمي جاوے تو في الفور مرجاتا هی جیسا که غله کي کهتي میں یا کسي پرانے اندهے کنوئیں میں دفعةً اوترنے سے آدمي مرجاتے هیں *

یهه تمام امور جو هم نے بیان کیئے هیں امور مسلمه میں سے هیں جو علم زوالوجي یعني علم الحیوانات اور علم کمسٹري یعني علم کیمیا سے بخوبي ثابت هیں مگر جو فرق که جسم نباتي اور جسم حیواني میں اوپر بیان هوا هی اسپر هم زیاده غور کرني چاهتے هیں — همکو بالتحقیق اسبات پر غور کرني هی که حیوانات میں جو حرکت اور اراده اور اختیار اور ادراک اور خیال اور ایک طرح کي دانائي پائي جاتي هی اسکا کیا سبب هی *

هم تسلیم کرتے هیں که نباتات کے جسم کے ماده میں تین عنصر هیں کاربون — اکسیجن هیدروجن — اور حیوانات کے جسم کے ماده میں ایک چوتها عنصر نتروجن بهي هی مگر یهه تمام عنصر اُنکے جسم کي بناوٹ کا ماده هیں اُس سے یهه ثابت نهیں هوتا که وه اُن افعال کے بهي باعث هیں جو حیوانات سے بالتخصیص علاقه رکهتے هیں اور جن پر هم غور کرني چاهتے هیں کیمسٹري سے ثابت هوا هی که نتروجن میں کچهه کیمیاوي قوت نهیں هی اور نه وه معاون زندگي هی صرف اتني بات هی که جانوروں کے گوشت کے ریشوں میں پائي جاتي هی *

یهه سچ هی که حیوانات کے اعضا میں ایک ایسا عضو هی جو غذا کو اس طرح پکا دیتا هی که اعضا کے تغذیه اور نمو کے لائق هوجاوے نباتات میں ایسا کوئي عضو نهیں هی اور اسکي وجهه ظاهر هی که نباتات اپني جڑ کے ریشوں سے اور اُسکے پتے اور تهنیاں هوا سے وهي ماده جذب کرتے هیں جو غذا و نمو کے لائق هی اور اسلیئے اُن میں کسي ایسے عضو کے هونے کي ضرورت نهیں — برخلاف حیوانات کے که وه ایسي غذا کهاتے هیں جن میں علاوه ماده تغذي و نمو کے اور فضول ماده بهي شامل هوتا هی اور اسلیئے ایسا ایک عضو بنایا گیا هی جو ماده تغذي و نمو کو فضول ماده سے جدا کردے مگر اُسکے جدا هوجانے کے بعد حیوان کي وهي حالت هوتي هی جو نباتات کي شروع تغذیه میں تهي اور اسلیئے یهه تصور نهیں هوسکتا که حیوان میں اُس عضو کا هونا اُن افعال کا باعث هی جو بالتخصیص حیوانات سے علاقه رکهتے هیں *

حیوانات کے جسم کي بناوٹ میں ایک بهت بڑا نساجال اعصاب کا هی جسکا مرجع

اے پروردگار ہمارے اُنہوں نے ہمکو گمراہ کیا تہا پہر دے اُنکو دوگنا عذاب آگ سے

ایک مرکز عام یعني دماغ کي طرف ہی اور وہ تمام افعال حیوانات کے جن پر ہم غور کرنا چاہتے ہیں اسي کي طرف منسوب کیئے جاتے ہیں لیکن یہہ افعال اُن سے صرف بحیثیت اُنکے اعضا ہونے کے تو منسوب نہیں ہوسکتے اور نہ صرف بحیثیت اُنکے مادہ کے کیونکہ تمام جسم حیوانات میں وہي عناصر موجود ہیں مگر مختلف ترکیب پانے سے مختلف مادہ اور مختلف صورت پیدا ہوتي ہی پس صرف بحیثیت مادہ جو اختلاط عناصر سے پیدا ہوتا ہی وہ افعال منسوب نہیں ہوسکتے *

اب ہمکو یہہ دیکھنا ہی کہ عناصر یعني کاربن اکسیجن ہیدروجن نوتریجن کي ترکیب سے کیا حالت پیدا ہوسکتي ہی — عناصر آپس میں ملکر ایک دوسري صورت کا جسم پیدا کرلیتے ہیں مثلاً جب اکسیجن اور ہیدروجن مقدار معینہ سے باہم مل جاویں تو ایک دوسري صورت کا جسم رقیق سیال پیدا ہوجاتا ہی جسکو پاني کہتے ہیں مگر اُس میں کوئي ایسي صفت جو مادہ کي حیثیت سے بڑہکر ہو پیدا نہیں ہوتي — عناصر کي ترکیب سے ایک جسم غیر میں یا اُسي جسم میں جو اُن عناصر سے بنا ہی حرارت پیدا ہوجاتي ہی اور جب تک وہ ترکیب قایم رہے وہ حرارت بہي قایم رہتي ہی — عناصر کي ترکیب سے جسم میں ایک خاص قسم کے مادہ کي یا دوسرے جسم کے جذب کرنے کي قوت پیدا ہوجاتي ہی جیسیکہ مقناطیس میں لوہے کي کشش اور نباتات و حیوانات میں دیگر اقسام کے عناصر اور مادہ کے جذب کي قوت پیدا ہوتي ہی — عناصر کي ترکیب سے ایک ایسا جسم پیدا ہوجاتا ہی جو جوش میں (یعني متحرک) رہے یعني خود اُسکے اجزا حرکت میں رہیں جب تک کہ وہ ترکیب اُس میں باقي رہے جیسیکہ تیزابوں کے ساتھہ دوسري چیزوں کے ملانے سے پیدا ہوتي ہی — عناصر کي ترکیب سے ایک قوت مخفیہ جو اجسام میں ہی ظاہر ہوجاتي ہی اور دیگر اجسام سے جذب کرکے ایک جگہہ لے آتي ہی جیسیکہ اعمال برقي سے ظہور اور اجتماع برق کا ہوتا ہی — ترکیب عناصر سے یا اُن اجسام کي ترکیب سے جو عناصر سے بنے ہوئے ہیں ایک جسم ہوائي سیال پیدا ہوتا ہی جو دکھائي بہي دیتا ہی اور کبہي ایسا لطیف ہوتا ہی جو دکہائي بہي نہیں دیتا *

اکثر اطباء اور حکماء کا یہہ خیال ہی کہ جسم حیواني میں جو ترکیب عناصر سے بنا ہی اور جس میں مختلف قسم کے اعضا ہیں اُس ترکیب کے سبب ایک جسم ہوائي پیدا ہوا ہی جو باعث تہیج ہی جو سبب ہی حیوانات میں ارادہ پیدا ہونے کا اور ترکیب اعضا

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝

سے حرکت کے ظہور میں آیگا اور یہی جسم سیال ہوائي باعث ہی انسان کي زندگي کا اور اسیکو بعضوں نے روح حیواني اور بعضوں نے مطلق روح اور بعضوں نے نسمہ سے تعبیر کیا ہی اور نتیجہ اسکا یہہ سمجھا ہی کہ جب ترکیب جسم حیواني کي اس جسم سیال کے قایم رہنے کے قابل نہیں رہتي تو وہ حالت موت سے تعبیر کي جاتي ہی اور اسکا صریح نتیجہ یہہ ہی کہ جسم کے معدوم ہونے یا اُسکي حالت قابل قایم رکھنے اُس جسم سیال کے معدوم ہونے کے ساتھہ وہ جسم سیال بھي معدوم ہوجاتا ہی یعني وہ روح بھي فنا ہوجاتي ہی *

مگر ہم کو اس میں یہہ کلام ہی کہ تمام آثار جو ترکیب عناصر سے پیدا ہوتے ہیں وہ سب یکساں ہوتے ہیں مثلاً مقناطیس اُس میں بسبب ترکیب عناصر کے لوہے کي جذب کي قوت پیدا ہوئي ہی تو اب یہہ نہیں ہوسکتا کہ کبھي وہ اُسکو جذب کرے اور کبھي جذب نکرے ـــ یا جب ہم نے ایسے عناصر کو یا اجسام مرکبہ عناصر کو آپس میں ترکیب دیا جو برق کے مہیج ہیں تو یہہ نہیں ہوسکتا کہ کبھي برق مہیج ہو اور کبھي نہو ـــ یا اجسام نباتي جبکہ وہ اپني ٹھیک حالت میں ہیں اُن سے یہہ نہیں ہوسکتا کہ مادہ غذائي کو اپني جڑوں اور ٹہنیوں اور پتوں سے جب چاہیں جذب کریں اور جب چاہیں جذب نکریں غرضکہ جو آثار جس جسم میں بوجہہ ترکیب عناصر پیدا ہوتے ہیں وہ آثار اُس جسم سے کبھي منفک نہیں ہوتے اور اُس جسم کے اختیار میں یہہ بات نہیں ہوتي کہ جب چاہے اُن آثار کو ظاہر ہونے دے اور جب چاہے اُنکو ظاہر نہونے دے *

اسکا ثبوت زیادہ تر اُس قسم کي نباتات پر غور کرنے سے بخوبي حاصل ہوتا ہی جسکو جاندار نبات خیال کیا جاتا ہی ـ ایک درخت جو چھوئي موئي یا لجائي کے نام سے مشہور ہی ـــ صرف چھونے سے اُسکے پتے سکڑ جاتے ہیں اور ٹہني گر پڑتي ہی اور تھوڑي دیر کے بعد پھر پتے کشادہ اور ٹہني اپني اصلي حالت پر آجاتي ہی ـــ امریکا میں ایک اور درخت پایا گیا ہی جسکو مذبنہ کہتے ہیں اُسکے پھول کي پنکھریوں پر جب مکھي یا بھنگا آکر بیٹھتا ہی تو پنکھریاں بند ہوجاتي ہیں اور اُس جانور کو پکڑ لیتي ہیں یہاں تک کہ وہ مرجاتا ہی مگر اُن سے یہہ کبھي نہیں ہوتا کہ اُسکو چھوئیں اور پتے نہ سکڑیں اور ٹہني نہ گرے یا مکھي اور بھنگا اُس پھول کي پنکھڑي پر بیٹھے اور وہ اُسکو نہ پکڑلے *

بعض پاني کي نباتات ایسي معلوم ہوئي ہیں جن پر شبہہ حرکت ارادي کا پیدا ہوتا ہی چنانچہ ایک قسم کي نبات تاگے کي مانند ہی وہ ایک دوسرے سے ملنے کو حرکت

(خدا) کہیگا هر ایک کے لئے دوگنا هی ولیکن تم نہیں جانتے

هوتي هی تاکه أنکے ملنے سے پیدایش أنکی هو مگر یہه کیفیت صرف قوت جاذبه سے بهي پیدا هوتي هی اُسپر حرکت ارادي کا اطلاق نہایت مشتبه هی خصوصاً جبکه وہ پاني پر تیرتي هیں *

پاني میں پیدا هونے والي ایک اور نبات هی جب وہ اُس نبات سے جس سے پیدا هوتي هی علاحدہ هوتي هی تو اور نبات کے پیدا کرنے پر مستعد رهتي هی اور متحرک رهتي هی اور جب اُس میں قوت حرکت نمو جاتي رهتي هی تو اُس میں سے اُسي قسم کي نبات پیدا هوتي هی مگر نہایت مشتبه هی که اُسکي حرکت کو حرکت ارادي تصور کیا جاوے — اجتماع اور ترکیب عناصر سے تحرک پیدا هوتا هی جیسا که هم نے اوپر بیان کیا اور جبکه وہ جسم پاني پر هو تو اُسکا تحرک اُسکو ایک مقام سے دوسرے مقام پر بهي لیجاسکتا هی مگر اُسپر حرکت ارادي کا اطلاق یقیني طور پر نہیں هوسکتا *

حیوان کے بعض افعال ایسے هیں جو صرف ترکیب عناصر کا نتیجه نہیں هوسکتے مثلاً ارادہ اور اختیار که جس کام کو چاهے کرے اور جس کام کو چاهے نکرے اگر کسي کام کے کرنے کا ارادہ صرف نتیجه ترکیب عناصر کا هوتا تو اُسکا کرنا امر طبعي هوتا اور اسلیئے اُسکا نکرنا امر خلاف طبع هوتا جسکا محال هونا بدیهي هی — علاوہ اِسکے حیوانات میں بہت سے ایسے انکشافات هیں جنکا صرف ترکیب عناصر سے هونا ناممکن هی مثلاً حیوان کي آنکهه کا ترکیب عناصر اور ترتیب طبقات سے بنا اور اُس میں اُن چیزوں کي صورت کا جو اُسکے سامنے هوں شعاع کے سبب منقش هونا یقیني امر هی مگر اُسکا اُن اشیاء کو پہچانا اور دوست و دشمن میں تمیز کرنا صرف ترکیب عناصر سے نہیں هوسکتا — علاوہ اسکے خیال ایک ایسا امر هی که کوئي دلیل اور کوئي ترکیب کیمیاوي کا اصول اسبات پر قایم نہیں هوسکتا که صرف عناصر کي ترکیب کیمیاوي کا وہ نتیجه هی بلاشبهه صانع نے ان کاموں کے جدا جدا اعضا بنائے هیں جو عناصر کي ترکیب کیمیاوي سے بنے هیں مگر کوئي دلیل نہیں هی که صرف وهي علت تمام اُن امور کے هیں — غرضکه یہه سب امور جنکو هم ایک مختصر لفظ تعقل سے تعبیر کرتے هیں صرف ترکیب کیمیاوي عناصر کا نتیجه نہیں هی — هم عناصر میں فرداً فرداً کوئي ایسے آثار نہیں پاتے جس سے یہه امر ثابت هو که عناصر میں تعقل اور اختیار هی اور جب اُن میں یہه صفت حالت انفراد میں نہیں هی تو حالت ترکیب میں بهي وہ صفت اُنسے پیدا نہیں هوسکتي کیونکه اختیار اور عدم اختیار

وقالت اولهم لاخريهم

دو مخالف صفتیں ہیں اور جو صفت کہ اجزا میں نہیں ہی تو اُسے جو چیز کہ مرکب ہو اُس میں بھی نہیں ہوسکتی یعنی کوئی جنس جو غیر جنس طبیعت اجزا ہو وہ اُس شی میں جو اُن اجزا سے مرکب ہی حاصل نہیں ہوتی *

جبکہ ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ بعض افعال حیوانات کے ایسے ہیں جو صرف عناصر معلومہ کی ترکیب کا نتیجہ نہیں ہیں تو ہمکو ضرور تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ حیوان میں کوئی اور ایسی شی ہی جو تعقل کا باعث ہی اور اس نتیجہ پر ہم لازمی طور پر پہونچتے ہیں اور اس لیئے حیوانات میں اُس شی کے ہونے کا لازمی طور پر یقین کرتے ہیں اور اُسی شی کو جو وہ ہو ہم روح کہتے ہیں *

اب یہہ سوال ہوتا ہی کہ وہ کیا چیز ہی مگر اس سوال کا جواب انسان کی فطرت سے باہر ہی۔ انسان کی فطرت صرف اسقدر ہی کہ وہ اشیاء کے وجود کو ثابت کرسکتا ہی خواہ وہ اشیاء محسوس ہوں یا غیر محسوس مگر اُنکی حقیقت کا جاننا اُسکی فطرت سے خارج ہی کسی شی کی بھی حقیقت انسان نہیں جانتا اُن اشیاء کی بھی حقیقت نہیں جانتا جو ہردم اُسکے سامنے یا اُسکے استعمال میں ہیں مثلاً پانی انسان یہہ ثابت کرسکتا ہی کہ پانی موجود ہی مگر اُسکی حقیقت نہیں بتاسکتا زیادہ سے زیادہ یہہ ہی کہ اُسکے اجزا کی اگر اُس میں ہوں تشریح کرسکتا ہی اور پھر اُن اجزا کی حقیقت نہیں بیان کرسکتا وہ کہہ سکتا ہی کہ پانی میں اکسیجن اور ہیڈروجن ہی جب پوچھو کہ اکسیجن اور ہیڈروجن کیا چیز ہی تو اُسکی حقیقت نہیں بتاسکتا پس جبکہ انسان اُن چیزوں کی حقیقت نہیں جان سکتا جو اسقدر عام ہیں اگر وہ روح کی ماہیت بھی بعد اسکے کہ اُسکے وجود کو ثابت کرچکا ہی نہیں بیان کرسکتا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہی *

جو چیز کہ ہمارے تجربہ سے خارج ہی جیسیکہ روح اُسکی نسبت بجز اسکے کہ دلیل یا قیاس سے کوئی امر کہیں حسب مقتضاے فطرت انسانی اور کچھہ کر نہیں سکتے مگر جب ہمکو اُسکا وجود حیوانات میں ثابت ہوا ہی اور وہ ایسا وجود ہی کہ جس سے تمام افعال جو حیوانی افعال میں اعلی ترین افعال بلکہ مخصوص بالحیوانات ہیں اُسیکے سبب سے ہیں تو ہمکو تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ ضرور ہی کہ وہ ایک شی الطف اور جوہر قایم بالذات ہو اور اسی لیئے ہم روح کو ایک جسم لطیف جوہر قایم بالذات تسلیم کرتے ہیں — کیونکہ ہمکو یہہ بات ثابت نہیں ہوئی ہی کہ کوئی اور جسم بطور جوہر کے

اور کہینگی اُن میں کے پہلی اپنی دوسری کو

موجود هی اور روح اُسکے ساتھہ قایم هی بلکه همکو صرف روح کا وجود ثابت هوا هی بغیر وجود کسي دوسرے وجود کے اور اسلیئے لازم هی که اُسکو جوهر تسلیم کیا جاوے نه عرض *

مذهب اسلام نے روح کا موجود هونا بیان کیا مگر اُسکي حقیقت بیان نهیں کی خدا تعالی کے اس قول کي نسبت که "قل الروح من امر ربي" علماء نے دو قسم کی گفتگو کي هی بعضوں کي راے هی که حقیقت روح سے بحث کرنا جایز نهیں رکھا گیا هی اور بعضوں کي یهه راے هی که روح کے قدیم یا حادث یعني مخلوق هونے کي نسبت جو مباحثه تها اُسکا جواب هی — بهر حال اُس سے کوئي مطلب سمجها جاوے مگر جو تفصیل که همنے اوپر بیان کي اُس سے ظاهر هوتا هی که حقیقت روح کا جاننا بلکه هرایک شی کي حقیقت کا جاننا فطرت انساني سے خارج هی — قران مجید تمام اُن چیزوں کي حقیقت کے بیان سے جنکا جاننا فطرت انساني سے خارج هی انکار کرتا هی اسیطرح حقیقت روح کو بهي بیان نهیں کیا — عام چیزوں کي نسبت کثرت استعمال و مشاهده کے باعث لوگوں کا خیال کمتر رجوع هوتا هی حالانکه وه اُن عام چیزوں کی حقیقت بهي کچهه نهیں جانتے اگر وه لوگ جنهوں نے روح کی نسبت سوال کیا تها پاني اور مٹي کی نسبت سوال کرتے تو خدا تعالی یهی فرماتا که یسئلونک عن الماء والطین قل الماء والطین من امر ربي غرضکه ماهیت اشیاء کا جاننا انساني فطرت سے خارج هی *

جبکه هم روح کو ایک جوهر تسلیم کرتے هیں تو اُس کے مادي یا غیر مادي هونے پر بحث پیش آتي هی — مگر جبکه همکو اُس کي ماهیت کا جاننا نا ممکن هی تو درحقیقت یهه قرار دینا بهي که وه مادي هی یا غیر مادي نا ممکن هی دنیا میں بهت سی چیزیں موجود هیں جو باوجود اس کے که وه محسوس بهي هوتي هیں اور اُن کے مادي یا غیر مادي هونے کي نسبت فیصله نهیں هوسکتا — مثلاً هم ایک شیشه کے پئے کے ذریعه سے الکٹرسٹي یعني بجلي نکالتے هیں اور وه نکلتي هوئي محسوس هوتي هی اور ٹهوس اجسام میں سرایت کرجاتي هی — انسان کے بدن سے گذرجاتي هی — بعض ترکیبوں سے ایک بوتل میں یا انسان کے بدن میں محبوس هوجاتي هی — بعض ٹهوس اجسام ایسے هیں جن میں نفوذ نهیں کرسکتي — مگر اُس کي ماهیت کا اور یهه که وه شی مادي هی یا غیر مادي تصفیه نهیں هوسکتا طرفین کي دلیلیں شبهه سے خالي نهیں — یهي حال روح کے مادي یا غیر مادي قرار دینے کا هی لیکن اگر وه کسي قسم کے ماده کي هو یا هم اُس کو

فما کان لکم علینا

کسي قسم کي مادي تسلیم کرلیں تو کوئي نقصان یا مشکل پیش نہیں آتی — البتہ اس قدر ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ جن اقسام مادوں سے ہم واقف ہیں اُس کا مادہ اُن اقسام کے مادوں سے نہیں ہی کیونکہ اُن سے منفرداً یا مجموعاً اُن افعال کا صادر ہونا ثابت نہیں ہوتا ہی جو افعال کہ روح سے صادر ہوتے ہیں *

شاہ ولي اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہی کہ تمام حیوانات میں بسبب اختلاط اخلاط کے قلب میں بخار لطیف پیدا ہوتا ہی جس کو حرارت غریزي کہتے ہیں اُسي سے حیوان کي زندگي ہی جب تک وہ پیدا ہوتا رہتا ہی حیوان زندہ رہتا ہی جب اُس کا پیدا ہونا بند ہوجاتا ہی حیوان مرجاتا ہی اُس کي مثال ایسي ہی جیسے گلاب کے پھول میں نمي یا کوئلے میں آگ (اس زمانہ کے موافق ٹھیک مثال یہہ ہی کہ جیسے اجسام میں الکٹرسٹي) مگر یہہ بخار متولدہ من الاخلاط روح نہیں ہی — بلکہ یہہ بخار جسکو وہ نسمہ قرار دیتے ہیں روح کا مرکب ہی اور روح کو اُس سے متعلق ہونے کے لیئے مادہ ہی — پس روح اس نسمہ سے متعلق ہوتي ہی اور بذریعہ اس نسمہ کے جسم سے *

اس دعوے کي دلیل وہ یہہ لاتے ہیں کہ ہم ایک بچہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہوتا ہی اور بڈھا ہوتا ہی اور اُس کے بدن کے اخلاط اور وہ روح یعني نسمہ جو ان اخلاط سے پیدا ہوتي ہی ہزاروں دفعہ بدلتے رہتے ہیں — وہ بچہ چھوٹا ہوتا ہی پھر بڑا ہوجاتا ہی کبھي گورا رنگ نکلتا ہی کبھي کالا پڑجاتا ہی — جاہل ہوتا ہی پھر عالم ہوجاتا ہی اسیطرح بہت سے اوصاف بدلتے رہتے ہیں مگر وہ وہي رہتا ہی جو تھا — اگر کسي شخص میں ہم ان اوصاف کے بقا کا یقین نکریں تو بھي اُس شخص کے بقا کا یقین کرتے ہیں پس وہ شخص اُس کے سوا ہی — اور جو چیز کہ اُس کے سبب سے یہہ ہی وہ نہ وہ روح ہی یعني نسمہ اور نہ یہہ بدن ہی اور نہ یہہ تشخصات ہیں جو ابتداءً خیال میں آتے ہیں بلکہ وہ حقیقي روح ہی — وہ چھوٹے کے ساتھہ بھي اسیطرح ہی جیسیکہ بڑے کے ساتھہ ہی — کالے کے ساتھہ بھي اسیطرح ہی جسطرح کہ گورے کے ساتھہ ہی (انتھي ملخصا) —

غرضکہ جسقدر غور کیجاوے حیوان میں علاوہ عناصر مرکبہ کے اور جو نتیجہ اُس ترکیب سے حاصل ہوتا ہی ایک اور شي بھي پائي جاتي ہی جس سے ارادہ اور تعقل اور ایجاد اور ترقي مراتب تعقل میں صادر ہوتي ہی اور اُسي شي کو ہم روح کہتے ہیں *

پھر کیا تھی تمھارے لئیے ہم پر

المسئلة الثانية

روح الانسان و سایر الحیوانات من جنس واحد

بے شک میں اس بات کا قایل ہوں کہ انسان میں اور تمام حیوانات میں ایک ہی سی روح ہی — انسان میں بھي بسبب ترکیب اخلاط کے ایک قسم کي روح حیوانی پیدا ہوتي ہی جس کو نسمہ سے تعبیر کیا ہی اور روح حقیقي جو ما نحن فیہ ہی اُس سے متعلق ہوتي ہی — اسي طرح تمام حیوانات میں بھي ترکیب اخلاط سے روح حیواني پیدا ہوتي ہی — ہم حیوانات میں بھي تعقل اور ارادہ پاتے ہیں پس کوئي وجہہ نہیں ہی کہ ہم اُن میں بھي روح کا ہونا تسلیم نکریں — اور کوئي دلیل ہمارے پاس ایسي نہیں ہی جس سے ہم انسان کی روح کو اور جنس سے اور حیوانات کي روح کو اور جنس سے قرار دے سکیں — اور اس لئیے ہم انسان میں اور حیوانات میں ایک ہي جنس کي روح کے ہونے کو تسلیم کرتے ہیں *

المسئلة الثالثة

لم لا یصدر من سایر الحیوانات ما یصدر من الانسان و لم احد هما مکلف والاخر غیر مکلف

جبکہ ہم نے روح کو سبب تعقل و ارادہ تسلیم کیا ہی تو اُس سے ضرور لازم آتا ہی کہ روح في نفسہ مدرک و ذي‌ارادہ اور مصدر افعال ہی مگر یہہ بات ثابت نہیں ہوئي کہ جبکہ وہ مجرد نسمہ سے اور نسمہ مجرد جسم سے ہو تب بھي اُس سے افعال صادر ہوتے ہیں — مثلاً ہم کسي درخت کے تخم کو خیال کریں کہ اُس میں بلاشبہہ مادہ ٹہنیوں اور پتوں اور پھلوں کا موجود ہی مگر حالت موجودہ میں اُس سے کوئي چیز حاصل نہیں ہوسکتي اسي طرح روح میں تعقل اور ارادہ موجود ہی الا جب تک کہ اُس کا تعلق نسمہ سے اور نسمہ کا تعلق بدن سے نہو اُس سے وہ افعال صادر نہیں ہوسکتے — صدور افعال کے لئیے جسم کي ضرورت ہی پس اُس جسم کي جس قسم کي بناوٹ ہوگي اُسي قسم کے افعال اُس سے صادر ہونگے — اس کي مثال بعینہٖ ایسي ہی جیسے دخان اور دخاني کل — دخاني کل

من فضل

کے تمام پرزوں کو حرکت دینے والی صرف ایک چیز ہی یعنی † دخان مگر جس قسم کے پرزے بنائے گئے ہیں اُسی قسم کے افعال اُن سے صادر ہوتے ہیں – اسیطرح گو انسان اور حیوان میں ایک جنس کی روح ہی مگر ہر ایک سے بمقتضاے اُسکی صورت نوعیہ کے افعال صادر ہوتے ہیں – انسان کے اعضا کی بناوٹ میں بھی ایک دوسرے سے کچھہ فرق ہی اور یہی سبب ہی کہ بعض انسانوں سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں جو دوسرے سے صادر ہونے ممکن نہیں ہیں – ایک کی آواز نہایت دلکش ہی دوسرے کی نہایت مہیب نہ وہ اپنی آواز کو مہیب کرسکتا ہی اور نہ یہہ اپنی آواز کو دلکش بناسکتا ہی – ایک کے دماغ کی بناوٹ علوم دقیقہ کے ایجاد کرنے کے لایق ہی دوسرے کے دماغ کی بناوٹ عام بات کے سمجھنے کے بھی لایق نہیں – پس روح سے افعال مطابق بناوٹ اُس جسم کے صادر ہوتے ہیں جس سے وہ متعلق ہی اور یہی سبب ہی کہ جو کچھہ انسان کرسکتا ہی وہ حیوان نہیں کرسکتے بلکہ بہت سے ایسے امر ہیں کہ ایک انسان کرسکتا ہی دوسرا انسان نہیں کرسکتا اور جو حیوان کرسکتا ہی وہ انسان نہیں کرسکتا پس یہہ تفاوت اُن آلات کا ہی جن کے وسیلہ سے افعال روح کے صادر ہوتے ہیں ٭

ہم دیکھتے ہیں کہ حیوانات کی بناوٹ اُس قسم کی ہی کہ اُس سے نہایت محدود افعال صادر ہوسکتے ہیں اور وہ بھی اکثر ایسے ہیں جو اُنکی زندگی کے لیئے ضرور ہیں اور اُس تمام نوع کے ایک ہی قسم کے افعال ہوتے ہیں اور قریباً وہ سب افعال ایسے ہوتے ہیں کہ بلا تعلیم و اکتساب اُن کو حاصل ہوجاتے ہیں – اُن سے کوئی افعال ایسے صادر نہیں ہوسکتے جن سے روح کی ترقی یا تنزل کو کچھہ تعلق ہو اور اُن سے روح کو اکتسابؔ سعادت یا شقاوت حاصل ہو اور اسی سبب سے وہ مکلف نہیں ہیں برخلاف انسان کے کہ اُسکی بناوٹ ایسی ہی جس سے افعال غیر محدود صادر ہوسکتے ہیں اُن میں ترقی ہوسکتی ہی اُن میں تنزل آجاتا ہی ایک انسان سے کسی قسم کے ایک سی قسم کے افعال صادر ہوتے ہیں وہ علوم عقلیہ اور الہیہ کا انکشاف کرسکتا ہی اُس کے ادراکات اور انکشافات کی کوئی حد نہیں ہی – اُس سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں جو روح کے لیئے باعث اکتساب سعادت یا شقاوت ہوتے ہیں اور یہی وجہہ ہی کہ وہ مکلف ہی ٭

---

† دخان کے لفظ کا استعمال اس جگہہ صحیح نہیں ہی بلکہ بھاپ کا استعمال زیادہ مناسب تھا مگر چونکہ عموماً دخانی کل عام لوگوں میں مشہور ہی اس لیئے اُسی لفظ کا استعمال کیا ہی –

المسئلة الرابعة

ان للروح اکتساب سعادة و شقاوة

یہہ مسئلہ بلاشبہہ نہایت دقیق مسئلہ ہی اُسکے ثبوت کے لیئے عینی دلیل کا ہونا قانون قدرت کے برخلاف ہی مگر اُس کے لیئے ایسی قیاسی دلیلیں موجود ہیں جو اسبات پر یقین دلاسکتی ہیں کہ روح سعادت یا شقاوت کا اکتساب کرتی ہی *

یہہ امر تسلیم ہوچکا ہی کہ تعقل اور ارادہ روح کا خاصہ ہی — اب ہم دیکھتے ہیں کہ انسان اُن چیزوں کو اکتساب کرتا ہی جو اُس میں پہلے نہ تھیں — وہ جاہل ہوتا ہی پھر علوم کا اکتساب کر کے عالم ہوجاتا ہی – وہ حقایق اشیاء کو جہاں تک کہ اُنکا جاننا قانون قدرت کی روسے ممکن ہی نہیں جانتا پھر تجربہ اور تحقیقات سے اُنکا اکتساب کرلیتا ہی – جبکہ وہ پیدا ہوا تھا اُس کے خیالات بالکل سادے حیوان کی مانند تھے رفتہ رفتہ وہ مختلف باتوں کو اکتساب کرتا جاتا ہی جس سوسئیٹی میں وہ پرورش پاتا ہی اُسکی تمام مادی و غیر مادی عادتیں اور خیالات کو اکتساب کرلیتا ہی *

ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بعضی دفعہ نہایت نجس اور ناپاک میلا کچیلا سور کی مانند زندگی اختیار کرتا ہی اور کبھی نہایت صفائی اور ستھرائی اور اوجلے پنے سے زندگی بسر کرتا ہی *

یہہ بھی دیکھتے ہیں کہ کبھی اُس میں نہایت سفاک اور بے رحم عادتیں ہوتی ہیں وہ خونخوار ہوتا ہی مردم آزاری کرتا ہی تمام قوای بہیمیہ اُسپر ایسا غلبہ کرتے ہیں کہ وہ ایک حیوان درندہ بصورت انسان ہوجاتا ہی — کبھی اُس میں ایسی صلاحیت اور نیکی رحم اور تواضع برد باری اور سب کے ساتھہ محبت و ہمدردی پیدا ہوتی ہی کہ ایک فرشتہ بصورت انسان دکھائی دیتا ہی — ان تمام فضایل اور رزایل کو وہی شے اکتساف کرتی ہی جس کا خاصہ تعقل و ارادہ ہی یعنی روح کیونکہ انسان کا جسم اور تمام اعضاے اندرونی تو برابر تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور اس لیئے یہہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ تعقل و ارادہ اُن اعضا کا خاصہ تھا – یہہ ایسی واضح دلیل ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ روح سعادت و شقاوت کا اکتساب کرتی ہی اور اُس کی حالت بمناسبت اُس کے جسکا اُس نے اکتساب کیا ہی تبدیل ہوجاتی ہی – فسعیدان اکتسب سعادة وشقی ان اکتسب شقاوة *

فَذُوقُوا الْعَذَابَ

المسئلة الخامسة

ان الانسان موت فما حقیقة الموت و للروح بقاء بعد مفارقة الابدان

امور هی که هم اور همارے اس کتاب کے پڑهنے والے ضرور ایک دن اس کي واقعي حقیقت سے واقف هونے والے هیں مگر اس زندگي میں جسقدر که موت کا حال معلوم هوسکتا هی وه یهه هی که اخلاط کے تغیر یا کسي ایسے عضو میں نقصان پهونچنے کے سبب جس سے اُن بخارات کي تولید یا بقا کو زیاده تعلق هی جو ترکیب اخلاط سے پیدا هوتے هیں اور جنکو نسمه سے تعبیر کیا هی اُن کي تولید موقوف هوجاتي هی اور موجوده مضمحل هوجاتے هیں اُس وقت انسان یا حیوان مرجاتا هی اور روح جسکو ابدان سے تعلق اُسے نسمه کے سبب سے تها جسم سے علاحده هوجاتي هی *

مگر غور طلب یهه بات هی که جسقدر زمانه تک روح کو نسمه سے مصاحبت رهي هی اُس سے کچهه تاثر روح میں هوتا هی یا نهیں اور اگر هوتا هی تو بعد مفارقت ابدان وه تاثر اُس میں باقي رهتا هی یا نهیں ــــ هم دنیا میں دیکهتے هیں که تمام اجسام لطیف جب آپس میں ملتے هیں تو ایک اَوْر قسم کا جسم حاصل کراتے هیں ــــ اگر کیمیاوي ترکیب پر خیال کیا جاوے تو تمام اجسام سخت سے سخت و ثقیل سے ثقیل کي ترکیب صرف اجسام لطیف هوائي سے هی جنکو علم کیمیا میں گیاس یا بخارات سے تعبیر کیا هی ــ پهر کوئي وجهه نهیں پائي جاتي که روح کو نسمه کے ساتهه ملنے سے تاثر نهوا هو اور اُس نے کوئي جسم جو اُس کے پهلے جسم سے کسي امر میں مختلف هو حاصل نکیا هو ــــ اس کے تسلیم کے بعد کوئي وجهه نهیں پائي جاتي که بدن سے مفارقت کرنیکے بعد پهر فی‌الفور روح کا وه جسم بهي جو اُس نے نسمه کي مصاحبت سے حاصل کیا هی تحلیل هوجاوے ــــ نتیجه اس تقریر کا یهه هی که روح نسمه کي مصاحبت سے ایک اَوْر جسم لطیف حاصل کرتي هی اور وه جسم روح اور نسمه سے ترکیب پایا هوا هوتا هی اور بدن سے مفارقت کرنیکے بعد بهي وه جسم علی حاله باقي رهتا هی گو بعد کو روح کا کسي وقت نسمه سے علاحده هو جانا بهي ممکن هو کیونکه جن اسباب سے دو جسم لطیف آپس میں ملکر ایک نیا جسم پیدا کرتے هیں وه دیگر اسباب سے تحلیل بهي هوجاتے هیں یعني ایک دوسرے سے علاحده بهي

پهر چکهو عذاب کو

هوجاتے هیں پس یهي حال روح و نسمه کا هوتا هی — هوا میں پهولوں کے اجزاء لطیف ملنے سے تمام هوا خوشبو دار اور غلیظ چیزوں کے اجزاء رقیق ملنے سے بدبو دار هوجاتي هی اور پهر وه اجزا تحلیل هوجاتے هیں اور هوا علی حاله صاف ره جاتی هی- اسي طرح وه اجسام جو ترکیب کیمیاوي سے مرکب هیں دیگر اسباب و تاثرات سے تحلیل هوجاتے هیں پس روح و نسمه میں ترکیب کیمیاوي هوئي هو یا غیر کیمیاوي اُس کا تحلیل هونا ممکن هی *

جب روح کو ایک جسم لطیف جوهر مستقل بالذات تسلیم کیا جاوے جیسا که همنے تسلیم کیا هی تو اُس کا فنا هونا محالات سے هی تمام چیزیں جو دنیا میں موجود هیں کوئي بهي اُن میں سے معدوم نهیں هوتي صرف تبدیل صورت هوتي هی پاني آگ سے یا دهوپ کي تیزي سے خشک هوجاتا هی مگر معدوم نهیں هوتا صرف صورت کي تبدیل هوتي هی اکسیجن اور هیدروجن علاحده علاحده هوجاتے هیں اسیجن اکسیجن میں هیدروجن هیدروجن میں مل جاتي هی اور ایک ذره برابر بهي کوئي چیز معدوم نهیں هوتي پس روح کے معدوم هونے کي کوئي وجهه نهیں هی غایت ما فی الباب یهه هی که جب تمام اشیاء موجوده میں تبدیل صورت هوتي رهتي هی تو روح میں بهي تبدیل صورت هوتي هوگي — اس کي امتناع پر همارے پاس کوئی دلیل نهیں هی — مگر اُس کے تسلیم کرانے سے کوئي مشکل مذهب اسلام میں پیش نهیں آتي بلکه بعض خیالات کي جو اهل اسلام میں مروج هیں اور میري تحقیق میں اُن کي بنا کسي معتبر سند پر نهیں هی تائید هوتي هی — غرض که روح کے وجود کو تسلیم کرنے کے ساتهه هي اُسکے بقا کا تسلیم کرنا بهي لازم آتا هی *

المسئلة السادسة

ان سلمنا البقاء للروح فما حقیقة البعث والحشر والنشر

بعث و حشر و نشر کي حقیقت بیان کرنے سے پهلے یهه بیان کرنا چاهیئے که قیامت کے دن کائنات کا کیا حال هوگا اور قرآن مجید میں اُس کي نسبت کیا بیان هوا هی اور اُس کا مطلب کیا هی اس لیئے اولاً هم قیامت کا ذکر کرتے هیں *

بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾

قیامت

قیامت کے دن کائنات کا جو حال ہوگا وہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیتوں میں مذکور ہی *

۱ ـــ یوم تبدل **الارض** غیرالارض **والسموات** و برزوالله الواحدالقهار ـــ (۱۴ سورہ ابراهیم ـــ ۴۹) ـــ

۱ ـــ اُس دن بدل دی جاویگی زمین سواے اُس زمین کے اور بدل دیئے جاوینگے آسمان اور حاضر ہونگے سامنے خداے واحد قہار کے *

۲ ـــ یوم تکون **السماء** کالمهل و تکون **الجبال** کالعهن ـ (۷۰ سورہ المعارج ـ ۸ و ۹) ـــ

۲ ـــ جس دن کہ ہوگا آسمان تیل کی تلچھٹ کی مانند اور ہوویںگے پہاڑ رنگ برنگ کے اون کی مانند *

۳ ـــ یوم یکون **الناس** کالفراش المبثوث و تکون **الجبال** کالعهن المنفوش ـ (۱۰۱ سورہ القارعه ـــ ۳ و ۴) ـــ

۳ ـــ جس دن ہوجاوینگے آدمی پراگندہ تڈیوں کی مانند اور ہو جاوینگے پہاڑ رنگ برنگ کی دھنی ہوئی اُون کی مانند *

۴ ـــ کلا اذا دکت **الارض** دکا دکا وجاء ربک والملک صفا صفا ـ (۸۹ سورہ الفجر ۲۲ و ۲۳) ـــ

۴ ـــ جس وقت توڑی جاویگی زمین ریزہ ریزہ اور آویگا تیرا پروردگار اور فرشتے صف کے صف *

۵ ـــ فاذانفخ فی الصور نفخة واحدة وحملت **الارض والجبال** فدکتا دکة واحدة فیومئذ وقعت الواقعة **وانشقت السماء** فهی یومئذ واهیة والملک علی ارجائها ویحمل عرش ربک یومئذ ثمانیة ـ (۶۹ سورہ الحاقة ۱۳ ـــ ۱۷) ـــ

۵ ـــ پھر جب پھونکا جاویگا صور میں ایک دفعہ کا پھونکنا اور اُٹھائی جاویگی زمین اور پہاڑ پھر توڑے جاوینگے ایک دفعہ کے توڑنے سے پھر اُس دن ہو پڑیگی ہونے والی (یعنی قیامت) اور پھٹ جاویگا آسمان پھر وہ اُس دن ہو جاویگا ڈھیلا اور فرشتے ہونگے اُس کے کناروں پر اور اُٹھاوینگے تیرے پروردگار کے عرش کو اُن کے اوپر اُس دن آٹھ *

بسبب اُس کے جو تم کماتے تھے ۲۷

۶ — یوم ترجف **الارض** والجبال وکانت **الجبال** کثیبا مہیلا (۷۳ سورۃ المزمل ۱۴) —

۶ — اُس دن که کانپیگي زمین اور پہاڑ اور ہوجاوینگے پہاڑ ڈھیلے بھربھري ریت کے *

۷ — یوما یجعل **الولدان** شیبا **السماء منفطر** بہ (سورۃ مزمل ۱۷ و ۱۸) —

۷ — وہ دن که کریگا لڑکوں کو بڈھا آسمان پھٹ گیا ہوگا اُس دن میں *

۸ — ان یوم الفصل کان میقاتا یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا و **فتحت السماء** فکانت ابوابا و سیرت **الجبال** فکانت سرابا (۷۸ — سورۃ النبا ۱۷ — ۲۰) —

۸ — بیشک فیصله کے دن کا وقت مقرر ہی جس دن پھونکا جاویگا صور میں تو تم آؤگے گروہ گروہ اور کھولا جاویگا آسمان اور وہ ہو جاویگا دروازے اور چلائے جاوینگے پہاڑ پھر ہو جاوینگے چمکتي ریت کي مانند *

۹ — اذا **السماء انشقت** و اذنت لربہا و حقت و اذا **الارض** مدت و القت ما فیہا و تخلت و اذنت لربہا و حقت — (۸۴ — سورۃ انشقاق — ۱ — ۵) —

۹ — جس وقت که آسمان پھٹ جاویگا اور کان لگائے رہیگا اپنے پروردگار (کے حکم) پر اور وہ اسي لایق ہی اور جب که زمین پھیلائي جاویگي اور ڈال دیگي جو کچھہ اُس میں ہی اور خالي ہو جاویگي اور کان لگائے رہیگي اپنے پروردگار (کے حکم) پر اور وہ اسي لایق ہی *

۱۰ — فاذا **انشقت السماء** فکانت وردۃ کالدہان — (۵۵ — سورۃ الرحمن ۳۷) —

۱۰ — پھر جب پھٹ جاویگا آسمان تو ہوگا سرخ لعل رنگے ہوئے چمڑے کي مانند *

۱۱ — اذا **السماء** انفطرت و اذا **الکواکب** انتثرت و اذا **البحار** فجرت و اذا القبور بعثرت علمت نفس ما قدمت و اخرت — (۸۲ سورۃ انفطار — ۱ — ۵) —

۱۱ — جبکه آسمان پھٹ جاویگا اور جبکه تارے جھڑ پڑینگے اور جبکه سمندر پھوٹ بہینگے اور جبکه قبریں پھاڑي جاوینگي جان لیگي ہر جان جو کچھہ آگے بھیجا ہی اور پیچھے چھوڑا ہی *

۱۲ — اذا **الشمس** کورت و اذا **النجوم** انکدرت و اذا **الجبال** سیرت

۱۲ — جبکه سورج لپیٹا جاویگا اور جبکه تارے دھوندلے ہو جاوینگے اور جبکه پہاڑ چلائے جاوینگے اور جبکه دس مہینے کي گابھن

اِنَّ الَّذِیْنَ

و اذالعشار عطلت و اذالوحوش حشرت واذا **البحار** سجرت و اذالنفوس زوجت و اذالموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت واذا الصحف نشرت و اذا **السماء** کشطت و اذاالجحیم سعرت و اذالجنۃ ازلفت علمت نفس ما احضرت (۸۱ - سورۃ التکویر ۱ - ۱۴) --

اونٹنی بیکار چھٹی رهینگی اور جبکه وحشی جانور (آدمیوں کے ساتھہ) اکھٹے کیئے جاوینگے اور جبکه سمندر آگ کی مانند بھڑ کائے جاوینگے اور جبکه جانیں جوڑا جوڑا کی جاوینگی اور جبکه زندہ گاڑی ہوئی لڑکی پوچھی جاویگی که کس گناہ کے بدلے وہ ماری گئی اور جبکه اعمال نامے کھولے جاوینگے اور جبکه آسمان کی کھال کھینچی جاوگی اور جس وقت دوزخ دھکائے جاوینگے اور بہشت پاس لائے جاوینگے جان لیگی ہر جان که کیا حاضر لائی ہی *

۱۳ — اذا رجت **الارض** رجا و بست **الجبال** بسا فکانت هباء منبثا (۵۶ سورۃ الواقعہ ۴ - ۶) -

۱۳ — جبکه هلائی جاویگی زمین زور کے هلانے سے اور ذرہ ذرہ کیئے جاوینگے پہاڑ بہت چھوٹے چھوٹے ذرہ پھر هوجاوینگے پھیلے ہوئے غبار کی مانند *

۱۴ — وما قدروا الله حق قدرہ **والارض** جمیعا قبضته یوم القیامة **والسموات** مطویات بیمینه سبحانه و تعالی عما یشرکون - ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات و من فی الارض الا من شاء الله ثم نفخ فیه اخری فاذا هم قیاما ینظرون و اشرقت الارض بنور ربها و وضع الکتاب وجیء بالنبیین والشهداء و قضی بینهم بالحق و هم لا یظلمون (۳۹ سورۃ زمر ۶۷ - ۶۹) -

۱۴ — اور نہیں قدر کی اُنہوں نے الله کی حق اُس کی قدر کرنے کا اور ساری زمین اُسکی مٹھی میں هوگی قیامت کے دن اور آسمان لپٹے ہونگے اُس کے داهنے هاتھه پر پاک هی وہ اور برتر هی اُس سے که اُسکا شریک کرتے هیں — اور پھونکا جاویگا صور میں پھر بیہوش هو جاویگا جو آسمانوں میں هی اور جو زمین میں هی مگر جس کو چاهی خدا — پھر پھونکا جاویگا صور میں دوسری دفعه یکایک وہ کھڑے هوئے هونگے دیکھتے — اور روشن هوجاویگی زمین اپنے پروردگار کے نور سے اور رکھی جاویگی کتاب

اور حاضر کیا جاویگا پیغمبروں کو اور گواھوں کو اور فیصلہ کیا جاویگا اُن میں (یعنی لوگوں میں) ساتھہ حق کے اور وہ نہ ظلم کیئے جاوینگے *

۱۵ — یوم تاتي **السماء** بدخان مبین یغشي الناس هذا عذاب الیم (۴۴ سورہ دخان ۹ و ۱۰) –

۱۵ — جس دن آویگا آسمان دھواں ھوکر ڈھانک لیگا لوگوں کو یہہ عذاب ھی دکھہ دینے والا *

۱۶ — و یوم ینفخ فی الصور ففزع من في السموات و من في الارض الا من شاء الله و کل اتوہ داخرین و تری **الجبال** تحسبها جامدة و هي تمر مر السحاب (۲۷ سورہ نمل ۸۹ – ۹۰) –

۱۶ — اور جس دن پھونکا جاویگا صور میں تو گھبرا جاویگا جو کوئي آسمانوں میں ھی اور جو زمین میں مگر جس کو چاھے الله اور ھر ایک اُس کے سامنے آویںگے ذلیل ھوکر — اور تو دیکھیگا پہاڑوں کو (جن کو) تو سمجھتا ھی جمے ھوئے کہ وہ چلے جاتے ھیں بادل کے چلنے کي مانند *

۱۷ — یوم تمور **السماء** مورا و تسیر الجبال سیرا (۵۲ سورہ الطور – ۹) –

۱۷ — جس دن کہ بہت جاویگا آسمان اچھي طرح کے پھٹنے سے اور چلنے لگیں گے پہاڑ ایک قسم کے چلنے سے *

۱۸ — فاذا **النجوم** طمست و اذا السماء فرجت و اذا **الجبال** نسفت (۷۷ سورہ مرسلات ۸ – ۱۰) –

۱۸ — جبکہ تارے بے نور کیئے جاوینگے اور جبکہ آسمان پھاڑے جاوینگے اور جبکہ پہاڑ ریزہ ریزہ کیئے جاوینگے *

۱۹ — اذا زلزلت **الارض** زلزالها و اخرجت **الارض** اثقالها (۹۹ سورة الزلزله – ۱ و ۲)

۱۹ — جبکہ زمین هلائي جاویگي اپنے هلنے سے اور نکالیگي زمین اپنے بوجھہ *

۲۰ — کل من علیها فان و یبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام (۵۵ سورة الرحمن ۲۶ و ۲۷) –

۲۰ — جوکوئي زمین پر ھی فنا ھونے والا ھی اور باقي رھیگي ذات تیرے پروردگار بزرگي والے اور اکرام والے کي *

اب دیکھنا چاھیئے کہ ان آیتوں میں نسبت کائنات موجودہ کے کیا بیان ھوا ھي *

كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا

زمین — کي نسبت بیان هوا هی که - بدل دي جاویگي زمین سواے اس زمین کے - اور یهه بیان هی که زمین ریزه ریزه کردي جاویگي صور پهکنے کے ساتهه زمین اوتهائي جاویگي اور ایک دفعه میں توزدي جاویگي — قیامت کے دن زمین کپکپائي اور هلائي جاویگی - قیامت میں زمین خدا کي مٹهي میں هوگي — زمین کهنچي جاویگي یا پهیلائي جاویگي اور جو کچهه اُس میں هی وه ڈالدیگي اور خالي هوجاویگي *

پهاڑوں — کي نسبت بیان هوا هی که وه رنگ برنگ کي دهلي هوئي اُون کي مانند هوجاوینگے - صور پهکنے پر پهاڑ اُوتهائے جاوینگے اور توڑدئے جاوینگے - وه هلائے جاوینگے اور پهر بهري ریت کے ٹیله کي مانند هوجاوینگے - وه ذره ذره کئے جاوینگے اور غبار کي مانند هوجاوینگے - وه جو جمے هوئے دکهائي دیتے هیں وه بادلوں کي مانند چلے جاتے هونگے یا ایک طرح کے چلنے سے چلتے هونگے - وه سراب یعني چمکتے هوئے ریت کي مانند هوجاوینگے *

سمندر — کي نسبت بیان هوا هی که آگ کي مانند بهڑکائے جاوینگے - اپني جگهه سے پهوٹ بهینگے *

آسمانوں — کي نسبت بیان هوا هی که آسمان بدل دیئے جاوینگے سواے ان آسمانوں کے — وه تیل کي تلچهٹ کي مانند هوجاوینگے - وه پهٹ جاوینگے سرخ رنگے هوئے چمڑے کي مانند هونگے اور ڈهیلے و سست پڑ جاوینگے اور دروازے دروازے کي مانند هوجاوینگے وه خدا کے داهنے هاتهه پر لپیٹ لئے جاوینگے — وه دهوئیں کي مانند ظاهر هونگے — وه پهٹ جاوینگے اور ایک طرح کے چلنے سے چلینگے — اُن کي کهال کهینچي جاویگی *

سورج اور تاروں — کي نسبت بیان هوا هی که — سورج لپیٹ لیا جاویگا تارے جهڑ جاوینگے اور ایک جگهه آیا هی که تارے دهوندلے هوجاوینگے بے نور هوجاوینگے *

انسان اور نفوس - کي نسبت بیان هوا هی که — آدمي ٹڈیوں کي مانند پراگنده هوجاوینگے - لڑکے بڈهے هوجاوینگے آدمي یا روحیں فوج فوج آوینگے - وحشي جانور آدمیوں کے ساتهه اکٹهے هوجاوینگے *

سوره الرحمن میں کہا هی که جو کوئي زمین پر هی فنا هونے والا هی اور پروردگار کي ذات هي باقي رهیگي *

اب غور کرنا چاهیئے که اگلے عُلماء نے ان آیتوں کي نسبت کیا کہا هی اور کیا نتیجه نکالا هی — سوره ابراهیم میں جو یهه آیا هی که قیامت میں زمین اور آسمان بدل جاوینگے

جهٹلایا هماري نشانیوں کو

أسکي نسبت تفسیر کبیر میں لکھا هی کہ بدلنا دو طرح پر هوسکتا هی ایک اس طرح کہ أس شی کي ذات باقي رهے اور أسکي صفتیں بدل جاویں - دوسرے اس طرح کہ أس شی کي ذات فنا هوجاوے اور أسکي جگہہ دوسري موجود هوجاوے - اسکے بعد تفسیر کبیر میں بموجب محاورہ عرب کے اسکي مثالیں لکھي هیں کہ تبدل کے لفظ کا استعمال دونوں طرح پر هوتا هی - اسي بنا پر ایک گروہ عالموں کي یہہ راے هی کہ اس آیت میں تبدیل سے آسمان و زمین کي صفات کا تبدیل

ففي الایة قولان - الاول ان المراد تبدیل الصفة لا تبدیل الذات قال ابن عباس رضي الله عنهما هي تلک الارض الا انها تغیرت في صفاتها فتسیر عن الارض جبالها و تفجر بحارها و تسوي فلا یری فیها عوج ولا امت - وروي ابو هریرة رضی الله عنه عن النبي صلعم انه قال یبدل الله الارض غیر الارض فیبسطها و یمدها مد الادیم العکاظي فلا تری فیها عوجا ولا امتا - و قوله والسموات اي تبدل السموات غیر السموات وهو کقوله علیه السلام لایقتل مومن بکافر ولاذو عهد في عهدہ و المعني ولاذو عهد في عهدہ بکافر و تبدیل السموات بانتشار کواکبها و انفطارها وتکویر شمسها و خسوف قمرها و کونها ابوابا و انها تارة تکون کالمهل وتارة تکون کالدهان - والقول الثاني --- ان المراد تبدیل الذات قال ابن مسعود تبدل بارض کالفضة البیضاء النقیة

هوجانا مراد هی نہ أنکي ذات کا - ابن عباس نے فرمایا کہ زمین سے یہي زمین مراد هی مگر أسکي صفتیں تبدیل هوجاوینگي - پہاڑ زمین پر سے اڑ جاوینگے دریا پہوٹ نکلینگے زمین ایسي برابر هوجاویگي کہ کہیں اونچا نیچا نہ دکھائي دیگا - حضرت ابوهریرہ نے جناب رسول الله صلعم سے روایت کي هی کہ خدا زمین کو بدل دیگا اور عکاظي چمڑے کي طرح أسکو پهیلاکر بچهائیگا کہیں أس میں اونچا نیچا نظر نہ آئیگا - خدا کا یہہ قول " والسموات " اسکے بهي یہي معني هیں کہ آسمان بدلکر اور طرح کا کردیا جاویگا جیسا کہ اس حدیث کا مطلب هی کہ مسلمان کافر کے بدلے نہیں مارا جاویگا اور نہ وہ کافر جس سے عهد و پیمان هی عهد و پیمان کے زمانہ تک " یعني وہ شخص بهي کافر کے بدلے نہ مارا جاویگا جس سے معاهدہ هوچکا هی معاهدہ کے زمانہ تک آسمانوں کا بدلنا یوں هوگا کہ ستارے متفرق هوکر توٹ پہوٹ جاوینگے آفتاب لپیٹ دیا

وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا

لم يسفک عليها دم ولم تعمل عليها خطيئة فهذا شرح القولين ومن الناس من رجح القول الاول قال لان قوله يوم تبدل الارض المراد هذه الارض والتبدل صفة مضافة اليها وعند حصول الصفة لابدوان يكون الموصوف موجودا فلما كان الموصوف بالتبدل هو هذه الارض وجب كون هذه الارض باقية عند حصول ذلک التبدل ولايمكن ان تكون هذه الارض باقية مع صفاتها عند حصول ذلک التبدل والا لامتنع حصول التبدل فوجب ان يكون الباقي هو الذات فثبت ان هذه الاية تقتضي كون الذات باقية والقايلون بهذا القول هم اللذين يقولون عند قيام القيامة لايعدم الله الذوات والاجسام وانما يعدم صفاتها و احوالها — و اعلم انه لا يبعد ان يقال المراد من تبديل الارض والسموات هوانه تعالے يجعل الارض جهنم و يجعل السموات الجنة و الدليل عليه قوله تعالے كلان كتاب الابرار لفي عليين و قوله كلان كتاب الفجار لفي سجين —

(تفسير كبير جلد ۴ صفحه ۷۸)

جاويگا چاند دهوندلا جائيگا آسمان ميں دروازے هو جاوينگے اور وہ كبهي تو تيل كي تلچهت كا سا هوگا اور كبهي سرخ چمڑے كي مانند — دوسرا فرقه كهتا هى كه تبديل سے آسمان و زمين كي ذات كا بدل جانا مراد هى — ابن مسعود كهتے هيں كه يهه زمين بدلكر چمكتي هوئي چاندي بن جاويگي جس پر نه كبهي خونريزي هوئي هى اور نه كبهي اُس پر گناه كيا گيا هى- بعضوں نے قول اول كو ترجيح دي هى وہ يهه كهتے هيں كه آيت ميں اسي زمين كي نسبت تبديلي كا لفظ هى اور چونكه تبدل ايک صفت تو ضرور هى كه اُسكي تحقق كے وقت يهه موصوف يعني يهي زمين موجود هو يهه بهي ظاهر هى كه تبدل كيوقت زمين كي صفتيں تو موجود هونيكي نهيں تو اب ذات هي كا باقي رهنا آيت سے لازم آيا - جنلوگوں كا يهه مذهب هى وہ كهتے هيں كه قيامت قايم هونے كے وقت الله پاک جسموں اور ذاتوں كو سرے سے معدوم نكرديگا بلكه صرف اُن كي صفتيں معدوم هو جاوينگي- ممكن هى كه زمين اور آسمان كے بدلنے سے يهه مراد لي جاوے كه زمين كو خدا دوزخ بناويگا اور آسمانوں كو بهشت - اور خدا كا يهه " قول كلا ان كتاب الابرار لفي عليين كلان كتاب الفجار لفي سجين" اس مطلب كي دليل هى *

اور اُن سے سرکشي کي

ان تمام حالات سے جو اوپر مذکور ہوئے ثابت ہوتا ہی کہ قیامت کے دن اس دنیا کے تمام حالات بدل جاوینگے جو چیزیں کہ اب موجود ہیں وہ معدوم نہیں ہونے کہیں بلکہ اُن کے خواص و اوصاف تبدیل ہوجاوینگے *

شاہ ولي اللہ صاحب نے اپني تفہیمات میں واقعات قیامت کو وقایع جو سے تعبیر کیا ہی یعني اُن واقعات سے جو آسمان و زمین کے درمیان میں ہوتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ " تعود تلک الوقایع الی الانوار المحیطۃ فیقع طلہا فیستعد العالم لواقعۃ عظیمۃ من وقایع الجو فتہلک البشر والموالیدو یعود کل عنصر لمحلہ " انتہي یعني واقعات قبل قیامت مثل عالم میں فسادات ہوئے اور دجال کے آنے اور حضرت عیسی کے تشریف فرمانے کے بعد انوار محیطہ الہیہ واقعہ عظیمہ کے ہونے پر متوجہہ ہونگے اور واقعات جو یعني جو آسمان و زمین کے بیچ میں واقع ہوتے ہیں واقع ہونگے بشر و موالیدسب مرجاوینگے . اور ہرایک عنصر اپني جگہہ پر چلا جاویگا — خلاصہ اُس کا یہہ ہی کہ یہہ نظام اولٹ پلٹ ہوجاویگا *

تحقیقات جدید کي روسے جہاں تک معلوم ہوسکا ہی چاند کي نسبت معلوم ہوا ہی کہ کسي زمانہ میں اُس میں آبادي تھي اور ہوا مثل کرۂ ارض کے اُس کے محیط تھي پاني بھي اُس میں تھا — مگر اب محض ویران اور سوکھہ کر کھنکر ہوگیا ہی کوئي ذي نفس اُس میں نہیں ہی ہوا بھي اُس کي محیط نہیں ہی — یہہ بھي کہا جاتا ہی کہ بعض کواکب جو حقیقت میں بہت بڑے بڑے کرۂ زمین سے بھي سیکڑوں حصہ بڑے تھے منتشر ہوگئے اور اور کروں میں جا ملے — یہہ بھي خیال کیا جاتا ہی کہ زمین کا مدار جو گرد آفتاب کے ہی چھوٹا ہوتا جاتا ہی پس یہہ خیال کرنے کي بات ہی کہ زمانہ ممتد کے بعد جسکا اندازہ نہیں ہوسکتا اور گو وہ لاکھوں کروڑوں برس کے بعد ہو جب زمین کا مدار بہت چھوٹا ہوجاویگا تو دنیا کا کیا حال ہوگا — کیا سمندر نہ اُبل جاوینگے کیا پہاڑ ریت کي مانند نہو جاوینگے — کیا یہہ زمین نہ بدل جاویگي — یہہ آسمان جو ہمکو ایسا نیلا نیلا خوبصورت دکھائي دیتا ہی کیا وہ تیل کي تلچھٹ کي مانند اور کبھي سرخ چمڑے کي مانند نظر نہ آویگا — کیا یہہ ستارے بے نور نہ دکھائي دینگے — پس واقعہ قیامت ایک ایسا واقعہ ہی جو اُمور طبعي کے مطابق اس دنیا پر واقع ہوگا اور ضرور واقع ہوگا مگر یہہ کوئي نہیں کہہ سکتا کہ کب واقع ہوگا خدا تعالے نے اُس طبعي واقعہ کو جا بجا اور مختلف تشبیہوں سے اسلوبئے بیان کیا ہی کہ بندونکو خدا کي قدرت کاملہ پر وثوق ہو اور

لَاتُفَتَّحُ لَهُمْ

اُس وحدہ لاشریک کے سوا کسي دوسري چیز کو اپنا معبود نہ بنائیں - دنیا میں پہاڑوں کي پرستش ہوتي تھي سمندر پوجے جاتے تھے دریا پوجے جاتے تھے آگ کي پرستش کیجاتي تھي چاند سورج کي پرستش ہوتي تھي - ستاروں کي پرستش کے لیئے ہیا کل بنائي گئي تھي اور اُن کي پرستش ہوتي تھي اسلیئے خدا نے اِس طبعي واقعہ کو جتلایا کہ یہہ سب چیزیں ایک دن فنا یعني متغیر ہونے والي ہیں اور اُن میں سے کوئي بھي معبود ہونے کے لایق نہیں ہی پس قیامت کا ذکر جا بجا اسي غرض سے آیا ہی کہ عجایب مخلوقات خدا کي جن میں مخلوقات زمین اور آسمان اور کواکب زیادہ تر عجیب دکھائي دیتے ہیں اور جن کي پرستش انواعِ اقسام سے لوگوں نے اختیار کي تھي اُس کو چھوڑیں اور صرف خداے واحد کي جو ان سب چیزوں کا پیدا کرنے والا اور پھر فنا کرنے والا ہی پرستش اختیار کریں *

یہہ قیامت جس کا اوپر ذکر ہوا یہہ تو کائنات پر گذریگي مگر اصلي قیامت جو انسان پر گذریگي وہ وہ ہی جس کا ذکر سورہ قیامہ میں آیا ہی اور اسکا خلاصہ ان دو لفظوں میں ہی کہ " من مات فقد قامت قیامتہ " خدا تعالے فرماتا ہی — کہ انسان پوچھتا ہی کہ کب ہوگا قیامت کا دن پھر (وہ دن اُس وقت ہوگا) جبکہ آنکھیں پتھرا جاوینگي چاند کالا پڑجاویگا یعني آنکھوں کي روشني جاتي رہیگي اور آنکھیں اندر بیٹھ جاوینگي چاند سورج یعني رات دن اکٹھے ہوجاوینگے کہ اُسکو کچھہ تمیز نرہیگي کہ دن ہی یا رات سب چیز دھوندلي دکھائي دیگي اور اسي بنا پر کہا گیا ہی کہ انسان دن میں کسي وقت مرے اُس کو شام کا وقت دکھائي دیگا — انسان کہیگا کہ اس دن بھاگ جانے کي کہاں جگہہ ہی ہرگز کوئي جگہہ پناہ کي نہیں - تیرے پروردگار ہي کے پاس اُس دن ٹھہرنے کي جگہہ ہی - اُس دن جان لیگا انسان کہ اُسنے کیا آگے بھیجا ہی اور کیا پیچھے چھوڑا

یسئل ایان یوم القیامۃ - فاذا برق البصر و خسف القمر و جمع الشمس والقمر یقول الانسان یومئذ این المفر کلا لا وزر الی ربک یومئذ المستقر ینبؤ الانسان یومئذ بما قدم واخر بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ و لو القی معاذیرہ (۷۵ - سورہ قیامہ)

وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرہ و وجوہ یومئذ باسرۃ تظن ان یفعل بہا فاقرہ کلا اذا بلغت التراقي و قیل من راق و ظن انہ الفراق والتفت الساق بالساق الی ربک یومئذ المساق - (۷۵ سورہ قیامہ)

هرگز نہ کھولے جاوینگے اُن کے لیئے

هی ـ بلکہ انسان اپنے آپ کو خوب پہچانتا هی گو کہ درمیان میں بہت سے عذر لا ڈالے *

اس کے بعد یہہ فرمایا هی کہ اس دن کتنے منہہ ترو تازہ هونگے اپنے پروردگار کیطرف دیکھتے هونگے اور اُس دن کتنے منہہ تھوتائے هوئے هونگے گمان کرینگے کہ اُن پر مصیبت پڑنے والي هی ـ جسوقت کہ جان نر خرے میں پہونچتي هی اور کہا جاتا هی کون ــ پھر آواز نہیں نکلتي اتنا هي کہہ کر چپ هو جاتا هی ــ پھر کہا جاتا هی ــ جھاڑنے پھونکنے والا ــ پھر چپ هو جاتا هی ــ اور جان لیا کہ بے بیشک اب جدائي هی اور اپیٹ لیا ایک پنڈلي کو دوسري پنڈلي سے ـ اُس دن تیرے پروردگار کے پاس چلنا هی *

یہہ تمام حالت جو خدا نے بتائي انسان پر مرنے کے وقت گذرتي هی اور اس سوال کے جواب میں کہ قیامت کا دن کب هوگا بتائي گئي هی اور اس سے صاف ظاهر هی کہ هرانسان کي اصلي قیامت اُس کا مرنا هی اور " من مات فقد قامت قیامتہ " بہت صحیح و سچا قول هی ـ اگرچہ اگلے علما نے اس باب میں اختلاف کیا هی کہ انسان کي ایسي حالت کب هوگي بعضوں نے کہا کہ موت کے وقت بعضوں نے کہا کہ بعث کے وقت بعضوں نے کہا کہ دوزخ کو دیکھنے کے وقت مگر قرآن مجید کي عبارت سے صاف ظاهر هی کہ یہہ بیان موت کے وقت کي حالت کا هی جس میں ذرا بھي شبہہ نہیں هوسکتا ـ جن عالموں نے اس حالت کو وقت موت کے حالت قرار دیا هی اُنہوں نے خسف قمر کے لفظ سے آنکھہ کي روشني کا جاتا رهنا مراد لیا هی تفسیر کبیر میں هی کہ " جولوگ کہ آنکھہ کے چوندھیانے کو موت کي علامت قرار دیتے هیں وہ " خسف القمر"

فاما من یجعل برق البصر من علامات الموت قال معني و خسف القمر اے ذهب ضوءالبصر عندالموت یقال عین خاسفة اذا فقدت حتی غابت حدقتها فی الراس واصلها من خسف الارض اذا ساخت بما علیها وقولہ جمع الشمس والقمر کنایة عن ذهاب الروح الی عالم الاخرة کان الاخرة کالشمس فانہ یظهر فیها المغیبات وتنفتح فیها المبهمات والروح کالقمر کما ان القمر یقبل النور من الشمس فکذاالروح

کے معني یہہ کہتے هیں کہ نگاہ کي روشني جاتي رهیگي ــ عرب میں آنکھہ جب پھوٹ جاوے یہانتک کہ ڈھیلا سرمیں بیٹھہ جاوے تو کہتے هیں " عین خاسفة " یہہ محاورہ خسف الارض سے نکلا هی جس کا استعمال زمین کے دھنس جانے کے وقت هوتا هی ــ اور خدا کا یہہ قول " جمع الشمس والقمر " روح کے عالم آخرت کي طرف چلے جانے سے کنایہ هی گویا وہ دوسری دنیا ایک

اَبْوَابُ السَّمَاءِ

تقبل نورالمعارف من عالم الاخرة ولا شک ان تفسیر هذه الایة بعلامات القیامة اولی من تفسیرها بعلامات الموت و اشد مطابقة لها (تفسیر کبیر جلد ٦ صفحہ ۴۰۹) —

آفتاب هی کیونکہ اُس میں چھپی اور مبہم باتیں کھل پڑینگی اور روح گویا چاند هی جسطرح چاند آفتاب سے روشنی پاتا هی اسیطرح روح بھی عالم آخرت سے معرفت کے انوار حاصل کرتی ا هی اور کچھہ شک نہیں کہ اس آیت کی تفسیر قیامت کی علامتوں سے کرنی اس سے کہیں بہتر هی کہ اُسکی تفسیر موت کی علامتوں سے کی جاوے " *

صاحب تفسیر کبیر کا یہہ کہنا کہ اس آیت کی تفسیر علامات قیامت سے کرنی بہ نسبت علامات موت کے بہتر هی کسی طرح صحیح نہیں هوسکتا الفاظ کلا اذا بلغت التراقي وقیل من راق وظن انه الفراق والتفت الساق بالساق الی ربک یومئذ المساق بالکل شاهد اسبات پر هیں کہ اس تمام سورہ میں جو حالات مذکور هیں وہ حالات عندالموت کے هیں — جمع الشمس والقمر کی جو توضیح تفسیر کبیر میں بیان هوئی هی وہ بھی دور ازکار هی — خسف قمر یعنی آنکھوں کی روشنی جانے اور آنکھوں کے بیٹھہ جانے کے بیان کے بعد جمع الشمس والقمر کا لفظ صاف دلالت کرتا هی اُن دونوں میں تمیز نرهنے کا چاند کا تعلق رات سے هی اور سورج کا دن سے اس لیئے اُن دونوں سے رات دن کا کنایہ کیا گیا هی اور مطلب یہہ هی کہ موت کے وقت اسبات کی تمیز کہ دن هی یا رات کچھہ نہوگی *

همارے اس بیان سے یہہ مطلب نہیں هی کہ جو واقعات کائنات پر ایک دن گذرنے والے هیں اور جن کا بیان پہلے هوچکا وہ نہونگے بلکہ وہ اپنے وقت پر هونگے اور جو کچھہ اُن میں هونا هی وہ هوگا اور اُس زمانہ کے انسان اور وحوش و طیور پر جو کچھہ گذرنا هی گذریگا اور اُسوقت جو حال روحوں کا اور ملائکہ کا هونا هی وہ هوگا — مگر جو لوگ اُس سے پہلے مرچکے هیں اُن کے لیئے قیامت اُسی وقت سے شروع هوتی هی جبکہ وہ مرے *

حشر اجساد

حشر اجساد کی نسبت جیساکہ شرح مواقف میں لکھا هی پانچ مذهب هیں *

اعلم ان الاقوال الممکنة في مسئلة المعاد لا تزید عی خمسة (الاول) ثبوت المعاد

معاد کے مسئلہ میں جو اقوال کہے جاسکتے هیں وہ صرف پانچ هیں *

دروازے آسمان کے

الجسماني فقط و هو قول اكثر المتكلمين النافين للنفس الناطقة (والثاني) ثبوت المعاد الروحاني فقط و هو قول الفلاسفة الالهيين (والثالث) ثبوتهما معاً و هو قول كثير من المحققين كالحليمي والغزالي والراغب وابوزيد الدبوسي و معمر من قدماء المعتزله و جمهور من متاخرى الامامية و كثير من الصوفية فانهم قالوا الانسان بالحقيقة هو النفس الناطقة و هي المكلف والمطيع والعاصي والمثاب والمعاقب والبدن يجري منها مجرا الالة والنفس باقية بعد فساد البدن فاذا اراد الله حشر الخلايق خلق لكل واحد من الارواح بدنا يتعلق به و يتصرف فيه كما كان في الدنيا (الرابع) عدم ثبوت شي منهما و هذا قول القدماء من الفلاسفة الطبيعيين (والخامس) التوقف في هذه و هو المنقول عن جالينوس فانه قال لم يتبين لي ان النفس هل هي المزاج فينعدم عند الموت فيستحيل اعادتها او هي جوهر باق

(۱) صرف معاد جسماني کا ثبوت اور يهه أن اکثر متکلمين کا مذهب هی جو نفس ناطقه کا انکار کرتے هيں (۲) صرف معاد روحاني کا ثبوت يهه مذهب فلاسفه الهيين کا هی (۳) دونوں کا ثبوت ' اور يهي اکثر محققوں کا مذهب هی مثلاً حليمي - غزالي راغب - ابو زيد الد بوسي - معمر (جوکه قديم معتزلوں ميں سے هی) اور عموماً متاخرين شيعه اور اکثر صوفيوں کا - يهه لوگ کهتے هيں که انسان حقيقت ميں صرف نفس ناطقه کا نام هی وهي مکلف هی وهي عاصي اور مطيع هی أسي پر ثواب عذاب هوتا هی اور بدن تو بجاے ايک آله کے کام ديتا هی جسم خراب هوجاتا هی پهر بهي نفس باقي رهتا هی پس جب خدا قيامت کے دن مخلوقات کو أٹهانا چاهيگا تو هرايک روح کے ليئے ايک مخصوص جسم بناويگا جس سے روح کا تعلق ويسا هي هوگا جيسا که دنيا ميں تها (۴) ان دونوں ميں سے کسيکا ثبوت نهيں فلاسفه طبيعيين ميں سے قدما کا يهي مذهب هی (۵) بالکل سکوت اختيار کرنا يهه مذهب جالينوس سے منقول هی أس کا قول هی که مجهکو يهه نهيں ثابت هوتا نه نفس آيا مزاج هی تو موت کے وقت معدوم هوجاويگا تو أس کا اعاده ناممکن هوگا يا وه ايک جوهر هی جو بدن کے خراب هونے پر باقي رهتا هی

وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

بعد فساد البنیۃ فیمکن المعاد (شرح مواقف) * اس حالت میں معاد بھی ممکن ہوگی *

میرے نزدیک قول ثالث جو مذہب اکثر محققین کا ہی صحیح ہی صرف اس قدر اختلاف ہی کہ میں اُن بزرگوں کی اس راے کو کہ جب خدا تعالی حشر کرنا چاہیگا تو ہر ایک روح کے لیئے ایک جسم پیدا کردیگا جس سے وہ روح متعلق ہوجاویگی تسلیم نہیں کرتا میرے نزدیک یہہ بات ہی کہ روح نسمہ سے جب مل جاتی ہی تو خود ایک جسم پیدا کرلیتی ہی اور جب انسان مرتا ہی اور روح اُس سے علاحدہ ہوتی ہی تو خود ایک جسم رکھتی ہی — جیسیکہ مسئلہ خامسہ میں ہم نے بیان کیا ہی پس حشر میں کوئی نئی زندگی نہیں ہی بلکہ پہلی ہی زندگی کا تتمہ ہی شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی یہی قول ہی جیساکہ اُنہوں نے حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہی *

ان حشر الاجساد و اعادۃ الارواح الیہا لیست حیواۃ مستانفۃ انما ہی تتمۃ النشاۃ المتقدمۃ بمنزلۃ التخمۃ لکثرۃ الاکل کیف ولولا ذلک لکانوا غیر الاولین و لما اخذوا بما فعلوا — (حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۳٦)

جسموں کا اُٹھنا اور روحوں کا اُن میں پھر آنا یہہ کوئی نئی زندگی نہیں ہی بلکہ اُسی پہلی زندگی کا تتمہ ہی جس طرح زیادہ کھاجانے سے بدہضمی ہو جاتی ہی اگر ایسا نہو تو لازم آوے کہ یہہ کوئی دوسری خلقت ہو اور اُن لوگوں کے کیئے کا (یعنی جو دنیا میں تھے) کچھہ بدلا ہی نہو *

قرآن مجید سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہی بشرطیکہ تمام آیات ماسبق و مالحق پر بامعان نظر ایک مجموعی حالت سے غور کیا جاوے نہ فرداً فرداً اور ایک مضمون کو ٹکرے ٹکرے کرکے —— اول یہہ بات قابل غور ہی کہ کونسے عقیدہ کے رد کرنے کے لیئے قرآن مجید میں آیات حشر و نشر وارد ہوئی ہیں — خود قران مجید سے پایا جاتا ہی کہ جن لوگوں کا عقیدہ یہہ تھا کہ روح کوئی چیز نہیں ہی انسان پیدا ہوتا ہی اور پھر مرکر نسیا منسیا ہوجاتا ہی ہوا ہوا میں مٹی مٹی میں مل جاتی ہی اور کچھہ نہیں رہتا اُس عقیدہ کی تردید کے لیئے آیات حشر و نشر نازل ہوئی ہیں چنانچہ خدا تعالی نے سورہ جاثیہ میں اُن لوگوں کا قول نقل کیا ہی کہ وہ کہتے ہیں

و قالوا ما ہی الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیی وما یہلکنا الا الدہر و ما لہم بذلک من علم ان ہم الا یظنون و اذا تتلی علیہم آیاتنا بینات

کہ ہماری دنیا کی یہہ زندگی کیا ہی ہم مرتے ہیں اور ہم جیتے ہیں اور ہمکو زمانہ ہی مارتا ہی نہ اور کوئی —— خدا نے کہا

اور نہ داخل ہونگے جنت میں

ما کان حجتهم الا ان قالوا ائتوا بآبائنا ان کنتم صادقین (۴۵ سورہ جاثیہ ۲۳ – ۲۴) –

کہ اُن کو اس کا علم نہیں ہی وہ صرف ایسا گمان کرتے ہیں اور جب اُنپر ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو اُن کی حجت بجز اس کے اور کچھہ نہیں ہوتی کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو *

اسی کی مانند سورہ انعام میں بھی خدا تعالی نے اُن کا قول نقل کیا ہی کہ وہ کہتے

و قالوا ان هي الا حیاتنا و ما نحن بمبعوثین – و لو تری اذ وقفوا علی ربهم قال الیس هذا بالحق قالوا بلی و ربنا (۶ سورہ انعام ۳۰ و ۳۱) –

ہیں کہ ہماری یہہ زندگی کیا ہی صرف دنیا کی زندگی ہی اور ہم پھر اُٹھنے والے نہیں ہیں خدا نے فرمایا کہ جب تو دیکھیگا اُن کو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہوا تو خدا اُن سے کہیگا کہ کیا یہہ سچ نہیں ہی اُس وقت وہ کہیں گے کہ ہاں قسم ہمارے پروردگار کی یہہ سچ ہی *

سورہ صافات میں ہی کہ وہ لوگ کہینگے کہ کیا جب ہم مرجاوینگے اور مٹی اور ہڈیاں

ءاذا متنا وکنا ترابا و عظاما ءانا لمدینون – (۷ سورہ صافات – ۵۱)

ہو جاوینگے کیا بدلا دی جاوینگی یعنی اعمال کی سزا و جزا ہمکو دی جاویگی پس اس سے صاف ثابت ہی کہ اُن لوگوں کو موت کے بعد جزا و سزا ہونے سے استبعاد تھا اور اس استبعاد کا سبب بجز روح کے انکار کے اور کچھہ نہیں ہوسکتا اور اس سے بخوبی روشن ہوتا ہی کہ اس مباحثہ کا موضوع درحقیقت اس جسم کا جو ہم دنیا میں رکھتے ہیں دوبارہ پتلا بنکر اُٹھنے کا تھا ہی نہیں بلکہ جزا و سزا کا بعد موت ہونا موضوع تھا – اور یہی سبب ہی کہ ہم ان تمام آیتوں کا معدوم جسم کے دوبارہ موجود ہونے سے کچھہ تعلق ہی نہیں سمجھتے *

اب اسبات کو ذہن میں رکھہ کر کہ ایات حشر واسطے تردید عقیدہ عدم یقین روح کے نازل ہوئی ہیں قرآن مجید پر غور کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہی کہ موضوع اُس بحث کا اس جسم کے جو ہم اس دنیا میں رکھتے ہیں دوبارہ اُٹھنے کا ہے ہی نہیں اور نہ قرآن مجید میں اس جسم کے دوبارہ اُٹھنے کا ذکر ہی – چونکہ وہ لوگ روح کے قایل نہ تھے تو ثواب و عقاب کا حال سنکر اُن کو تعجب ہوتا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جب آدمی مرگیا تو

حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ

گل سڑکر معدوم هوگیا ثواب و عذاب کیسا اور کس پر اور متعجب هوکر کہتے تھے کہ کیا هم پهر زندہ هونگے کیا هماري گلی هوئي هڈیاں پهر جي اُتهینگي کیونکہ وہ لوگ بغیر اس دنیا کي زندگي اور بدون اس جسم کے جو دنیا میں تها انسان کا موجود هونا جس پر عذاب هو یا ثواب ملے نہیں سمجھتے تھے — خدا نے متعدد طرح سے اس کو سمجھایا اور حشر کے هونے پر یقین دلایا اور اُسپر اپنے قادر هونے کو متعدد مثالوں سے بتایا مگر یہہ کہیں نہیں کہا کہ یہي جسم جو دنیا میں هی پهر اُتهیگا اور اُسي جسم میں پهر جان ڈالي جاویگي *

شاہ ولي الله صاحب اس جسم کے جو دنیا میں هی دوبارہ اُتهنے کے قایل نہیں هیں چنانچہ اُنہوں نے تفہیمات الہیہ میں بعد

فتقوم (اے بعد وقوع الواقعات) انفس ماتت وهي اشد ضماما بالجسد وبقيت عجب ذنبها اي الاثرالذي به تعرف انه بدن فلان فيلصق بالجسد — و يجي جنس اخرهايمة ولا كن لم يبق عجب ذنبها فينفخ في جسد من الارض باعتدال هناک — و جنس اخر يستوجب عند هيجان الارواح و انتفاخها ان يتجسد بجسد مثالي كالملائكة والشياطين — فيكون تلك الحيوة مبتداة بل لتكميل ما فيها مجازاة فيتصعد تلک الاجساد الى هيئة نسمية وتدخل في حوادث الحشر (تفهيمات الهيه صفحه ۳۸۸) —

بیان واقعات قیامت کے لکھا هی کہ اُس کے بعد نفوس جو مرگئے هیں یعني جو صاحب نفوس کہ مرگئے هیں اُن کے نفوس کهڑے هو جاوینگے اور اُن کا تعلق جسم سے قوي تر هوگا اور ریزہ کی هڈي باقي رہ جاویگي یعني ایک ایسا نشان جس سے پہچانا جاوے کہ یہہ فلاں شخص کا بدن هی پهر وہ بدن سے ملجاویگي -ایک اَور قسمکي روحیں آوینگي جو حوران هونگي کہ اُن کي ریزہ کي هڈي کا نشان بهي باقي نرها هوگا تو وہ ایک ایسي زمین میں پهونکي اجاوینگي جس سے اُن کو کچهہ مناسبت هوگي — ایک اور قسم کي روحیں آوینگي جن کو روحوں کے برانگیختہ هونے اور صور کے پهکنے کے وقت ایک مثالي جسم اختیار کرنا هوگا فرشتوں اور شیاطین کے جسم مثالي کي مانند - تو یہہ زندگي کوئي ابتدائي زندگي نہوگي بلکہ اُسهي تکمیل کے لیئے هوگي جو اُن میں هی بطور بدلا دینے کے - پهر یہہ جسم ایک هیئت نسمیہ میں اوپر کو چڑهینگے اور حشر کے واقعات میں داخل هونگے *

اس مقام پر شاہ ولي الله صاحب نے تین قسم کي روحیں ٹهرائي هیں اور اُن کے لیئے

يہاں تک کہ پھس جاوے اونٹ

متعدد قسم کے جسد قرار دیئے ہیں مگر اس جسد کا جو دنیا میں قبل موت تھا اُس کا دوبارہ اُٹھنا اور اُس میں روح کا آنا بیان نہیں کیا اس سے ثابت ہوتا ہی کہ شاہ صاحب بھي اس جسد کے جو دنیا میں ہی اُٹھنے کے قایل نہیں ہیں بلکہ اُنھوں نے بھي اُسي قول ثالث کو اختیار کیا ہی جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہی ٭

شاہ ولي الله صاحب کے سوا اور مفسرین نے بھي اِس قول کي تائید کي ہی چنانچہ

قوله — ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامہ — و تقریرہ ان الانسان هو هذا البدن فاذا مات تفرقت اجزاء البدن واختلطت تلک الاجزاء بسایر اجزاء التراب و تفرقت في مشارق الارض و مغاربها فکان تميزها بعد ذلک من غیرها محالا فکان البعث محالا — و اعلم ان هذہ الشبهة ساقطة من وجوہ — الاول — لا نسلم ان الانسان هو هذا البدن فلم لا یجوز ان یقال انه شي مدبر لهذا البدن فاذا فسد هذا البدن بقي هو حیا کما کان و حینئذ یکون الله تعالی قادرا علی ان یردہ الی اي بدن شاء و اراد و علی هذا القول یسقط السوال و في الایة اشارة الی هذا لانه اقسم بالنفس اللوامة ثم قال ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامه و هو تصریح بالفرق بین النفس والبدن (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحه ۳۰۸)

تفسیر کبیر میں سورہ قیامہ کي تفسیر میں یہہ تقریر لکھي ہی کہ جو اعتراض کیا جاتا ہی کہ انسان تو یہي موجودہ بدن ہی پھر جب انسان مرگیا تو بدن کے اجزا متفرق ہوگئے اور مٹي میں ملکر مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک پھیل گئي اب ان اجزاء کا دوسري مٹي کے اجزاء سے ممتاز ہونا ناممکن ہی تو قیامت بھي ناممکن ہوگي تو یہہ اعتراض دو طور سے مندفع ہوتا ہی (۱) ہمکو یہہ تسلیم نہیں کہ انسان اس بدن کا نام ہی ممکن ہی کہ وہ ایک ایسي چیز ہو جو اس بدن کي مدبر ہو اور جب بدن خراب ہو جاوے تو وہ اپني حالت پر زندہ رہے اب خدا کو اس بات پر قدرت ہی کہ اُس کو کوئي اور بدن دیدے چنانچہ اس آیت میں بھي اس بات کي طرف اشارہ کیا گیا ہی کیونکہ خدا نے پہلے تو نفس لوامہ کي قسم کھائي پھر فرمایا کہ کیا انسان یہہ خیال کرتا ہی کہ ہم اُس کي ہڈیاں نہ اکھٹي کرینگے اس سے صاف پیدا ہوتا ہی کہ نفس اور بدن دو چیزیں ہیں ٭

اب ہم یہہ بات ثابت کرتے ہیں کہ قران مجید سے بھي اس موجودہ جسم کا دوبارہ اُٹھنا نہیں پایا جاتا بلکہ ایک اور قسم کے

نحن خلقنا کم فلولا تصدقون افرئیتم ما

فِي سَمِّ الخِيَاطِ

تمنون انتم تخلقونه ام نحن الخالقون — نحن قدرنا بينكم الموت و ما نحن بمسبوقين علی ان نبدل امثالکم و ننشئکم في ما لا تعلمون - (۵٦ سورة واقعه ۵۷ - ٦۱) - جسم کا هونا ثابت هوتا هی خدا نے سورة واقعه میں فرمایا هی که - همنے تمکو پیدا کیا پهر کیوں نہیں تم مانتے - پهر کیا تم سمجهتے هو جوکچهه تم عورتوں کے رحم میں ڈالتے هو کیا تم اُس کو پیدا کرتے هو یا هم پیدا کرنے والے هیں - همنے مقدر کي هی تم میں موت اور هم اس بات سے پیچهے نہیں رهے یعني عاجز نہیں هیں که هم بدل دیویں اوصاف تمهارے اَور هم تمکو پیدا کریں اُس صفت میں جس کو تم نہیں جانتے *

اس آیت میں لفظ امثال کا جمع هی لفظ مثل بفتح المیم والثاء کي اور تمام آیات ماسبق و مالحق سے جو اس سورة میں هیں صاف ظاهر هی که حالات حشر اس میں مذکور هیں - خدا فرماتا هی که همنے موت کو تم میں مقدر کیا هی اور هم اس بات سے عاجز نہیں هیں که جو اس زندگي میں تمهارے اوصاف هیں اُن کو بدل دیں اور پیدا کریں ایسے اوصاف میں جن کو تم نہیں جانتے - لفظ پیدا کرنے سے صاف پایا جاتا هی که موجودہ اوصاف کے معدوم هونے کے بعد پیدا کرنا مراد هی — جو لوگ روح کے قایل نہیں تھے اور وهي لوگ حیات بعدالموت کے قایل نه تھے اور وهي لوگ ان آیتوں میں مخاطب هیں اسي بدن کو جو انسان دنیا میں رکهتا هی انسان کے اوصاف سمجهتے تھے - طویل القامت بادي البشرة عریض الاظفار ماش علی قدمیه وغیر ذلک - اب خدا نے فرمایا که ان اوصاف یعني اس جسم کے فنا هونے کے بعد هم اس بات سے عاجز نہیں هیں که ان اوصاف کو بدل کر تمکو اَور اوصاف میں یعني دوسري قسم کے جسم میں جس کو تم نہیں جانتے پیدا کریں — پس یهه آیت صاف دلیل اس بات کي هی که حیات بعدالموت میں روح کے لیئے یهه جسم جو دنیا میں هی نہوگا بلکه ایک اَور قسم کا جسم هوگا *

یهه وہ حقایق هیں جو نه حکمت یونان میں پائے جاتے هیں اور نه فلسفه و علم کلام میں بلکه یهه انوار هیں مشکواة نبوت محمدي صلی الله علیه وسلم کے جو بلا واسطه سفینه سینه منور محمدي سے سینه احمدي میں پهونچے هیں — گوکه نابلدان کوچه حقیقت ان انوار محمدي کو نعوذ بالله کفر و زندقه سے منسوب کریں *

و ما تلک الا شقشقة هدرت فجاشت النفس بما هجس لها ثم قرت مع ان لکل جواد کبوة و لکل سیف نبوة *

سوئي کے ناکے میں

لمولفہ

فلاطوں طفلکے باشد بہ یونانے کہ من دارم * مسیحا رشک میدارد بہ درمانے کہ من دارم
ز کفرمن چہ میخواهي ز ایمانم چہ می پرسي * همان یک جلوہ عشق است ایمانے کہ من دارم
خدا دارم دلے بریاں ز عشق مصطفی دارم * ندارد هیچ کافر ساز و سلمانے کہ من دارم
ز جبریل امیں قرآن بہ پیغامے نمیخواهم * همہ گفتار معشوق است قرآنے کہ من دارم
فلک یک مطلع خورشید دارد با همہ شوکت * هزاراں اینچنیں دارد گریبانے کہ من دارم
ز برهاں تا بہ ایماں سنگ ها دارد رہ واعظ * ندارد هیچ واعظ همچو برهانے کہ من دارم

اب هم قران مجید کي اور آیتوں کو جو اس مضمون سے زیادہ تعلق رکھتي هیں اس مقام پر لکھتے هیں اور بتاتے هیں کہ جب بامعان نظر اُن کو دیکھا جاوے اور منکرین روح کے عقاید کو بھي مد نظر رکھا جاوے تو اُن سے اس جسم کا جو دنیا میں هی دوبارہ اُتھنا ثابت نهیں هوتا اور وہ آیتیں یہہ هیں *

خدا نے سورہ نوح میں فرمایا کہ خدا نے اُگایا تمکو زمین سے ایک قسم کا اُگانا پھر تمکو

۱ — واللہ انبتکم من الارض نباتا ثم یعیدکم فیها و یخرجکم اخراجا - (۷۱ سورہ نوح ۱۶ و ۱۷) -

پھرکر لیجاویگا اُس میں اور نکالیگا تمکو ایک طرح کا نکالنا - انسان زمین سے مثل نباتات کے نہیں اُگا - اسي طرح نہ مثل نباتات کے دوبارہ زمین سے نکلیگا پس یہہ صرف تشبیہہ معدوم هونے کے بعد پھر پیدا هونے کي هی نہ اس بات کي کہ انسان بعد مرنے کے مثل نباتات کے پھر زمین میں سے نکلینگے و یخرجکم اخراجا میں لفظ منها کے ترک هونے سے یعني و یخرجکم منها اخراجا نہ کہنے سے اس مطلب کو جو همنے بیان کیا اور زیادہ تقویت هوتي هی *

خدا تعالی نے سورہ اعراف میں اس طرح پر فرمایا هی کہ وہ وہ هی کہ بھیجتا هی

۲ — هوالذي یرسل الریاح بشرا بین یدي رحمتہ حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقناہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذلک نخرج الموتي لعلکم تذکرون - (۷ سورہ اعراف - ۵۵)

هواؤں کو خوش خبري دینے والیاں اپني رحمت کے آنے کے یہاں تک کہ جب اُٹھاتے هیں بوجھل بادل تو هم اُن کو هانک لیجاتے هیں مرے هوئے شہر کو پھر اُس سے برساتے

وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۸﴾

هیں پانی پہر ہم اُس سے نکالتے هیں هر طرح کے میوے اسي طرح هم نکالینگے مردوں کو - ادنی تامل سے معلوم هوتا هی کہ اس آیت میں بهي صرف بعد معدوم هونے کے پہر موجود هونے کا بیان هی اس سے زیادہ اور کسي چیز کا بیان نہیں اور اس مطلب کو سورہ ملایکہ کي آیت جو ابهي هم لکھتے هیں زیادہ صاف کردیتي هی *

خدا تعالی نے سورہ ملایکہ میں فرمایا هی اور الله وہ هی جس نے بهیجا هی هواؤں کو پہر اُتهاتے هیں بادلوں کو پہر هم اُس کو هانک لیجاتے هیں مرے هوئے شہر کي طرف پہر اُس سے زندہ کرتے هیں زمین کو اُس کے

۳ — والله الذي أرسل الرياح فتثير سحابا فسقناه الى بلد ميت فاحيينا به الارض بعد موتها كذلك النشور (۳۵ سورہ ملايكة ۱۰) -

مرجانے کے بعد اسي طرح مردوں کا زندہ هونا هی — في القاموس - النشر - احياء الميتة كالنشور والانشار - اس آیت میں نخرج کا لفظ استعمال نہیں هوا بلکہ نشر کا لفظ استعمال هوا هی جس سے صاف ظاهر هوتا هی کہ صرف مردوں کے پہر موجود هونے کي تشبیہہ هی نہ اُس جسم کي جو دنیا میں موجود تها قبر میں سے نکلنے کي *

ظاهر میں سورہ طہ کي آیت اس امر کي جو همنے بیان کیا مخالف معلوم هوتي هی کیونکہ اُس میں لفظ منها کا بهي موجود هی جو سورہ اعراف کي آیت میں نہ تها مگر هرگز وہ آیت مخالف نہیں هی سورہ طہ

۴ — منها خلقنا كم و فيها نعيدكم و منها نخرجكم تارة أخرى - (۲۰ طہ - ۷۵) -

میں خدا تعالی نے فرمایا کہ همنے تمکو زمین سے پیدا کیا اور اُسي میں پہر کر لیجاوینگے اور اُسي سے تمکو دوسري دفعہ نکالینگے - انسان کو خدا نے زمین میں سے نہیں پیدا کیا بلکہ ماں کے پیٹ سے پیدا کیا هی پس اُس کا زمین سے پیدا کرنا مجازاً بادنی ملابست بولا گیا هی اسي طرح اُس کے مقابلہ میں زمین سے دوسري دفعہ نکلنا بهي مجازاً بادنی ملابست بولا هي پس اس سے یہہ مطلب کہ یہي جسم جو دنیا میں موجود تها پہر دوبارہ زمین سے نکلیگا ثابت نہیں هوتا *

ایک اور آیت بهي هی جس کي تحقیق اسي مقام کے مناسب هی اور وہ سورہ ق کي آیت هی خدا تعالی نے یوں فرمایا هی کہ — سن ایک دن پکاریگا پکارنے والا پاس کے مقام سے — ایک دن سنینگے زور کي آواز

واستمع يوم ينادي المناد من مكان قريب يوم يسمعون الصيحة بالحق ذلك يوم الخروج - انا نحن نحيي و نميت و الينا المصير يوم

اور اسي طرح هم بدلا ديتے هيں گنهگاروں كو ۳۸

تشقق الارض علهم سراعا ذلك حشر علينا يسير ـ (۵۰ ـ سورہ ق ـ ۳۸ ـ ۴۳) ـ يهه هي دن نكلنے كا يعني اپني اپني جگهه سے روحوں كے معه أن اجسام كے جو مفارقت بدن كے وقت أن كو حاصل هوئي تهي نكلنے كا اور ايك جگهه جمع هونے كا نه يهه كه أن اجسام كا جو دنيا ميں موجود تهے دوبارہ پتلا بنكر نكلنے كا ـــ اس كے بعد خدا نے فرمايا كه بے شك هم زندہ كرتے هيں اور هم مار ڈالتے هيں اور هماري طرف پهر آنا هي جلدي كرتے هوئے أس دن كه پهٹ جاويگي أن سے زمين يهه اكهٹا كرنا هم پر آسان هي ـــ اس جمله سے يهه سمجهنا كه زمين كا پهٹنا مردوں كے جسموں كے نكلنے كا باعث هوگا محض غلط خيال هي بلكه يوم تشقق الارض سے يوم قيامت مراد هي ـــ اور متعدد آيتوں ميں يهه مضمون اسي مراد سے آيا هي نتيجه يهه هي كه قيامت كے دن سب روحيں اكهٹي هونگي اس آيت كو أن جسموں كے جو دنيا ميں تهے دوبارہ أٹهنے سے كچهه بهي تعلق نهيں هي *

خدا تعالى نے سورہ نازعات ميں فرمايا هي كه ـــ كهتے هيں كه كيا هم لوٹائے جاوينگے

يقولون ائنا لمردودون في الحافرة ائذا كنا عظاما نخرة قالوا تلك اذا كرة خاسرة فانما هي زجرة واحدة فاذا هم بالساهرة (۷۹ سورہ النازعات ۱۰ ـ ۱۴) ـــ

ألٹے قدموں ـ كيا جب هونگے هم هڈياں گلي هوئي ـــ كهتے هيں كه يهه (لوٹانا) أس وقت پهرانا هي نقصان كا ـــ اس كے سوا كچهه نهيں كه وہ ايك سخت آواز هي پهر يكايك وہ ايك ميدان ميں هونگے جس ميں نيند نه آتي هو ـ منكرين حشر كے جو يهه الفاظ ـــ ائذا كنا عظاما نخرة ـــ اس آيت ميں اور مثل أس كے اور آيتوں ميں آئے هيں جيسےكه ـ ائذا كنا ترابا و عظاما ـ اور من يحيي العظام و هو رميم ـ اور ائذا كنا عظاما و رفاتا ائنا لمبعوثون ـ يهه أن كے اقوال أسي خيال پر مبني هيں كه وہ انسان كو بجز اس جسم موجودہ كے اور كچهه نهيں جانتے تهے يعني روح كے وجود كے قايل نه تهے اور اسي سبب سے وہ تعجب كرتے تهے كه اس جسم كے گل جانے اور معدوم هوجانے كے بعد پهر كيونكر وہ أٹهے گا اور اسي استبعاد كے سبب وہ اس قسم كے شبهات كرتے تهے ـ روح كي حقيقت وہ نهيں سمجهه سكتے تهے بلكه أس كي ماهيت مثل ديگر اشياء كي ماهيت كے انسان كي سمجهه سے خارج تهي اور خدا تعالى طرح طرح سے أن كے استبعاد كو دور كرتا تها اور حشر كے هونے پر يقين دلاتا تها كبهي تمثيل ميں اور كبهي اپنے قادر مطلق هونے

اُھُمْ مِنْ جَھَنَّمَ مِہَادٌ

میں پس اُن الفاظ سے جو منکرین روح استبعاد رکھتے تھے اور اُن کے جواب تسلھلي یا اُس کے مقابلہ میں اظہار قدرت کرنے سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ اُسي جسم کا جو وہ دنیا میں رکھتے تھے اور جس کا گل جانا اور معدوم ھوجانا کہتے تھے اُسي جسم کو خدا پھر اُٹھاویگا *

سورہ مومن — سورہ صافات — سورہ واقعہ میں بالفاظ متحدہ خدا تعالی نے یہہ فرمایا

قالوا ائذامتنا و کنا ترابا و عظاما ائنا لمبعوثون
(انتھی)

و کانوا یقولون ائذامتنا و کنا ترابا و عظاما ائنا لمبعوثون او آباؤنا الاولون قل ان الاولین والآخرین لمجموعون الی میقات یوم معلوم —
(۵۶ سورہ واقعہ ۴۶ — ۵۰)

ھی کہتے ھیں کہ کیا جب ھم مرجاوینگے اور ھم ھوجاوینگے مٹي اور ھڈیاں کیا ھم اُٹھائے جاوینگے — اور سورہ واقعہ میں خدا نے فرمایا اور وہ کہتے تھے کہ کیا جب ھم مر جاوینگے اور ھو جاوینگے مٹي اور ھڈیاں کیا ھم پھر اُٹھائے جاوینگے کیا ھمارے اگلے باپ دادا بھي (اُٹھائے جاوینگے) کہدے کہ بے شک اگلے اور پچھلے ضرور اکھٹے کئے جاوینگے وقت دن معین میں — اس آیت میں سوال تھا کہ کیا ھم اور ھمارے باپ دادا اُٹھائے جاوینگے اُس کا جواب یہہ ملا کہ بے شک اکھٹے کیئے جاوینگے اس سے صاف ظاھر ھی کہ جہاں جہاں قرآن مجید میں بعث کا لفظ آیا ھی اُس سے جمع کرنا مراد ھی نہ اس جسم کو جو ھم دنیا میں رکھتے ھیں بعد معدوم ھوجانے کے پھر پتلا بنا کر اُٹھانا — بعث کا اطلاق لشکر پر ان معنوں میں آتا ھی جبکہ اُن کو ایک جگہہ جمع ھونے کا حکم دیا جاتا ھی پس اس آیت میں خود خدا نے بعث کے معنوں کي تشریح کردي ھی اور اس لیئے اُس کے اور کوئي دوسرے معني نہیں لیئے جاسکتے *

سورہ حج میں خدا تعالی نے فرمایا ھی — اور تو دیکھتا ھی کہ زمین خشک ھوگئي

وتري الارض ھامدۃ فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت وربت وانبتت من کل زوج بھیج ذلک بان اللہ ھوالحق و انہ یحیی الموتی وانہ علی کل شيء قدیر و ان الساعۃ اتیۃ لاریب فیھا و ان اللہ یبعث من في القبور —
(۲۲ — سورۃ الحج ۵ و ۶ و ۷) —

پھر جب ھم برساتے ھیں اُسپر پاني توپھولتي ھی اور بڑھتي ھی اور اوگاتي ھی ھرقسم کي خوش آیند چیزیں — یہہ اسلیئے ھی کہ اللہ وھي برحق ھی اور یہہ کہ وھي زندہ کرتا ھی مردوں کو اور یہہ کہ وھي ھرشی پر قادر ھی اور یہہ کہ قیامت آنے والي ھی اُسمیں کچھہ شک نہیں اور یہہ کہ اللہ اُٹھاویگا اُنکو جو قبروں میں ھیں *

أن کے لیئے جہنم سے بچھونا هی

اور سورۂ یسین میں فرمایا هی - پھونکا جاویگا صور میں پس یکایک وہ قبروں میں

ونفخ فی الصور فاذا هم من الاجداث الی ربهم ینسلون - قالوا یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا هذا ما وعدالرحمن و صدق المرسلون ان کانت الا صیحة واحدة فاذا هم جمیع لدینا محضرون (۳۶ - یسین ۵۱ - ۵۳) -

سے اپنے پروردگار کے پاس دوڑینگے کہینگے اے وائے هم پر کس نے اُٹھایا همکو همارے مرقد سے یہہ وہ هی جس کا وعدہ کیا تھا خدا نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے یہہ نہیں تھا مگر ایک تند آواز میں پھر دفعتاً وہ سب همارے پاس حاضر هونے والے هیں *

اگرچہ ان آیتوں میں خدا تعالی نے اُن لوگوں کا قبروں میں سے اُٹھنا اُن کو جو بعث کے بسبب نہ یقین کرنے روح کے منکر محض تھے زیادہ تر یقین دلانے کو بالفاظ " من فی القبور " اور " من الاجداث " کے بیان فرمایا هی - یعنی جن کو تم قبروں میں گڑا هوا اور گلا سڑا خاک میں ملا هوا سمجھتے هو وهي قبروں میں سے اُٹھینگے - مگر در حقیقت مقصود اور موضوع کلام کا یہہ نہیں هی کہ وہ کہاں سے اُٹھینگے کیونکہ بہت سے ایسے هیں جو قبروں میں نہیں هیں آگ میں جلادیئے گئے هیں جانور کھا گئے هیں بلکہ مقصود مردوں کا یعني جن کو هم مرا هوا سمجھتے هیں اور جن پر مردے کا اطلاق هونا هی قیامت میں اُٹھنا موجود هونا هی لیکن اگر هم کچھہ غور نکریں اور یہي سمجھیں کہ جو لوگ قبروں میں دفن هیں وهي اُٹھینگے تو بھي ان آیتوں سے یہہ بات کہ اُن کا یہي جسم هوگا جو وہ دنیا میں رکھتے تھے کسیطرح سے پایا نہیں جاتا *

قرآن مجید میں دو اور عجیب آیتیں هیں جن سے ثابت هوتا هی کہ قیامت کے دن نہ کسي معدوم جسم کا دوبارہ پتلا بناکر اُٹھایا جاویگا نہ کوئي جدید جسم اُن کو ملیگا بلکہ وهي جسم هوگا جو روح و نسمہ کے اختلاط سے روح نے حاصل کیا تھا اور بعد مفارقت بدن روح نے معہ اُس جسم کے مفارقت کي تھي پس جیساکہ شاہ ولي اللہ صاحب نے فرمایا کہ نشاۂ آخرت تکملہ اسي حیات کا هوگا نہ خلق جدید بالکل ٹھیک معلوم هوتا هی - خدا تعالی نے سورۂ الاسری میں فرمایا هی - اور کہتے هیں کہ کیا جب هم هڈیاں اور گلے هوئے هوجاوینگے

و قالوا ائذا کنا عظاماً و رفاتا ائنا لمبعوثون خلقا جدیدا قل کونوا حجارة او حدیدا او خلقا مما یکبر في صدورکم فسیقولون من یعیدنا

تو کیا هم پھر اُٹھائے جاوینگے نئے پیدا هوکر - کہدے کہ تم پتھر هوجاؤ یا لوھا یا اُس قسم کي پیدایش جو تمھارے دل کو بڑي مستحکم

وَ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ

قل الذي فطرکم اول مرۃ فسینغضون الیک رؤسہم ویقولون متی ھو قل عسی ان یکون قریبا (۱۷ سورۃ الاسری ۵۲ و ۵۳) -

کہدے کہ وہ جس نے پیدا کیا تمکو پہلي دفعہ پھر جھکا دینگے اپنے سروں کو تیري طرف اور کہنے لگینگے وہ کب ہوگا - کہدے کہ شاید یہہ ہووے قریب * لگتي ھو تب بھي تم کہوگے کہ کون ھم کو لوٹا لویگا —

اور سورہ سجدہ میں خدا نے فرمایا ھی — اور اُنھوں نے کہا کہ جب ھم زمین میں

وقالوا ائذا ضللنا فی الارض ائنا لفي خلق جدید بل ھم بلقاء ربھم کافرون قل یتوفنا کم ملک الموت الذي وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون (سورہ سجدہ — ۹ و ۱۰) —

گم ھو جاوینگے (یعني گل گلا کر مٹي ھوکر اُس میں مل جاوینگے) تو کیا ھم ایک نئي پیدایش میں آوینگے — بلکہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے کے منکر ھیں - کہدے کہ تم کو ملک الموت ماریگا جو تم پر متعین ھی پھر اپنے پروردگار کے پاس پھر جاؤگے — ان دونوں آیتوں میں باوجودیکہ سوال خلق جدید سے تھا مگر خدا نے اُس کو قابل جواب نہیں سمجھا کیونکہ خود سوال ھي باطل تھا کہ خلق جدید خلق سابق کے اعمال کي جزا و سزا کي مستحق نہیں ھوسکتي ایک جگہہ تو یہہ فرمایا کہ تمکو پھر وھي حشر میں لویگا جس نے تمکو اول مرتبہ پیدا کیا تھا اور لانیکي کچھہ تفصیل نہیں بتلائي — اور دوسري آیت میں فرمایا کہ اُن کي یہہ باتیں اس بنا پر ھیں کہ اپنے پروردگار سے ملنے کے منکر ھیں اور یہہ جواب دیا کہ جب مروگے تو اپنے پروردگار کے پاس جاؤگے — غرضکہ ان آیتوں سے بھي اس جسم کا جو دنیا میں ھی دو بارہ بنکر اُٹھنا ثابت نہیں ھوتا *

دو آیتیں اور ھیں جن کا ھم اس مقام پر ذکر کرینگے ایک آیت سورہ یسین کي ھی -

وضرب لنا مثلا ونسئی خلقہ قال من یحیی العظام وھي رمیم - قل یحییھا الذي انشأھا اول مرۃ وھو بکل خلق علیم - (۳۶ سورہ یسین ۷۸ و ۷۹)

خدا نے فرمایا کہ ھمارے لیئے یہہ مثال تو لاتے ھیں اور کہتے ھیں کہ کون زندہ کریگا ھڈیوں کو اور وہ تو گل گئي ھونگي اور اپنے پیدا ھونے کو بھول جاتے ھیں کہدے کہ اُن کو زندہ کریگا وہ جس نے تمکو پیدا کیا پہلي دفعہ اور وہ ھر قسم کي آفرینش کو جانتا ھی *

اور سورہ قیامہ میں فرمایا ھی کہ -

ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامہ - بلی قادرین علی ان نسوي بنانہ (۷۵ سورہ قیامہ ۳ و ۴) -

کیا گمان کرتا ھی کہ ھم ھڈیوں کو اکھٹا نکرینگے

اور اُن کے اوپر سے بالاپوش *

یہہ بات نہیں ہی بلکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اُنگلیوں کی پوریوں کو بھی درست کردیں *
قل اللہ یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الی یوم القیامۃ (۴۵ - جاثیہ ۲۵) - اور سورہ جاثیہ میں خدا نے فرمایا ہی کہ — کہدے کہ اللہ تمکو جلاتا ہی پھر تمکو مار ڈالیگا پھر تم کو قیامت کےدن اکھٹا کریگا *

ان تین آیتوں میں سے پہلی دو آیتیں ایسی ہیں جن پر متکلمین نافین نفس ناطقہ استدلال کرسکتے ہیں جیساکہ شرح مواقف میں مذہب اول بیان کیا گیا ہی اور کہہ سکتے ہیں کہ جب اُنہی گلی ہوئی ہڈیوں کے زندہ کرنے کا بیان ہوا ہی اور اُنگلیوں کے پوروں تک کا بنا دینا بتایا ہی تو اس سے اسی جسم کا جو د نیا میں ہی دو بارہ پتلا بنکر اُٹھنا پایا جاتا ہی *

مگر یہہ خیال دو طرح پر غلط ہی ایک اسلیئے کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ کسی سوال کے جواب میں صرف اظہار قدرت سے اس بات کا ثبوت کہ یہی جسم جو دنیا میں ہی دو بارہ پتلا بناکر اُتھایا جاویگا لازم نہیں آتا — دوسرے یہہ کہ اُسی کے ساتھہ بیان ہوا ہی کہ ہو بکل خلق علیم یعنی وہ ہرقسم کے پیدا کرنے کو جانتا ہی کہ گلی ہوئی ہڈیوں کی زندگی کیا چیز ہی اور وہ کیونکر ہوتی ہی — پھر اس سے یہہ سمجھنا کہ وہ گلی ہوئی هڈیاں دوبارہ ایسی ہی ہو جاوینگی جیسیکہ اب اس زندگی میں ہیں ایک صریح غلطی ہی — ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے حل ہوتے ہیں سورہ جاثیہ میں صاف لفظوں میں خدانے فرما دیا ہی کہ اللہ تم کو جلاتا ہی پھر تمکو مارتا ہی پھر تم کو قیامت کے دن اکھٹا کریگا پس یہہ آیت نہایت صاف ہی اور اسی آیت کے سیاق سے تمام آیتوں کے معنی حل ہوتے ہیں *

یہہ مسئلے جو ہم نے اس مقام پر بیان کیئے معاد کے مشکلہ مسایل میں سے تھے اور جہاں تک ہم سے ہوسکا ہم نے اُن تمام آیتوں کو جو اُن سے علاقہ رکھتی تھیں ایک جگہہ جمع کردیا اور بقدر اپنی طاقت کے اُن کو حل بھی کیا اور اُسکی تائید میں علماء محققین کے اقوال بھی نقل کیئے اب معاد کے متعلق کیفیت حساب و کتاب عذاب و ثواب کا بیان باقی ہی جس کو اگلے علماء نے اور خصوصاً امام غزالی اور شاہ ولی اللہ نے نہایت خوبی سے بیان کیا ہی اور ہم بھی اُس کو آیندہ موقع بموقع بیان کرینگے انشا اللہ تعالی *

وكذلك نجزي الظلمين ﴿٣٩﴾ والذين امنوا وعملوا
الصلحت لا نكلف نفسا الا وسعها اولئك اصحب الجنة
هم فيها خلدون ﴿٤٠﴾ ونزعنا ما في صدورهم من غل
تجري من تحتهم الانهر وقالوا الحمد لله الذي هدىنا
لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدىنا الله لقد جاءت رسل
ربنا بالحق ونودوا ان تلكم الجنة اورثتموها بما كنتم
تعملون ﴿٤١﴾ ونادى اصحب الجنة اصحب النار ان قد
وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعد ربكم حقا
قالوا نعم فاذن مؤذن بينهم ان لعنة الله على الظلمين ﴿٤٢﴾
الذين يصدون عن سبيل الله ويبغونها عوجا وهم
بالاخرة كفرون ﴿٤٣﴾ وبينهما حجاب وعلى الاعراف
رجال يعرفون كلا بسيمىهم ونادوا اصحب الجنة ان سلم
عليكم لم يدخلوها وهم يطمعون ﴿٤٤﴾ واذا صرفت ابصارهم
تلقاء اصحاب النار قالوا ربنا لا تجعلنا مع القوم الظلمين ﴿٤٥﴾

اور اسیطرح هم بدلا دیتے هیں ظالموں کو ۳۹ اور جو لوگ ایمان لائے هیں اور اچھے عمل کیئے هیں — هم کسیکو تکلیف نہیں دیتے مگر بقدر اُسکی طاقت کے — وهي لوگ هیں بهشت میں جانے والے اور وہ اُس میں همیشہ رهینگے ۴۰ اور هم نکال لینگے ناخوشي کو جو کچھہ کہ اُن کے دلوں میں هو (یعني بهشت میں کسیکے دل میں ناخوشي نہیں رهیگي) اُنکے نیچے بہتي هونگي نہریں ' اور وہ کہینگے شکر خدا کا جس نے همکو اسکے لیئے هدایت کي اور هم ایسے نہ تھے کہ هدایت پاتے اگر همکو خدا هدایت نکرتا — بے شک آئے تھے همارے پروردگار کے رسول برحق — اور اُنکو پکار کر کہا جاویگا کہ یہہ هي جنت تم اُسکے وارث کیئے گئے هو اُس کام کے سبب سے جو تم کرتے تھے ۴۱ اور پکار کر کہینگے اهل بهشت اهل دوزخ کو کہ بے شک هم نے پایا جو کچھہ هم سے همارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا سچ — پھر کیا تم نے بھي پایا جو کچھہ تم سے تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا سچ — وہ کہینگے هاں ' پھر ایک آواز دینے والا اُن میں آواز دیگا کہ لعنت خدا کي ظالموں پر ۴۲ جو لوگوں کو روکتے تھے اللہ کے رستہ سے اور اُس رستہ کو ٹیڑھا کرنا چاهتے تھے ' اور آخرت کے منکر تھے ۴۳ اور اُن دونوں (یعني جنتیوں اور دوزخیوں کے) بیچ میں حجاب هوگا († یعني کفر پر مرنے کے سبب سے جنتیوں اور دوزخیوں میں ایک ایسی روک هوگي کہ وہ اُن نعمتوں سے جو جنتیوں کو حاصل هونگي کچھہ فائدہ نہیں اوٹھا سکینگے) اور اعراف ‡ پر (یعني معرفت کے مرتبہ پر) لوگ هونگے جو پہچانتے هونگے هر ایک کو (یعني بهشتیوں اور دوزخیوں کو) اُنکي پیشانیوں سے — اور پکار کر کہینگے اهل جنت کو (یعني اُنکو جو جنت میں جانے والے هونگے) سلام علیکم یعني سلامتي هو تم پر — (حالانکہ) وہ ابھي نہیں داخل هوئے اُس میں (یعني جنت میں) اور وہ اُمید رکھتے هیں ۴۴ اور جب پھیري جاوینگي اُنکي آنکھیں اهل دوزخ کی طرف (یعني اُنکي طرف جو دوزخ میں جانے والے هیں) کہینگے اے همارے پروردگار مت کریو همکو ظالم لوگوں کے ساتھہ ۴۵

---

† الحجاب — ان تموت النفس مشرکة وهذه یغفر للعبد مالم یقع الحجاب — (قاموس) —

‡ قول الحسن و قول الزجاج اي احد قولیه ان قوله وعلی الاعراف ای و علی معرفة اهل الجنة واهل النار رجال یعرفون ال واحد من اهل الجنة و من اهل النار بسیما هم (تفسیر کبیر) —

ونادى اصحب الاعراف رجالا يعرفونهم بسيمهم قالوا ما اغنى عنكم جمعكم وما كنتم تستكبرون (۴۶) اهؤلاء الذين اقسمتم لا ينالهم الله برحمة ادخلوا الجنة لا خوف عليكم ولا انتم تحزنون (۴۷) ونادى اصحب النار اصحب الجنة ان افيضوا علينا من الماء او مما رزقكم الله قالوا ان الله حرمهما على الكفرين (۴۸) الذين اتخذوا دينهم لهوا ولعبا وغرتهم الحيوة الدنيا فاليوم ننسهم كما نسوا لقاء يومهم هذا وما كانوا بايتنا يجحدون (۴۹) ولقد جئنهم بكتب فصلنه على علم هدى ورحمة لقوم يؤمنون (۵۰) هل ينظرون الا تاويله يوم ياتي تاويله يقول الذين نسوه من قبل قد جاءت رسل ربنا بالحق فهل لنا من شفعاء فيشفعوا لنا او نرد فنعمل غير الذي كنا نعمل قد خسروا انفسهم وضل عنهم ما كانوا يفترون (۵۱) ان ربكم الله الذي خلق السموت والارض

اور پکارینگے پہچان نے والے (دوزخ میں جانے والے) لوگوں کو پہچانینگے اُنکو اُنکی پیشانیوں سے کہینگے کہ نہ بے پرواہ کیا تمکو تمہارے جمع کیئے ہوئے نے جسپر کہ تم تکبر کرتے تھے (۴۶) (اور بہشت میں جانے والوں کی طرف اشارہ کرکے دوزخ میں جانے والوں سے کہینگے) کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر تم قسم کھاتے تھے کہ خدا اُنکو ہرگز رحمت نہیں پہونچانے کا — (اُسوقت خدا اُن بہشت میں جانے والوں سے کہیگا) کہ جنت میں داخل ہو تمکو نہ کچھہ ڈر ہی اور نہ تم غمگین ہوگے (۴۷) اور پکار کر کہینگے اہل دوزخ اہل جنت کو کہ ڈال دو ہم پر تھوڑا سا پانی میں سے یا اُس میں سے جو خدا نے تمکو دیا ہی — اہل جنت کہینگے کہ خدا نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہی (۴۸) جنہوں نے ٹہرا لیا تھا اپنے دین کو تماشا اور کھیل اور اُنکو دھوکا دیا دنیا کی زندگی نے — پھر آجکے دن اُنکو ہم بھول جاوینگے جیسےکہ وہ بھول گئے تھے اپنے ملنے کے دن کو جو یہہ ہی اور جیسےکہ وہ ہماری نشانیوں سے انکار کرتے تھے (۴۹) اور بے شک ہم نے اُنکو لادی کتاب ' ہم نے اُسکو مفصل کردیا ہی اپنے † علم پر ہدایت ‡ کرنے والی اور رحمت والی اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان لاتے ہیں (۵۰) کس بات کا وہ انتظار کرتے ہیں بجز اُسکے (یعنی اُس وعدہ کے) سچے ہونیکی جسدن کہ آجاویگا اُسکا سچا ہونا کہینگے وہ لوگ جو پہلے سے اُسکو بھول گئے تھے بے شک آئے تھے ہمارے پروردگار کے رسول برحق ' پھر کیا ہمارے لیئے ہیں شفاعت کرنے والوں میں سے تاکہ ہماری شفاعت کریں یا ہمکو پلٹا دیا جاوے (یعنی دنیا میں) تاکہ ہم عمل کریں برخلاف اُسکے جو ہم عمل کرتے تھے — بے شک اُنہوں نے نقصان کیا اپنا آپ اور کھویا گیا اُنکے پاس سے جو وہ افترا

کرتے تھے (۵۱) بے شک تمہارا پروردگار وہ ہی جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو

---

† علی علم اے بعلم منا (تفسیر ابن عباس) —

‡ قولہ ھدی و رحمۃ قال الزجاج ھدی فی موضع نصب اے فصلناہ ھادیا وذا رحمۃ (تفسیر کبیر)

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

۵۲ (ستة ايام) توريت ميں هى كه خدا نے نور و ظلمت كو ايک دن ميں — آسمانوں كو ايک دن ميں — كواكب اور شمس و قمر كو ايک دن ميں - زمين و دريا و اشجار كو ايک دن ميں — حيوانات آبي و هوائي كو ايک دن ميں - حيوانات زمين پر رهنے والے اور انسان كو ايک دن ميں پيدا كيا - يهه سب ملكر چهه دن هوئے *

قران مجيد ميں بهي تمام چيزوں كا چهه دن ميں پيدا كرنا بيان كيا هى - سورة فصلت ميں اُسكي تفصيل بهي هى — اُس سورة ميں - نور و ظلمت كا جسكا زيادة تر اثر زمين پر محسوس هوتا هى اور زمين و اشجار و حيوانات هوائي و آبي و ارضي كا پيدا هونا چار دن ميں - او آسمانوں اور كواكب كا دو دن ميں بيان هوا هى غرضكه جس طرح پر يهوديوں كا اعتقاد تها اُسيكا بطور حكايت اُنكے اعتقاد كے قران مجيد ميں ذكر آيا هى *

ساتواں دن يهوديوں كے هاں خدا كے آرام كرنے كا تها جس سے يهه پايا جاتا تها كه گويا چهه دن تک كام كرنے سے خدا تهک گيا تها يهه خيال خدا كي عظمت اور شان كے موافق درست نه تها اسليئے اُسكي ترديد كردي كه " بے شک هم نے پيدا كيا آسمانوں كو اور زمين كو اور جو كچهه كه اُن دونوں ميں هى چهه دن ميں اور همكو ذرا بهي ماندگی نے نهيں چهوا " اور اُسكي جگهه فرمايا " ثم استوى على العرش " اُن كے پيدا كرنے كے بعد اُنكے اوپر حكومت و سلطنت كي — نه يهه كه تهک كر ساتويں دن آرام كيا *

ولقد خلقنا السموات والارض وما بينهما فى ستة ايام وما مسنا من لغوب (سورة ق آيت ۳۷)

توريت ميں جو چهه دن ميں دنيا كا پيدا كرنا بيان هوا هى اُسپر سخت اعتراضات كيئے گئے هيں اور علمي دلايل سے ثابت كيا هى كه چهه دن ميں دنيا پيدا نهيں هوئی بلكه بهت زيادة عرصه ميں پيدا هوئي هى وه دليليں ايسي مستحكم تهيں كه ٹل نهيں سكتي تهيں اسليئے عيسائي علماء نے كبهي تو كها كه هر ايک دن كي مقدار هزار هزار برس كي تهي - مگر يهه زمانه بهي دنيا كے پيدا هونے كے ليئے كافي نه تها اسليئے آخركار اُنهوں نے دن كے معني ايک زمانه كے ليئے هيں جسكي مقدار مقرر نهيں كي *

جو مسلمان عالم يهه سمجهتے هيں كه خدا نے قران مجيد ميں دنيا كا پيدا هونا چهه دن كے عرصه ميں بطور اخبار كے بيان كيا هى اُنكو بهي وهي مشكليں پيش آتي هيں جو عيسائي علماء كو پيش آئي هيں چنانچه بعض عالموں نے باستدلال آيت سورة سجدة كے

چھہ دن میں پھر قایم ہوا عرش پر

خیال کیا ہی کہ یہہ ایک دن دنیا کے ہزار برس کی برابر تھا — بعض عالموں نے دن سے ایک حالت اور ایک زمانہ مراد لیا ہی اور یہہ راے عیسائی علماء کی اُس راے کے مشابہ ہی جس میں اُنہوں نے دن سے ایک زمانہ مراد لیا ہی اور اُسکی مقدار معین نہیں کی چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ چھہ دن سے اشارہ ہی دیکھنے والوں کی نگاہ میں چھہ حالتوں کی طرف اور یہہ اس طرح پر ہی کہ آسمان و زمین اور جو کچھہ کہ اُن میں ہی تین چیزیں ہوئیں اور اُن میں سے ہرایک کے لئے ذات ہی اور صفت ہی — پس آسمان کی بلحاظ اُسکی ذات کے پیدا کرنے کے ایک حالت ہی اور بلحاظ اُنکی صفات کے پیدا کرنے کے دوسری حالت ہی اور یہی حال ہی زمین کی ذات اور اُسکی صفات کے پیدا کرنیکے لحاظ سے اور اسی طرح اُن دونوں کے بیچ میں جو کچھہ ہی اُنکی ذات و صفات کے پیدا کرنیکے لحاظ سے ہی پس یہہ چھہ چیزیں ہیں چھہ حالتوں میں — مگر چھہ حالتوں کی جگہہ جو چھہ دن کا ذکر کیا ہی اسکا سبب یہہ ہی کہ جب انسان خلق کو دیکھتا ہی تو ایک فعل سمجھتا ہی اور فعل زمانہ میں واقع ہوتا ہی اور دن اُن لفظوں میں [illegible] زمانہ تعبیر کیا جاتا ہی سب سے زیادہ مشہور ہی [illegible] آسمانوں کے پیدا ہونے کے پہلے نہ رات تھی نہ دن تھا — اور یہہ ایسی بات ہی جیسے کوئی دوسرے سے کہے کہ جس دن میں میں پیدا ہوا ہوں وہ مبارک دن تھا — حالانکہ ممکن ہی کہ رات کو پیدا ہوا ہو مگر ایسا ہونا اُسکے مطلب سے خارج نہیں ہی کیونکہ اُسکی مراد دن کہنے سے وہ زمانہ ہی جس میں وہ پیدا ہوا ہی *

فی ستة ایام اشارة الی ستة احوال فی نظر الناظرین وذلک لان السموات والارض ومابینهما ثلاثة اشیاء ولکل واحد منها ذات و صفة فنظرا الی خلقة ذات السموات حالة ونظرا الی خلقة صفاتها اخری و نظرا الی ذات الارض و الی صفاتها کذلک و نظرا الی ذوات مابینهما والی صفاتها کذلک فهی ستة اشیاء فی ستة احوال وانما ذکر الایام لان الانسان اذا نظر الی الخلق رآہ فعلا والفعل ظرفه الزمان والایام اشهرالازمنة و الا قبل السموات لم یکن لیل ولانهار وهذا مثل مایقول القایل لغیرہ — ان یوما ولدت فیه — کان یوما مبارکا — وقد یجوز ان یکون ذلک قد ولد لیلا ولا یخرج عن مرادہ لان المراد هوالزمان الذی هو ظرف ولادته (تفسیر کبیر تفسیر سورہ سجدہ) صفحه ۲۱۶ —

میرے نزدیک امر محقق یہہ ہی کہ جہاں جہاں قرآن مجید میں چھہ دن کے عرصہ میں دنیا کا پیدا ہونا بیان ہی وہ نہ اخبار ہی اور نہ کلام مقصود بلکہ مخاطبین کے اعتقاد

يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ

کو بطور نقل تسلیم کرکے اُسپر دلیل قایم کی هی یعني خدا تعالی نے یہودیوں اور عیسائیوں اور ممکن هی که مشرکین کو بهي مخاطب کرکے یهه فرمایا هی که جسکي نسبت تمهارا یهه اعتقاد هی که اُس نے چهه دن میں دنیا پیدا کي هی وهي خداے واحد ذوالجلال هی مخاطبین کے مسلمه امر سے خدا کے هونے پر اور اُسکي عظمت اور استحقاق عبادت پر استدلال کیا هی نه یهه که خدا تعالی نے بتایا هی که اُس نے چهه دن میں دنیا کو پیدا کیا هی یهي راے بعضے اگلے عالموں کي بهي هی چنانچه تفسیر کبیر میں لکھا هی که ایک سوال کرنے والا یهه پوچهه سکتا هی که ان چیزوں کا چهه دن میں پیدا هونا ممکن نهیں هی که اُسکو صانع کے وجود کے اثبات پر دلیل کیا جاوے ـ اس کا بیان کئی طرح پر هی ـ اول یهه که ان محدث یعني پیدا هوئي هوئي چیزوں سے وجود صانع پر دلیل هونے کي وجهه یا یهه هی که وه پیدا شده هیں یا یهه هی که ممکنات سے هیں یا دونوں باتیں اُسکي دلیل هیں لیکن اس بات کا که وه چهه دن میں پیدا هوئي هیں یا ایک دممیں اُس سے بلاشبهه دلیل پر کچهه اثر نهیں هی * * پهر مصنف تفسیر کبیر اس کا جواب یهه دیتے هیں که خدا تعالی نے توراة کے شروع میں کہا هی که اُسنے چهه دن میں آسمان ، زمین پیدا کیئے هیں اور اهل عرب یهودیوں کے ساتهه مخلوط هوگئے تهے اور ظاهر هی که اُنهوں نے یهودیوں سے یهه بات سني تهي ـ پس گویا که خدا تعالی فرماتا هی که تم بتوں کي پرستش پر مشغول مت هو کیونکه تمهارا پروردگار وه هي هی که جسکي نسبت تم نے عقلمند لوگوں سے سنا هی که بے شک وه وه هی جس نے آسمانوں اور زمینوں کو بے انتها عظمت اور بهت بڑي منزلت پر چهه دن میں پیدا کیا هی *

لسایل ان یسئل فیقول کون هذه الاشیاء مخلوقة في ستة ایام لایمکن جعله دلیلا علی اثبات الصانع و بیانه من وجوه (الاول) ان وجه دلالة هذه المحدثات علی وجود الصانع هو حدوثها او امکانها اومجموعهما فاما وقوع ذلک الحدوث في ستة ایام او في یوم واحد فلااثرله في ذلک البتة * * * فجوابه انه سبحانه ذکر في اول التوراة انه خلق السموات والارض في ستةایام والعرب کانوا یخالطون الیهود والظاهر انهم سمعوا ذلک منهم فکانه سبحانه یقول لانشتغلوا بعبادة الاوثان والاصنام فان ربکم هوالذي سمعتم من عقلاء الناس انه هوالذي خلق السموات والارض علی غایة عظمتها و نهایة جلالتها في ستة ایام (تفسیر کبیر) ـ

اس بیان سے صاف ظاهر هی که ستة ایام کا لفظ صرف نقلاً مخاطبین کے اعتقاد یا اذعان کے مطابق آیا هی نه بطور بیان حقیقت پس لفظ ستة ایام کا کلام مقصود بالذات نهیں هی

ڈھانک دیتا ھی دن رات کو

بلکه بطور نقل و حکایت اعتقاد مخاطبین آیا ھی — اگر اس بات پر همیشه خیال رکھا جاوے که انبیا علیهم‌السلام کا کام نه حقایق اشیاء سے بحث کرنے کا ھی اور نه تمام اُن چیزوں پر رد و قدح کرنے کا ھی جو فی‌الواقع حقایق اشیاء کے برخلاف ھیں بلکه اُن کا کام صرف یهه ھی که جو چیزیں خدا کي وحدانیت اور قدرت و عظمت کے برخلاف لوگوں کے دلوں میں ھوں اُن کو نیست و نابود کریں پس خالق سماوات و الارض کي نسبت جو کچهه که مخاطبین کا اعتقاد برخلاف شان خدا تعالی تها وه صرف تهک کر ساتویں دن اُس کا آرام لینا تها اُسے مثانا ایک پیغمبر کو بلحاظ اپنے منصب پیغمبري کے ضرور تها چنانچه اُس کو الفاظ " و ما مسنا من لغوب " سے مثا دیا اور باقي امور سے کچهه تعرض نهیں کیا پس کوئي ذي عقل انسان جس کو قران مجید کے طرز بیان سے ذرا بهي مس ھی یهه نهیں کهه سکتا که لفظ ستة ایام کا قران مجید میں بطور بیان حقیقت کے واقع ھی *

(استوی علی العرش ،) عرش کے معني لغت میں تخت رب‌العالمین کے — اور تخت بادشاه کے — اور عزت کے — اور جس سے که کوئي امر قایم ھو — اور گهر کي چهت کے — اور سردار قوم کے — اور اُس چیز کے جسپر جنازه اوتهایا جاتا ھی لکهے ھیں *

تمام مفسرین عرش سے تخت رب‌العالمین مراد لیتے ھیں اور اُسکو موجود فی‌الخارج سمجهتے ھیں — تفسیر کبیر میں لکها ھی که تمام مسلمان اسبات پر متفق ھیں که آسمانوں کے اوپر ایک جسم عظیم ھی اور وه تخت رب‌العالمین ھی *

قران مجید میں جهاں عرش کا لفظ آیا ھی وه دو قسم کي آیتیں ھیں ایک وه جن میں صرف عرش کا ذکر ھی اور دوسري وه که جن میں استوی علی‌العرش کا ذکر ھی اول هم اُن دونوں قسم کي آیتوں کو اس مقام پر لکهتے ھیں *

آیات قسم اول جن میں صرف عرش کا ذکر ھی

لااله الا هو علیه توکلت و هو رب‌العرش العظیم - ۹ توبه - ۱۳۰ *

قل لوکان معه آلهة کما یقولون اذا لابتغوا الی ذي‌العرش سبیلا - ۱۷ اسری - ۴۴ *

فسبحان‌الله رب‌العرش عما یصفون - ۲۱ الانبیاء - ۲۲ *

قل من رب‌السموات السبع و رب العرش العظیم - ۲۳ المومنون - ۸۸ *

فتعالی‌الله الملک الحق لااله الا هو رب العرش‌الکریم - ۲۳ المومنون - ۱۱۷ *

الله لااله الا هو رب‌العرش العظیم - ۲۷ النمل - ۲۶ *

يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا

و ترى الملائكة حافين من حول العرش يسبحون بحمد ربهم و قضي بينهم بالحق وقيل الحمد لله رب العالمين – ۳۹ زمر – ۷۵ *
رفيع الدرجات ذوالعرش – ۴۰ مومن – ۱۵ *
سبحان رب السموات والارض رب العرش عما يصفون – ۴۳ زخرف — ۸۲ *
عند ذي العرش مكين – ۸۱ تكوير — ۲۰ *
ذوالعرش المجيد فعال لما يريد – ۸۵ بروج – ۱۵ *
والملك على ارجائها و يحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية – ۶۹ الحاقة – ۱۷ *
الذين يحملون العرش و من حوله يسبحون بحمد ربهم و يومنون به و يستغفرون للذين امنوا — ۴۰ مومن – ۷ *
و هوالذي خلق السموات والارض في ستة ايام وكان عرشه على الماء ليبلوكم ايكم احسن عملا – ۱۱ هود — ۹ *

آيات قسم ثاني جن ميں استوى على العرش كا ذكر هى

ان ربكم الله الذي خلق السماوات والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش — ۷ الاعراف ۵۲ و سورہ ۱۰ يونس ۳ *
الذي خلق السموات والارض وما بينهما في ستة ايام ثم استوى على العرش الرحمن فاسئل به خبيرا — ۲۵ فرقان — ۶۰ *
الله الذي خلق السموات والارض وما بينهما في ستة ايام ثم استوى على العرش مالكم من دونه من ولي ولا شفيع افلا تتذكرون يدبر الامر من السماء الى الارض ثم يعرج اليه في يوم كان مقدارہ الف سنة مما تعدون — ۳۲ السجدہ — ۳ — ۴ *
هوالذي خلق السموات والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش – ۵۷ – حديد – ۴ *
الله الذي رفع السموات بغير عمد ترونها ثم استوى على العرش – ۱۳ رعد – ۲ *
الرحمن على العرش استوى — ۲۰ طه – ۴ *
هوالذي خلق لكم مافي الارض جميعا ثم استوى الى السماء فسواهن سبع سموات وهو بكل شيء عليم — بقر — ۲۸ *
قل أ انكم لتكفرون بالذي خلق الارض في يومين وتجعلون له اندادا ذلك رب العلمين وجعل فيها رواسي من فوقها و بارك فيها وقدر فيها اقواتها في اربعة ايام سواء للسائلين

بلاتا ہی اُسکو جلد جلد

ثم استوی الی السماء وہي دخان فقال لہا وللارض ائتیا طوعاً او کرہاً قالتا اتینا طائعین فقضاہن سبع سموات في یومین و اوحی في کل سماء امرہا وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظا ذلک تقدیرالعزیزالعلیم - ۴۱ فصلت - ۸ لغایت ۱۱ *

باوجود اس کے کہ تمام مسلمان عرش رب العالمین کو ایک جسم عظیم موجودفی الخارج فوق السموات مانتے ہیں مگر لفظ استوی سے تخت پر بیٹھنا مراد نہیں لیتے — بلکہ وہ یقین کرتے ہیں کہ نہ کبھی خدا اُس تخت پر بیٹھا اور نہ کبھی آیندہ بیٹھے گا اور نہ تخت پر اُس کا بیٹھنا ممکن ہی — تفسیر کبیر میں لکھا ہی " فاعلم انہ لایمکن ان یکون المراد منہ کونہ مستقراعلی العرش " کیونکہ اگر خدا تخت پر بیٹھے یا بیٹھا ہوا ہو تو وہ متناہي ہوجاویگا اور جب متناہي ہوگا تو حادث ہوجاویگا — اور حیز معین اور جہت خاص میں محدود ہوگا اور حیز اور مکان کي اُس کو احتیاج ہوگي — پھر وہ مقدار میں عرش سے بڑا ہوگا یا عرش اُس سے بڑا ہوگا یا دونوں برابر ہونگے ہرطرح سے خدا پر مشکل لازم آتي ہی — بڑي مشکل یہہ پڑتي ہی کہ زمین یا دنیا تو کروي ہی اور جب خدا ایک تخت پر بیٹھا دو ایک طرف کي دنیا کے لوگوں سے تو وہ اوپر ہوگا اور دوسري طرف کی دنیا کے لوگوں سے نیچے تو سب سے اوپر ہونا اس کا متحقق نرہیگا - اسي قسم کي سولہہ دلیلیں خدا کے تخت پر بیٹھنے کے امتناع میں تفسیر کبیر میں مندرج ہیں - غرض کہ تمام اہل سنت و جماعت بلکہ تمام فرق اسلامیہ سواے بعض کے خدا تعالے کے جلوس کو ممتنع بیان کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہہ ہی کہ عرش جب سے بنا ہی خالي پڑا ہی اور ہمیشہ خالي پڑا رہیگا — مگر کسي نے یہہ نہ بتلایا کہ پھر وہ بنایا کیوں ہی اور کس کے لیئے ؟ *

جب ہمارے علماء اس مشکل میں پڑے تو اُنہوں نے استوی اور عرش دونوں کے معني بدلے اور کہا کہ ان آیتوں میں جن میں استوی علی العرش کا ذکر ہی وہ چوڑا چکلا جسم عظیم جسکو تخت رب العالمین موجود فی الخارج فوق السموات قرار دیا ہی مراد نہیں ہی بلکہ عرش سے بادشاہت اور مملکت اور استوی سے اُس پر استعلا یعني غلبہ و قدرت مراد ہی چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ " قفال نے کہا ہی کہ عرش کلام عرب میں وہ تخت ہی جسپر بادشاہ بیٹھتا ہی پھر عرش سے ملک اور سلطنت سمجھي جاتي ہی کہا جاتا ہی (ثل عرشہ) جبکہ سلطنت میں خرابي آ جاوے اور

قفال (اے القفال رحمۃ اللہ علیہ) العرش فی کلامہم ہوالسریرالذي یجلس علیہ الملوک

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ

ثم جعل العرش كناية عن نفس الملك يقال ثل عرشه اے انتقض ملكه وفسد وا ذا استقام له ملكه و اطرد امره و حكمه قالوا استوى على عرشه و استقر على سرير ملكه هذا ماقاله القفال واقول ان الذي قاله حق وصدق وصوابه ونظيرة قولهم للرجل الطويل فلان طويل النجاد وللرجل الذي يكثر الضيافة كثير الرماد و للرجل الشيخ فلان اشتعل راسه شيبا و ليس المراد في شئي من هذه الالفاظ اجراءها على ظواهرها انما المراد منها تعريف المقصود على سبيل الكناية فكذا ههنا يذكر الاستواء على العرش والمراد نفاذالقدرة وجريان المشيئةثم قال القفال رحمه الله تعالےوالله تعالے لمادل على ذاته و على صفاته وكيفية تدبيرة العالم على الوجه الذي الفوه من ملوكهم ور وسائهم استقر في قلوبهم عظمةالله و كمال جلاله الاان كل ذلک مشروط بنفي التشبيه فاذا قال انه عالم فهموا منه انه لايخفى عليه تعالى شئي ثم علموابعقولهم انه لم يحصل ذلک العلم بفكرة و لاروية و لا باستعمال حاسة واذا قال قادر علموا منه انه متمكن من ايجاد الكائنات وتكوين الممكنات ثم علموا بعقولهم انه غني فيذلک

جبکہ سلطنت درست ہو اور کام اچھا چلتا ہو اور حکم نافذ ہو تو کہتے ہیں کہ (استوى على عرشه و استقر على سرير ملكه) یعني اچهي طرح اپني سلطنت پر قایم هی اور اپنے سریر مملکت پر مستقر ہی - یہہ وہ ہی جو قفال نے کہا ہی اور صاحب تفسیر کبیر کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہہ حق اور سچ اور صواب ہی اور یہہ ایسا ہی جیسا کہ طویل قامت کے لیئے عرب کا یہہ قول ہی (طویل النجاد) لنبی پرتلہ والہ اور بہت زیادہ ضیافت کرنے والے کے لیئے (کثیر الرماد) بہت خاکستر والہ اور بوڑھے آدمي کے لیئے یہہ کہنا کہ اُس کا سر بڑھاپہ سے روشن ہوگیا (اشتعل راسه شيبا) ان سب الفاظ سے یہہ مراد نہیں ہی کہ وہ اپنے ظاہري معني میں جاري ہیں بلکہ اُن سے یہي مراد ہی کہ اصلي مقصود کو بطور کنایہ کے سمجھا دیا جاوے ایساهي اس موقع پر کہا جاتا ہی (استوى على العرش) اور مراد ہی اُسکي قدرت کا نافذ ہونا اور اُس کي خواہش کا جاري ہونا — قفال نے کہا ہی اللہ تعالے نے جبکہ سمجھایا اپني ذات اور اپني صفات اور اپني کیفیت تدبیر عالم کو اُس طرحپر جس طرح کہ اُنہوں نے اپنے بادشاہوں اور سرداروں کو پایا تھا تو اللہ تعالی کي عظمت اُن کے دلوں میں اُسي طرحپر قایم ہوئي مگر ان سب میں یہہ شرط ہی کہ اللہ تعالے کو تشبیہ ندے جب اللہ نے فرمایا ہی کہ وہ عالم ہی تو اُس سے یہہ سمجھے کہ اُس سے کچھہ مخفي نہیں ہی پھر اپني سمجھہ سے یہہ جانا کہ یہہ علم اللہ تعالے کو فکر اور غور سے نہیں حاصل ہوا اورنہ حواس کے استعمال سے اور جبکہ فرمایا ہی کہ وہ قادر ہی تو جانا کہ وہ پیدا کرنے عالم پر اور ممکنات کے پیدا کرنے پر قادر ہی

اور (پیدا کیا) سورج کو اور چاند کو اور ستارونکو

الایجاد والتکوین عن الالات والادوات وسبق المادة والمدة والفکرة والرویة وهذا القول في کل صفاته واذا اخبروان له بیتا یجب علی عبادة حجه فهموا منه انه نصب لهم موضعا یقصدونه لمسئلة ربهم وطلب حوائجهم کما یقصدون بیوت الملک والرؤساء لهذا المطلوب ثم علموا بعقولهم نفي التشبیه وانه لم یجعل ذلک البیت مسکنا لنفسه ولم ینتفع به في دفع الحر والبرد بعینه عن نفسه فاذا امر هم بتحمیده و تمجیده فهموا منه انه امر هم بنهایة تعظیمه ثم علموا بعقولهم انه لایفرح بذلک التحمید والتعظیم ولایغتم بترکه و الا عراض عنه اذا عرفت هذه المقدمة فنقول انه خلق السموات والارض کما اراد وشاء من غیر منازع و لامدافع ثم اخبرانه استوی علی العرش اے حصل له تدبیر المخلوقات علی ماشاء واراد فکان قوله ثم استوے علی العرش اے بعد ان خلقها استوی علی عرش الملک و والجلال ثم قال القفال والدلیل علی ان هذا هوالمراد من قوله في سورة یونس ان ربکم الله الذي خلق السموات والارض في ستة ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر فقوله یدبر الامر جری مجري

پھر اسي سمجھہ سے یہہ جانا کہ اللہ تعالے اس ایجاد اور پیدا کرنے میں اوزاروں وغیرہ کا محتاج نہیں ہی اور اس کا بھي محتاج نہیں ہی کہ کچھہ مادہ ہیولی اور پھر اُس میں کچھہ مدت غور کرکے کام آئے اور ایسا ھي قول ہی سب صفات اللہ تعالے میں جبکہ اُس نے خبر دی کہ اُس کا ایک گھر ہی اُس کا حج اُن پر واجب ہی اس سے انہوں نے سمجھا کہ اُس نے ایک جگھہ کو مقرر کردیا ہی خدا تعالے سے سوال کرنیکے لیئے اور اُس سے اپني حاجتیں طلب کرنے کے لیئے تاکہ اُس کا قصد کریں جیسیکہ بادشاہ اور سرداروں کے گھرونکا اسی غرض سے قصد کرتے ہیں پھر اپني عقل سے سمجھا کہ وہ تشبیہہ سے پاک ہی اور اُس نے یہہ گھر اپنے رہنے کے لیئے نہیں بنایا ہی اور اس گھر سے اُسکو یہہ فائدہ نہیں ہی کہ وہ اپنے سے گرمي یا سردي کو دفع کرے پھر جبکہ اُنکو حکم کیا کہ اُسکي حمد کریں اور اُس کي بزرگي مانیں تو اُس سے سمجھے کہ اُس نے نہایت درجہ کي تعظیم کا حکم دیا ہی پھر سمجھے کہ خدا تعالے اس تحمید اور تمجید سے نہ خوش ہوتا ہی اور نہ اسکي ترک کرنے سے رنجیدہ ہوتا ہی ـــ جبکہ یہہ مقدمات ذہن نشین سمجھہ لیئے تو ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالے نے زمین آسمان کو جسطرح سے چاہا پیدا کیا بغیر کسي جھگڑہ کرنے اور تکرار کرنے والیکے پھر اُس نے خبر دي (انہ استوی علی العرش) یعني وہ اپني سلطنت پر قایم ہوا مراد یہہ ہی کہ حاصل ہوئي اُسکو تدبیر مخلوقات جس طرح کہ اُس نے چاہا تھا اور ارادہ کیاتھا پس یہہ قول کہ عرش پر قایم ہوا ایسا ہی کہ بعد پیدایش عالم کے اپنے عرش حکومت اور عظمت پر قایم ہوا پھر قفال نے

مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِهٖ

النفسير لقوله استوىٰ علی العرش و قال في هذه الاية اللتي نحن في تفسيرها ثم استوىٰ علی العرش يغشي الليل النهار يطالبه حثيثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره الاله الخلق والامر وهذا يدل علی ان قوله ثم استوىٰ علی العرش اشارة الی ما ذكرنا فان قيل اذا حملتم قوله ثم استوىٰ علی العرش علی ان المراد استوىٰ علی الملك وجب ان يقال الله لم يكن مستويا قبل خلق السموات والارض قلنا انه تعالے كان قبل خلق العالم قادرا علی تخليقها وتكوينها اما ما كان مكونا ولا موجدا الاشياء باعيانها الان احياء زيد واماتة عمرو واطعام هذا وارواء ذلك لا يحصل الا عند هذه الاحوال فاذا فسرنا العرش بالملك والملك بهذه الاحوال صح ان يقال انه تعالے انما استوىٰ علی ملكه بعد خلق السموات والارض وهذا جواب حق صحيح في هذا الموضع (تفسير كبير) جلد ۳ صفحه ۲۳۶ —

كها كه اسبات كي دليل كه يهي معني مراد هيں الله تعالے كے قول كے جو سورة يونس ميں هی كه بےشك همارا پروردگار وه الله تعالے هی جسنے پيدا كيا آسمانوں اور زمين كو چهه دن ميں پهر قايم هوا اپنے عرش پر كه تمام كاموں كي تدبير كرتا هی پس يهه قول "كه يدبر الامر" بمنزله تفسير كے هی جو قول استوىٰ علی العرش كے مطلب كو صاف كهولتا هی اور اس آيت ميں جسكي هم تفسير ميں هيں يوں فرمايا هی ثم استوىٰ علی العرش يغشی الليل النهار يطلبه حثيثا پهر — قايم هوا عرش پر كه چهپاتا هی رات سے دن كو كه تلاش كرتے تهے اُسكو دوڑكر والشمس والقمر مسخرات بامره — الا له الخلق والامر اور چاند اور سورج فرمانبردار هيں اُس كے حكم كے جان تو كه اُسيكے ليئے پيدا كرنا اور حكم كرنا يهه اسي پر دلالت كرتا هی كه اُسكا يهه كهنا كه ثم استوىٰ علی العرش اسيكي طرف اشارة هی جو همنے ذكر كيا اگر يهه اعتراض كيا جاوے كه تمنے قول (استوىٰ علی العرش) كو اسپر قياس كيا كه مراد هی كه اپني حكومت پر قايم هوا تو يهه لازم آيا كه پهلے پيدايش آسمان اور زمين كے اسپر قايم نه تها تو هم اُسكا يهه جواب دينگے كه قبل پيدايش عالم كے وه اُس كے پيدا كرنے اور تكوين پر قادر تها ليكن نهيں تها پيدا كرنے والا اور موجد اشياء معينه كا اسليئے كه زيد كا زنده كرنا اور عمر كا مارنا اُس كو كهانا دينا اور اُسكو پاني دينا يهه نهيں حاصل هوتا مگر ان احوال كے ساتهه پس جبكه همنے عرش كي تفسير ملك سے كي اور ملك خود يهي احوال هيں تو صحيح هی كه يهه كها جاوے كه اپنے ملك پر قايم هوا بعد پيدا كرنے آسمان اور زمين كے اور يهه جواب صحيح هی اس موقع پر *

جو تابعدار کیئے گئے اُسکے حکم کے ساتھہ

اب میں نہایت ادب سے اُن بزرگوں کی خدمت میں جنہوں نے اُن آیتوں میں عرش کے لفظ سے سلطنت اور مملکت مراد لی هی عرض کرتا ہوں که جن آیتوں میں صرف لفظ " رب العرش " کا یا رب العرش العظیم " کا یا " ذی العرش " کا یا " رب العرش الکریم " کا یا " ذوالعرش المجید " کا آیا هی وهاں بهی عرش کے معنی سلطنت و مملکت کے کیوں نہیں لیئے جاتے — جو ایک چوترے چکلے تخت موجود فی الخارج کے جسکا بتانا بهی ظاهرا بیکار معلوم هوتا هی جسپر خدا نه کبهی بیٹها هی نه بیٹهے گا اور نه بیٹهه سکتا هی لیئے جاتے هیں *

هماری اس تقریر کے برخلاف شاید چار آیتیں پیش هوسکتی هیں اور بیان کیا جاسکتا هی که اُن آیتوں میں ایسے مضامین هیں جنکے سبب عرش کو مثل سریر بادشاهی موجود فی الخارج تسلیم کرنیکی ضرورت پڑتی هی *

پہلی آیت سورہ زمر کی هی جہاں قیامت کے حالات میں خدا نے فرمایا هی که " تو فرشتوں کو عرش کے گرد کھڑے هوئے دیکھے گا پاکیزگی سے یاد کرتے هیں ساتهه تعریف کے اپنے رب کو " *

دوسری آیت سورہ الحاقه کی هی جہاں خدا نے قیامت کے حال میں فرمایا هی " اور اوٹهاوینگے تیرے پروردگار کے تخت کو اپنے اوپر آج کے دن آٹهه " *

تیسری آیت سورہ مومن کی هی جہاں خدا نے فرمایا هی که " وہ جو اوٹهاتے هیں عرش کو اور وہ جو اُسکے گرد هیں پاکیزگی سے یاد کرتے هیں تعریف کے ساتهه اپنے پروردگار کو اور اُس پر ایمان لاتے هیں اور معافی چاهتے اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان لائے هیں " *

چوتهی آیت سورہ هود کی هی جہاں خدا نے فرمایا هی که " وہ وہ هی جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چهه دن میں اور اُسکا عرش تها پانی پر " *

سورہ زمر کی آیتیں جن میں عظمت و جلال خدا کا بیان هوا هی وہ سب تمثیلی هیں مفسرین بهی اُنکا تمثیلی هونا قبول کرتے هیں — مثلاً اُس میں فرمایا هی " والارض جمیعا قبضته یوم القیامة والسموات مطویات بیمینه " پس ظاهر هی که خدا کے نه مٹهی هی اور نه اُسکا داهاں هاتهه ، یهه ایک تمثیل یا استعارہ یا مجاز هی جس سے مقصود خدا کی عظمت و قدرت کا ظاهر کرنا هی نه یهه که حقیقتاً خدا زمین کو مٹهی میں لے لیگا اور آسمانوں کو هاتهه پر لپیٹ لیگا *

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ

قال صاحب الکشاف الغرض من هذا الکلام اذا اخذته کما هو بجملته و مجموعه تصویر عظمته والتوقیف علی کنه جلاله من غیر ذهاب بالقبضة ولا بالیمین الی جهة حقیقة او جهة مجاز و کذلک حکم مایروی ان جبریل علیه السلام جاء الی رسول الله صلعم فقال یا ابا القاسم ان الله یمسک السموات یوم القیامة علی اصبع والارضین علی اصبع والجبال علی اصبع والشجر علی اصبع والثری علی اصبع وسایرالخلق علی اصبع ثم یهزهن فیقول انا الملک فضحک رسول الله صلعم تعجبا مماقال— ثم قرء تصدیقا له وما قدروا الله حق قدره الایة — قال صاحب الکشاف و انما ضحک افصح العرب و تعجب لانه لم یفهم منه الا مایفهمه علماء البیان من غیر تصور امساک ولا اصبع ولا هز ولاشی من ذلک ولکن فهمه وقع اول کل شی و آخره علی الزبدة والخلاصة التي هي الدلالة علی القدرة الباهرة و ان الافعال العظام التي تتحیر فیها الافهام ولا تکتنهها الاوهام هینة علیه هو انا لایوصل السامع الی الوقوف علیه الا اجراء العبارة في مثل هذه الطریقة من التخئیل قال ولا نری بابا في علم البیان

صاحب کشاف نے کہا ہی کہ غرض اس کلام سے جب کہ اس سب کو پوري طرح سمجھہ لے جیسا کہ وہ سب ہی اللہ تعالی کي عظمت کي تصویر ہی اور کنہ جلال الہي کي سمجھنے میں توقف کرنا ہی نہ کہ قبضہ اور دائیں ہاتھہ کے حقیقي اور مجازي معنوں کي طرف جانا اور ایسا ہي ہی حکم اُس روایت کا کہ جبریل آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا اے ابوالقاسم اللہ تعالی اوتھالیگا آسمانوں کو قیامت کے دن ایک اونگلي پر اور سب زمینوں کو ایک اونگلي پر اور پہاڑوں کو ایک اونگلي پر اور درختوں کو ایک اونگلي پر اور جو زمینوں کے نیچے ہی اُسکو ایک اونگلي پر اور سب خلقت کو ایک اونگلي پر پہر اُنکو ہلاوے گا پہر کہیگا کہ میں ہي بادشاہ ہوں پس ہنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعجب کرکے اُس کے قول پر پہر بطور تصدیق اسبات کے یہہ آیت پڑھي وما قدروا اللہ حق قدرہ الایۃ — کہا صاحب کشاف نے کہ صرف اس وجہہ سے ہنسے افصح العرب اور تعجب کیا کہ اُنہوں نے اس سے بجز اُسکے اور کچہہ نہیں سمجھا جو کہ علماء علم بیان سمجھتے ہیں بغیر خیال کرنے اوتھانے اور اونگلي اور حرکت کے معنوں کے اور نہیں سمجھا کچہہ اس میں سے بلکہ سمجھا واقع ہونا اول ہرشی کا اور آخر ہرشی کا بطور خلاصہ اور انتخاب کے کہ وہ دلالت ہی اللہ تعالی کي قدرت کاملہ پر اور اسپر کہ وہ بڑے کام جن میں سب عقلا کي عقلیں حیران ہیں اور ذہن اُنکو نہیں سمجھہ سکتے اللہ تعالی پر آسان ہی نہایت آسان — سننے والا اُس سے واقف ہونے تک پہونچ نہیں سکتا بجز اسکے کہ کلام کو اسي طریقہ پر خیال میں لانیکو

جان لو کہ اُسکے لیئے پیدا کرنا ہی اور حکم کرنا

ادق ولاارق ولاالطف من ھذاالباب (تفسیرکشاف صفحہ ۱۲۹۷) بولا جاوے کہا صاحب کشاف نے کہ ہم علم بیان میں کوئي باب اس سے زیادہ دقیق اور لطیف نہیں پاتے ھیں *

و قول قبضتہ ملکہ بلامدافع ولامنازع و بمینہ قدرتہ (کشاف) — جلد دوم صفحہ (۱۲۹۷) علاوہ اسکے صاحب تفسیر کشاف نے ان لفظوں کي مراد اس طرح بیان کي ھی کہ کہا گیا ھی کہ اللہ تعالے کا قبضہ اُس کا ملک ھی جس میں کوئي تکرار کرنے والا اور جھگڑنے والا نہیں ھی اور داہنے ہاتھہ سے مراد اُس کي قدرت ھی *

صاحب تفسیر کبیر مصنف کشاف کي اس تحریر سے کسقدر خفا ہوگئے ہیں اور ارقام فرماتے ہیں کہ " میں کہتا ہوں کہ اس آدمی کا یہہ

اقول ان حال ھذاالرجل في اقدامہ علی تحسین طریقتہ و تقبیح طریقۃ القدماء عجیب جدا فانہ ان کان مذہبہ انہ یجوز ترک ظاہراللفظ و المصیرالي المجاز من غیردلیل فہذاطعن فی القرآن و اخراج لہ من ان یکون حجۃ فی شی و ان کان مذہبہ ان الاصل في الکلام الحقیقۃ وانہ لایجوز العدول عنہ الادلیل منفصل فہذا ھوالطریقہ التي اطبق علیہا جمہور المتقدمین فاین کلام الذی یزعم انہ علمہ و این العلم الذی لم یعرفہ غیرہ مع انہ وقع في التاویلات العسیرۃ والکلمات الرکیکۃ فان قالوا المراد انہ اما دل الدلیل علی انہ لیس المرادمن لفظ القبضۃ والیمین ھذہ الاعضاء وجب علینا ان نکتفي بہذا القدر ولانشتغل بتعیین المراد بل نفوض علمہ الی للہ تعالے فنقول ھذا ھو طریق الموحدین الذین

حال کہ وہ متوجہہ ھی اپنے طریقہ کی خوبي بیان کرنے پر اور پہلوں کے طریقہ کي برائي بیان کرنے پر نہایت ھي عجیب ھی اگر اُس کا یہہ مذہب ھی کہ لفظ کے ظاہري معني کا چھوڑنا اور مجازي معني کي طرف جانا بغیر کسي دلیل کے جایز ھی تو یہہ تو قرآن میں طعن کرنا ھی اور قرآن کو دلیل کے درجہ سے خارج کرنا ھی کہ وہ کسي امر میں حجت نہیں ہوسکیگا اور اگر اُس کا یہہ مذہب ھی کہ کلام میں اصل یہہ ھی کہ معنی حقیقي مراد ہوں اور معني حقیقي سے بغیر کسي جداگانہ دلیل کے پھرنا نہیں چاہیئے پس یہہ وہي طریقہ ھی جسپر سب پہلے علماء نے اتفاق کیا ھی پس کہاں ھی وہ علم جسکو وہ خاص اپنا علم بیان کرتا ھی اور کہاں ھی وہ علم جسکو دوسرا نہیں جانتا ھی باوصف اس کے یہہ بھي خود بہت تنگ تاویلات میں پھنسا ھی اور بہت رکیک کلمات کہے ہیں اگر یوں کہیں کہ مراد یہہ ھی کہ جب دلیل سے یہہ ثابت ہوگیا کہ لفظ قبضہ اور یمین سے یہہ اعلي اعضا مراد نہیں ہیں تو ہم پر واجب ھی کہ اسیقدر پر اکتفا کریں اور جو کچھہ مراد ھی اُس کے معین کرنے میں نہ مشغول ہوں بلکہ اس

تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

يقولون انا نعلم انه ليس مراد الله من هذا الالفاظ هذه الاعضاء فاما تعيين المراد فانا نفوض ذلك العلم الى الله تعالى و هذا هو طريق السلف المعرضين عن التاويلات فثبت ان هذه التاويلات التي اتي بها هذا الرجل ليس تحتها شي من الفائدة (تفسير كبير) —

کے علم کو الله تعالے پر چھوڑ دیں پس ہم کہتے ھیں که یہي ھی طریقه موحدین کا جو یہه کہتے ھیں که نہیں ھی مراد الله تعالے کي ان الفاظ سے یہه اعضا خاص لیکن الله کي مراد کو معین کرنا پس ہم اسکو الله تعالے پر چھوڑتے ھیں یہي ھی طریقه علماء سلف کا جو که تاویلات سے الگ رہیں ھیں پس ثابت ھوا که تاویلات جنکو یہه شخص لایا ھی اُن میں کچھه فائدہ نہیں ھی ●

صاحب تفسیر کبیر کا اسقدر ناراض ھونا بے فائدہ ھی کیونکه ہر شخص جو ظاہر لفظ کو چھوڑکر مجاز کي طرف لیجاتا ھی اُسکے نزدیک دلیل قاطع اسبات کي ھوتي ھی که اس مقام پر اس لفظ سے حقیقت مراد نہیں ھی باقي رہي یہه بات که اتنے ھي پر اکتفا کیا جاوے اور اُسکي تاویل و مراد کو خدا کے علم پر چھوڑ دیا جاوے ایک ایسي بے معني بات ھی جس سے قران مجید کي صدھا آیات کا نازل ھونا لغو اور بیکار ھوجاتا ھی نعوذبالله منہا اور صرف لغو و بیکار ھي نہیں ھوتا بلکه ایسا کرنا نعوذ بالله قرآن مجید کو مضحکه بنانا ھی — ہم قرآن مجید میں پڑھتے ھیں ید الله ـ وجه الله ـ قبضته ـــ یمینه اور کہتے ھیں که ان لفظوں سے ـــ خدا کا ھاتھه ـــ خدا کا منہه ـــ خدا کي مٹھي ـــ خدا کا داہاں ھاتھه مراد نہیں ھی ـــ جب پوچھتے ھیں که اور کیا مراد ھی تو کہا جاتا ھی که خدا ھي کو معلوم ھی ـــ ارے میاں اگر یہي مقصود تھا که خدا ھي کو معلوم رھے تو ان الفاظ کا نازل کرنا اور بندوں کو پڑھوانا ھي کیا ضرور تھا ●

اصل منشاء اس غلطي کا یہه ھی که قران مجید جو بلاشبهه کلام الهي ھی ـ مگر بعضے وقت لوگوں کو یہه خیال نہیں رھتا که وہ انسانوں کي زبان میں بولا گیا ھی ـــ پس اگر وہ درحقیقت انسانوں کي زبان میں بولا گیا ھی اور درحقیقت ایسا ھي ھی تو جس طرح ایسے موقع پر انسان کے کلام کے معني و مراد قرار دیئے جاتے ھیں اُسي طرح قرآن مجید کے الفاظ کے بھي معني و مراد قرار دیئے جاوینگے ـ اس طرح معني قرار دینے کو تاویل کہنا ھی غلطي ھی کیونکه درحقیقت اُس میں کچھه تاویل نہیں ھی بلکه ھمکو یقین ھی که قایل نے اُسي مراد سے وہ الفاظ استعمال کیئے ھیں ●

اب میں کہتا ھوں که سورۂ زمر میں صرف یہي دو لفظ نہیں ھیں جو مجازا استعمال

کہئے گئے ہیں بلکہ اور بھی بہت سے ہیں مثلاً نفخ صور کہ وہ صرف استعارہ ہی وقت معین کے آجانے سے — "مقالید السموات والارض" کا استعمال مجازا ہوا ہی اخیر سورۃ کا تمام مضمون بطور خطابیت کے زبان حال اہل دوزخ و اہل بہشت سے بیان کیا گیا ہی جیسکہ سورہ فصلت میں زمین و آسمان کی زبان حال سے بیان ہوا ہی جہاں فرمایا ہی — "ثم استوی الی السماء وهی دخان فقال لها وللارض ائتیا طوعا او کرها قالتا اتینا طائعین" دوزخ و بہشت میں دروازوں کا ہونا اور دوزخیوں اور بہشتیوں کے لیئے اُنکا کھولا جانا دوزخ پر چوکیداروں کا ہونا اور دوزخ میں جانے والوں کو طعنہ دینا بہشت پر دربانوں کا ہونا اور بہشت میں جانے والوں کو مبارکباد دینا یہہ سب بطور تمثیل کے بیان ہوا ہی خدا تعالی ہمیشہ معاد کے معاملات کو دنیاوی حالات کی تمثیل سے بیان کرتا ہی اور اُس تمثیل سے وہ چیزیں بجنسہ مقصود نہیں ہوتیں بلکہ صرف ماحصل اُسکا مقصود ہوتا ہی — دوزخ کو دنیا کے جیلخانوں کی مانند سمجھنا جسپر چوکیدار اس غرض سے متعین ہوتے ہیں کہ قیدی بھاگ نہ جاویں یا بہشت کو دنیا کے باغوں کی مانند سمجھنا جسپر دربان اس غرض سے متعین ہوتے ہیں کہ کوئی غیر اُس میں نہ چلا جاوے اُسکے پہل نہ توڑلے خدا کی قدرت اور عظمت اور حکمت پر بٹہ لگاتا ہی جو اُسکی شان کے شایاں نہیں اور یہی دلیل اسبات کی ہی کہ ان الفاظ سے اُنکے ظاہری معنی مراد نہیں *

اسی طرح سورہ زمر کی اس آیت میں کہ "تو فرشتوں کو عرش کے گرد کھڑے ہوئے دیکھیگا پاکیزگی سے یاد کرتے ہیں ساتھہ تعریف کے اپنے رب کو" جو کہ دنیا میں بادشاہونکا طریقہ اپنی عظمت و جلال دکھانے کا یہی ہی کہ تخت پر بیٹھتے ہیں تخت کے چاروں طرف عالی موالی کھڑے ہیں بادشاہ کا ادب بجالا رہے ہیں اُسکی تعریف کر رہے ہیں اُسیکی تمثیل میں خدا نے بندوں کے سمجھانے کے لیئے اپنے جلال و عظمت کو بتایا ہی — اس سے یہہ مقصد نہیں نکالا جاسکتا کہ در حقیقت وہاں کوئی تخت ہوگا اور درحقیقت وہاں مجسم فرشتے بطور عالی موالی کے اُسکے گرد کھڑے ہونگے اور خدا کی تعریف میں جو تخت پر بیٹھا ہوگا قصیدے پڑھ رہے ہونگے — نہایت تعجب ہوتا ہی اُن علماء سے کہ خدا کا تخت پر بیٹھنا تو محال و ممتنع قرار دیتے ہیں اورپھر تخت کو اور اُسکے سامان جلوس کو حقیقی اور واقعی سمجھتے ہیں *

سورہ الحاقہ کی جو آیت ہی اُس سے پہلی آیتوں میں خدا تعالی نے قیامت کا اور

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً

تمام دنیا کے برباد هوجانے کا اس طرح پر ذکر کیا هی که — صور پهونکي جاویگي اور زمین اور پهاڑ ریزه ریزه هوجاوینگے اور آسمان کے پرخچے اوڑ جاوینگے اور فرشتے اُسکے کناروں پر هٹ جاوینگے — یهه سنکر انسان کے خیال میں آتا هی که جب سب چیز برباد هوجاویگي تو خدا کي بادشاهت کس پر هوگي کیا خدا کي بادشاهت هي ختم هوجاویگی؟ اس شبهه کے رفع کرنے کو خدا نے اُسکے ساتهه فرمادیا که " و یحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیه " یعني جبکه سب کچهه برباد هوجاویگا اُس دن بهي تیرے پروردگار کي بادشاهت بے انتها چیزوں پر جو اُسکي مخلوق هیں اُسي طرح پر قایم رهیگي *

" حمل " کے معني اوتهانے کے هیں مگر اُسکا استعمال شی مادي موجود فی الخارج کي نسبت بهي هوتا هی اور شی عقلي غیر مادي غیر موجود فی الخارج پر بهي هوتا هی — جیسیکه خدا تعالی نے توریت کے عالموں کي نسبت فرمایا هی " الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوها " اور جیسیکه حافظان قرآن کو حاملان قرآن یا قاضیوں اور مفتیوں کو حاملان شریعت اور گنهگاروں کي نسبت گناهوں کا اوتهانا " حملنا اوزارا " کها جاتا هی — پس حمل کے لفظ سے اُسي چیز کا اوتهانا مراد نهیں هوتا جو موجود فی الخارج هو *

جب کسیکو کسي شی کا حامل کهتے هیں اُس سے اُسکا ظهور لازمي تصور کیا جاتا هی — حاملان تورات اسي لیئے کهتے تهے که اُن سے احکام تورات ظاهر اور معلوم هوتے تهے اور حاملان شریعت سے احکام شریعت پس جس شی سے جو چیز ظاهر هو اُسکو اُسکا حامل کهتے هیں — خدا کي مخلوق سے جو خدا کي سلطنت و بادشاهت ظاهر هوتی هی اُنپر حاملان عرش کا اطلاق هوسکتا هی — پس خدا فرماتا هی که جب یهه سب چیزیں جو تم دیکهتے هو برباد هوجاوینگی تب بهي خدا کي بادشاهت اُسکي اور بے انتها مخلوقات اوتهائے هوئے هوگي *

ثمانیه کا لفظ صرف فصاحت کلام کے لیئے آیا هی اُس سے کوئي عدد خاص مقصود نهیں هی اور اس میں بهت بڑي بلاغت یهه هی که اُسکے دو رکن کے یعني اُسکے مضاف الیه اور مضاف الیه کے مضاف الیه کے بیان کے محذوف کرنے سے عدد غیر متناهي اور اجناس غیر محصور کا اظهار هوتا هی — جیسیکه ثمانیة الاف یا ثمانیة الاف الاف الی غیرالنهایة من المخلوقات الغیر المحصورة — پس اس آیت سے عرش کا وجود فی الخارج ثابت نهیں هوتا بلکه صرف اِسقدر پایا جاتا هی که بعد فنا هونے اس تمام موجودات کے بهي خدا

پکارو اپنے پروردگار کو گڑ گڑا کر چھپا کر

کي بادشاهت بدستور قايم رهيگي *

تفسير کشاف ميں جو قول حسن بصري اور ضحاک کا نقل کيا هى اُس سے بهي ٹهيک ٹهيک يهي مراد معلوم هوتي هى جو هم نے بيان کي هى — اُس ميں لکها هى که —

و عن الحسن الله اعلم کم هم ثمانية ام ثمانية الاف و عن الضحاک ثمانية صفوف لايعلم عدد هم الاالله و يجوز ان يکون الثمانية من الروح اومن خلق اخر فهوالقادر على کل خلق سبحان الذي خلق الازواج کلها مما تنبت الارض و من انفسهم و مما لايعلمون تفسير کشاف صفحه ١٥٢٢ —

حسن سے مروي هى که الله خوب جانتا هى که وه کتنے هيں آٹهه هيں يا آٹهه هزار هيں اور ضحاک سے مروي هى که آٹهه صفيں هيں اور يهه که اُنمين کتنے هيں الله تعالى کے سوا اور کوئي نهيں جانتا اور جائز هى که مراد هو آٹهه روحيں يا اور مخلوق خدا کي پس الله تعالى هي قادر هى سب کي پيدايش پر پاک هى الله جسنے پيدا کيا هى سب جوڑوں کو جنکو اوگاتي هى زمين اور جو خود اُنکے هيں اور جنکو وے نهيں جانتے *

سورة مومن ميں جو آيت هى وه نهايت غور طلب هى اُسکے شروع ميں هى " الذين يحملون العرش " پس بحث يهه هى که الذين کا اشارة کسکي طرف هى — تمام مفسرين کهتے هيں که " الذين " کا اشارة فرشتوں کي طرف هى — صاحب تفسير کبير اُسکي وجهه يهه بيان کرتے هيں که ' اس آيت سے پهلے خدا تعالے نے ايمان والوں کے ساتهه کفار کي عداوت کا حال بيان کيا هى اُس کے بعد بطور تسلي کے کہا که اشرف طبقات مخلوقات فرشتے هيں اور خصوصاً حملة العرش وه ايمان والوں سے نهايت محبت رکهتے هيں پس ان کمينه لوگوں کي عداوت پر کچهه التفات کرنا نهيں چاهيئے *

مگر تعجب يهه هى که کفار دنيا ميں ايمان والوں کے ساتهه عداوت کرتے تهے اور ايذا پهونچاتے تهے اگر اُسکے مقابل کوئي ايسي چيز بيان کي جاتي جو اُس دنياوي ايذا ميں معاونت کرسکتي تو البته ايک تسلي کي بات تهي مگر اُس دنياوي تکليف کے مقابله ميں يهه کهنا که فرشتے همارے گناهوں کي معافي چاه رهے هيں کسطرح پر تسلي دے سکتا هى علاوه اس کے اُس مقام پر فرشتوں کا کچهه ذکر نهيں آيا هى اور جبکه عرش سے سلطنت مراد لي جاوے نه ايک شے مجسم موجود في الخارج تو کوئي قرينه بهي نهيں جس سے " الذين " کا اشارة فرشتوں کي طرف سمجها جاوے *

قرآن مجيد کا مطلب نهايت صاف هى اس سے پهلي آيتوں ميں خدا نے فرمايا هى که

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۵۳﴾ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۴﴾ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۵۵﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ﴿۵۶﴾ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ

" خدا تعالے کي نشانوں " (یعني احکام) میں کوئي جھگڑا نہیں کرتا بجز کافروں کے پھر أنکا شہروں میں پڑے پھرنا یعني أن کي خوشحالي تجھکو دھوکے میں نہ ڈالے * * * ہرایک امت نے اپنے رسول کے پکڑنے و مار ڈالنے کا قصد کیا ہی * * * اور أن لوگوں کي نسبت جو کافر ہیں خدا کا حکم ہوچکا ہی کہ وہ دوزخ میں جانے والے ہیں *

اس کے بعد خدا نے فرمایا " الذین یحملون العرش " کفار کے مقابلہ میں ایمان والے تھے بس صاف ظاہر ہی کہ " الذین " سے اہل ایمان انسان مراد ہیں نہ فرشتے - عرش کے معني سلطنت کے ہم ابھي ثابت کرچکے ہیں پس آیت کے معني صاف ظاہر ہیں کہ " جو لوگ خدا کي سلطنت کو اوٹھائے ہوئے ہیں یعنی وہ جو " انعمت علیہم " میں داخل ہیں اور جو آس کے قریب ہیں یعني صلحا و خیار امت پاکیزگي سے اللہ کي تعریف کرتے ہیں اور اسپر ایمان لاتے ہیں اور معافي چاہتے ہیں أن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں " الي اخرہ ـــ اسکے بعد پھر کافروں کا ذکر کیا ہی پس قرآن مجید میں تو اس مقام پر فرشتوں کا پتہ بھي نہیں اور نہ الذین کے وہ مشار الیہ ہیں *

بے شک وہ نہیں دوست رکھتا حد سے نکل جانے والوں کو (۵۳) اور مت فساد کرو زمین میں اُسکی اصلاح ہونے کے بعد اور پکارو اُسکو ترکر اور اُمید رکھکر ــ بے شک رحمت الله کی قریب هی نیک کام کرنے والوں کے (۵۴) اور وہ وہ هی جو بھیجتا هی هواؤں کو خوش خبری دیتے هوئیں اُسکی رحمت کے آگے یہاں تک کہ جب وہ اوٹھاتی هیں بھاری بادل کو تو هم اُسکو لیجاتے هیں مری هوئی زمین کی طرف پھر برساتے هیں هم اُس سے پانی پھر اوگاتے هیں هم اُس سے هرایک طرح کے میوے ــ اسیطرح هم نکالینگے مردونکو شاید کہ تم نصیحت پکڑو (۵۵) اور زمین جو اچھی هی اُس کی کھیتی اوگتی هی اُس کے پروردگار کے حکم سے اور جو بری هی اُس کی نہیں اوگتی مگر تھوڑی سی - اسطرح هم اولٹ پھیر کر بیان کرتے هیں نشانیونکو اُن لوگونکے لیئے جو شکر کرتے هیں (۵۶) بے شک همنے بھیجا نوح کو اُسکی قوم کے پاس

سورہ هود میں جو آیت هی جسمیں چھہ دن میں آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے ساتھہ یہہ بھی آیا هی کہ " وکان عرشہ علی الماء " کچھہ زیادہ بحث طلب نہیں هی هم اُوپر ثابت کرچکے هیں کہ ستة ایام میں آسمان و زمین کا پیدا کرنا اخبار عن الخلقت نہیں هی نہ کلام مقصود بلکہ نقلاً اعتقاد یہود کا بیان هی ــ یہود کا یہہ بھی اعتقاد تھا کہ خدا کی روح پانی پر چھائی هوئی تھی چنانچہ توریت میں آیا هی ●

و روح الوهیم مرحفت عل فنی هماَیم

یعنی خدا کی روح چھائی هوئی تھی پانیوں کے منھہ کے اوپر ــ " مرحفت " کے ٹھیک معنی مرغی کے انڈے سینے کے هیں یعنی جس طرح مرغی تمام انڈوں کو پروں کے اندر لیکر اور اُن کو گھیر کر بیٹھہ جاتی هی اُسیطرح خدا کی روح پانیوں پر تھی اس آیت میں اُسی اعتقاد یہود کی نقل هی روح کی جگہہ خدا کا عرش یعنی خدا کی سلطنت یا غلبہ بیان هوا هی پس کوئی لفظ اس آیت کا عرش کے وجود خارجی هونے کا مثبت نہیں هی ●

فقال يقوم اعبدوا الله ما لكم من اله غيره اني اخاف عليكم
عذاب يوم عظيم ﴿٥٧﴾ قال الملأ من قومه انا لنرىك في
ضلل مبين ﴿٥٨﴾ قال يقوم ليس بي ضللة ولكني رسول من
رب العلمين ﴿٥٩﴾ ابلغكم رسلت ربي و انصح لكم و اعلم
من الله ما لا تعلمون ﴿٦٠﴾ اوعجبتم ان جاءكم ذكر من ربكم
على رجل منكم لينذركم ولتتقوا و لعلكم ترحمون ﴿٦١﴾
فكذبوه فانجينه والذين معه في الفلك و اغرقنا الذين
كذبوا بايتنا انهم كانوا قوما عمين ﴿٦٢﴾ والى عاد اخاهم
هودا قال يقوم اعبدوا الله ما لكم من اله غيره افلا
تتقون ﴿٦٣﴾ قال الملأ الذين كفروا من قومه انا لنرىك في
سفاهة وانا لنظنك من الكذبين ﴿٦٤﴾ قال يقوم ليس بي
سفاهة ولكني رسول من رب العلمين ﴿٦٥﴾ ابلغكم رسلت
ربي وانا لكم ناصح امين ﴿٦٦﴾ اوعجبتم ان جاءكم ذكر من
ربكم على رجل منكم لينذركم واذكروا اذ جعلكم خلفاء

پھر اُس نے کہا اے میري قوم عبادت کرو الله کي نہیں ھی تمہارے لئے کوئي خدا سواے اُس کے — بے شک میں تم پر خوف کرتا ھوں بڑے دن کے عذاب کا ۵۷ اُسکي قوم کے سرداروں میں سے کہا کہ ھم تجھکو دیکھتے ھیں کھلي ھوئي گمراھي میں ۵۸ (نوح نے) کہا کہ اے میري قوم مجھکو گمراھي نہیں ھی ولیکن میں تمام عالموں کے پروردگار کیطرف سے پیغمبر ھوں ۵۹ میں تمکو اپنے پروردگار کے پیغام پہونچاتا ھوں اور تمہارے لئے بھلائي چاھتا ھوں اور میں الله کے بتائے سے وہ جانتا ھوں جو تم نہیں جانتے ۶۰ کیا تم اس میں تعجب کرتے ھو کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار سے نصیحت آئي تمارے ھي میں سے ایک آدمي پر تاکہ وہ تمکو ڈراوے اور تاکہ تم پرھیز گاري کرو اور تاکہ تم پر رحم کیا جاوے ۶۱ پھر اُنہوں نے اُسکو جھٹلایا پھر بچالیا ھم نے اُسکو اور جو اُسکے ساتھہ کشتي میں تھے — اور ھم نے اُن لوگوں کو ڈبودیا جنھوں نے ھماري نشانیوں کو جھٹلایا — بے شک وہ لوگ اندھے تھے ۶۲ اور (بے شک ھم نے بھیجا) عاد کي قوم کے پاس اُنکے بھائي ھود کو (ھود نے) کہا اے میري قوم عبادت کرو الله کي نہیں ھی تمہارے لئے کوئي معبود سواے اُس کے کیا تم نہیں ڈرتے ۶۳ اُسکي قوم کے سرداروں میں سے اُن لوگوں نے کہا جو کافر تھے کہ بےشک ھم دیکھتے ھیں تجھکو بیوقوفي میں اور بے شک ھم گمان کرتے ھیں تجھکو جھوٹوں میں سے ۶۴ (ھود نے) کہا کہ اے میري قوم میرے ساتھہ بیوقوفي نہیں ھی ولیکن میں رسول ھوں پروردگار عالموں کي طرف سے ۶۵ پہونچاتا ھوں تمکو پیغام اپنے پروردگار کے اور بے شک میں تمہارے لئے خیر خواہ ھوں امانت دار ۶۶ کیا تم نے تعجب کیا کہ آوے تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار سے ایک شخص پر تم میں سے تا کہ تمکو ڈراوے — اور یاد کرو جب تمکو کیا جانشین

مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ

عاد اور ثمود کي نسبت کچهه لکهنے سے پہلے مندرجہ ذیل شجرۂ انساب کا لکهنا مناسب هی
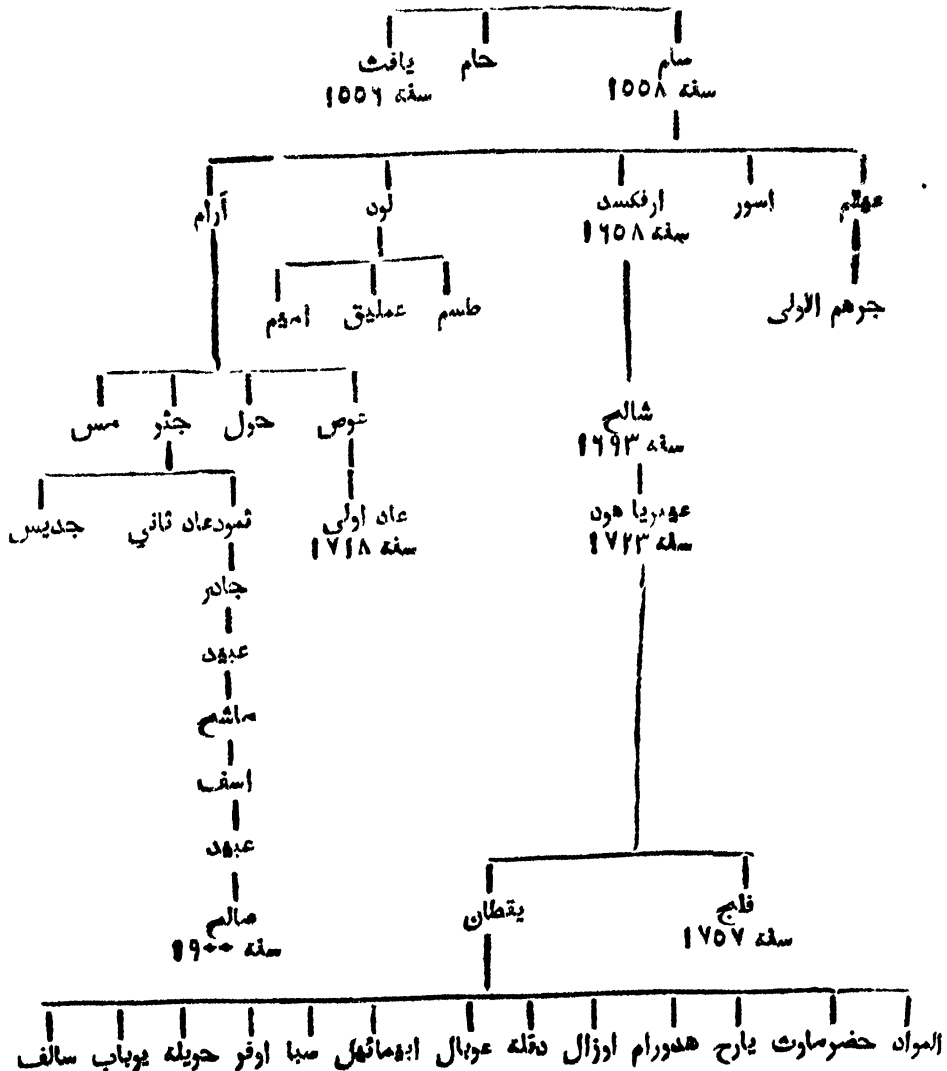
قوم نوح کے بعد

قوم عاد اولی

عاد اولاد سام بن نوح سے ھی — سام کا بیٹا آرام اور اُسکا بیٹا عوص اور اُسکا بیٹا عاد —
معالم التنزیل میں لکھا ھی و ھو عاد بن عوص بن آرام بن سام وھم عاد الاولی — قوم عاد
کی آبادی سریبدا ذزرتا یعنی عرب کے ریتیلے میدان میں تھی اور الاحقاف کہلاتی تھی معالم
التنزیل میں لکھا ھی کانت منازل قوم عاد بالاحقاف وھي رمال بین عمان و حضر موت —
عرب کے نقشه میں جو ریگستان پچپاس درجه طول اور بیس درجه عرض پر واقع ھی
وہ جگہہ الاحقاف ھی جہاں قوم عاد آباد تھی ٭

یہہ قوم عاد اولی کہلاتی ھی جسکی نسبت قران مجید میں کہا گیا ھی " وانه اھلک
عاد الاولی (سورہ نجم آیت ۵۱) ثمود جسکا ذکر آگے آویگا وہ عاد ثانی کہلاتا تھا اور ایک
تیسرا عاد ھی جو عبد شمس یعنی سبا اکبر کی اولاد میں ھی اور جسکا بیٹا شداد ھی
جو سنه ۲۰۹۲ دنیوی میں پیدا ہوا تھا پہلی دونوں قومیں عاد کی حضرت ابراھیم سے
پہلے تھیں اور تیسری قوم حضرت ابراھیم کے زمانه میں ھمارے مفسروں نے علاوہ اُن لغو
قصوں کے جو قوم عاد کی نسبت لکھے ھیں ایک اور غلطی یہہ کی ھی که ان تینوں قوموں
کے واقعات کو گڈ مڈ کردیا ھی ٭

قوم عاد اولی کا واقعی زمانه بتلانا نہایت مشکل ھی مگر انگریزی مورخوں نے جو توریت
میں بیان کیئے ہوئے حساب کے زمانے قایم کیئے ھیں اُسی حساب کی بنا پر ھم بیان کرتے
ھیں که سام سنه ۱۵۵۸ دنیوی میں پیدا ہوا تھا اور ارفکسد جو ارام کا بھائی ھی سنه ۱۶۵۸
دنیوی میں یعنی سو برس بعد پس یہی زمانه قریبا ارام کی پیدایش کا خیال ھوسکتا ھی
اور عاد دو پشت بعد ارام سے ھی پس اگر ساٹھہ برس دو پشت کے لیئے ھم اضافه کریں تو
ظاھر ہوتا ھی که عاد سنه ۱۷۱۸ دنیوی یعنی اٹھارھویں صدی دنیوی میں تھا ٭

ھود جنکا نام توریت میں عیبر لکھا ھی وہ بھی اولاد سام بن نوح سے ھیں عیبر کی
پیدایش توریت کے حساب سے سنه ۱۷۲۳ دنیوی کی ھی اور اس سے ثابت ھی که عاد اور
ھود ایک ھی زمانه میں تھے — اسی صدی میں نمرود نے بابل یا سریا میں بادشاھت قایم
کی تھی اور حام پدر مصریم نے مصر میں اور عاد بن عوص نے الاحقاف میں اور عیبر
یعنی ھود کے بیٹے یقطان نے یمن اور اُسکے اطراف میں — حضرموت یقطان کا ایک بیٹا تھا
جسکے نام سے یمن کے قریب کا وہ ملک جو اندین اوشن یا بحر عرب کے کنارہ پر ھی

وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً

مشہور هی *

یہہ قوم عاد اولی کي نہایت قوي اور قداور تہي جیسیکہ اب بہي بعض ملکوں کے لوگ قوي اور قداور ہوتے ہیں یہي بات خدا تعالی نے اس قوم کي نسبت فرمائي هی کہ " و زاد کم فی الخلق بصطة " (سورہ اعراف ۶۷) اُنکے قد معمولی قداور آدمیوں سے زیادہ نہ تہے — تفسیروں میں جو یہہ بات لکہی هی کہ چہوٹے سے چہوٹا آدمي اُن میں کا ساتہہ ذراع کا لنبا تہا اور اوسط آدمي سو ذراع کا لنبا تہا اور لنبے سے لنبا چار سو ذراع کا محض غلط هی نہ قرآن مجید سے یہہ بات ثابت هی نہ اور کسي سند سے — قدیم علماء نے بہی اس سے انکار کیا هی تفسیر کبیر میں لکہا هی " منہم من حمل هذا اللفظ علی الزیادة فی القوة و ذلک لان القوي متفاوتة فبعضہا اعظم و بعضہا اضعف " یعني بعض عالموں نے " زادکم فی الخلق بصطة " سے اُنکا زیادہ قوی ہونا مراد لیا هی نہ لنبا قد ہونا - بعض عالموں نے ان لفظوں سے یہہ مراد لي هی کہ اُس قوم کے لوگ کثرت سے تہے اور آپسمیں محبت رکہتے تہے اور ایک دوسرے کے مددگار ہوتے تہے اور اس ارتباط کے سبب سے گویا ایک جسم ہوگئے تہے نہ یہہ کہ اُنکے قد بہت لنبے تہے اور وہ تمام دنیا کے لوگوں سے زیادہ چوڑے چکلے تہے *

وقال قوم یحتمل ان یکون المراد من قولہ و زادکم فی الخلق بسطة کونہم من قبیلة واحدة متشارکین فی القوة والشدة والجلادة وکون بعضہم محبا للباقین ناصرا لہم وزوال العداوة والخصومة من بینہم فانہ تعالی لما خصہم بہذہ الانواع من الفضایل والمناقب فقد قررلہم حصولہا فصح ان یقال وزادکم فی الخلق بسطة (تفسیر کبیر)

سورة الفجر میں خدا تعالی نے فرمایا هی " الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التي لم یخلق مثلہا في البلاد " *

اس آیت میں بہي اسی قوم عاد اولی کا تذکرہ هی — ارم عاد کے دادا کا نام هی جو کہ متعدد قومیں عاد کے نام سے مشہور تہیں جیسیکہ ہم نے اوپر بیان کیا اسی لیئے خدا تعالی نے ایک جگہہ اس قوم کو عاد اولی کرکے بیان کیا اور اس جگہہ اُسکے دادا کے نام سے پس ارم بیان هی یا بدل هی لفظ عاد سے یعني ارم کي اولاد والا عاد ذات العماد سے بہي اسیطرح اُنکا قوی اور قداور ہونا بتایا هی جیسیکہ لفظ زادکم فی الخلق بصطة سے بتایا هی لفظ لم یخلق مثلہا فی البلاد سے صاف پایا جاتا هی کہ عماد سے اُنکے مخلوق قد مراد ہیں نہ کہ کسي مکان کے مصنوعي ستون — چنانچہ اکثر تفسیروں میں اور نیز تفسیر کبیر میں

اور زیادہ قوی ہیکل کیا تمکو پیدایش میں

اما ارم فهو اسم لجد عاد و في المراد منه في هذه الاية اقوال احدها ان المتقدمين من قبيلة عاد كانوا يسمون بعاد الاولى فلذلك يسمون بارم تسمية لهم باسم جدهم (تفسير كبير)
في قوله ارم وجهان وذلک لانا ان جعلناه اسم القبيلة كان قوله ارم عطف بيان لعاد وايذانا بانهم عاد الاولى القديمة
(تفسیر کبیر)

جیسا کہ حاشیہ پر منقول ہی اسي کے مطابق علماء و مفسرین کے اقوال نقل کئے ہیں مگر اسکے سوا اور قول بھی ہیں جن میں غلطي سے ارم کو شہر کا نام سمجھا ہی اور ذات العماد سے عمارات رفیعہ مراد لی ہی اور یہہ محض غلط ہی اسلیئے کہ قوم عاد اولی ریگستان میں رہتی تھی اور اُنکی کوئی عالیشان عمارتیں نہ تھیں — بعض عالموں نے غلطي پر غلطي یہہ کي ہی کہ ارم کو باغ تصور کیا ہی اور لکھا ہی کہ عدن کے پاس شداد نے بنایا تھا مگر یہہ محض ناواقفیت سے لکھا ہی شداد کے باپ کا نام بھي عاد ہی مگر وہ اُس زمانہ میں نہ تھا اور نہ اُس نے کوئي ایسا باغ جیسا کہ مفسر بیان کرتے ہیں بنایا تھا *

بعض مفسرین کي یہہ راے ہی کہ قوم ارم خیموں میں رہتي تھی اور خیموں میں ضرور ہی کہ عماد یعني استادے ہوں جن پر خیمے کھڑے ہوتے ہیں اور عمد کي جمع عماد آتی ہی مگر اس راے سے یہہ الفاظ قران مجید کے کہ لم یخلق مثلہا في البلاد مساعدت نہیں کرتے ریورنڈ فاسٹر نے ایک تاریخانہ جغرافیہ عرب کا لکھا ہی اور اُس میں نویري کے تاریخانہ جغرافیہ سے بعض حالات نقل کئے ہیں سنہ ۶۶۰ عیسوي و سنہ ۶۷۰ عیسوي کے درمیان یعني مطابق سنہ ۴۰ وسنہ ۵۰ ھجري کے معاویہ ابن ابي سفیان کے عہد حکومت میں عبدالرحمن یمن کا حاکم تھا اُس نے چند کتبے قدیم زمانہ کے یمن و حضرموت کے نواح کے کہنڈراتوں میں پائے تھے اور پڑھے گئے تھے اور لوگوں نے خیال کیا تھا کہ یہہ کتبے قوم عاد کے زمانہ کے ہیں — اُنکا عربي ترجمہ نویري کے جغرافیہ میں مندرج ہی اُن میں سے چند کتبوں کے ترجموں کو اُس کتاب سے ہم اس مقام پر لکھتے ہیں *

ترجمہ کتبہ اول مندرجہ جغرافیہ نویري

غنینا زمانا في عراصة ذا القصر * بعیش غیر ضنک ولا نزر
یفیض علینا البحر بالمد زاخرا * فانہار نا مترعة یجر
خلال نخیل باسقات نواطرها * نفق بالقسب المجزع والتمر
نصطاد صید البر بالنخل و القنا * و طورانصیدالنون من لجج البحر

فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللّٰهِ

و نرفل فی الخز المرقم تارة * وفي القز احیانا وفي الحلل الخضر
یلهنا ملوک یبعدون عن الخنا * شدید علي اهل الخیانه والغدر
یقیم لنا من دین هود شرایعا * ونؤ من بالایات والبعث والحشر
اذا ماعدو حل ارضا یریدنا * برزنا جمیعا بالمثقفة السمر
نحامي علی اولادنا و نسائنا * علی الشهب والکمیت المنیق والشقر
نقارع من یبغی علینا و یعتدي * باسیا فنا حتی یولون بالدبر

دوم ـــ ترجمه کتبه مندرجه جغرافیه نویري

غنینا بهذا القصر دهرا فلم یکن * لنا همة الا البلد ذوالقطف
تروح علینا کل یوم هنیدة * من الابل یعشق في معاطنها الطرف
و اضعاف تلک الابل شاه کانها * من الحسن ارام او البقر القطف
فعشنا بهذ القصر سبعة احقب * باطیب عیش جل عن ذکره الوصف
فجاءت سنون مجد بات توا حل * اذا ما مضا عام اتی اخر یقفو
فظلنا کان لم نغن فی الخیر لمحة * فماتوا ولما یبق خف ولا ظلف
کذلک من لم یشکرالله لم یزل * معالمه من بعد ساحته تعفو

سوم ـــ کتبه مندرجه کتاب ابن هشام

قال ابن هشام حفرالسیل عن قبر بالیمن فیه امراة في عنقها سبع مخانق من بر وفي یدیها و رجلیها من الا سورة والخلا خیل والدمالیج سبعة سبعة وفي کل اصبع خاتم فیه جوهرة مثمنة و عندراسها تابوت مملو مالا ولوح فیه مکتوب *

باسمک اللهم اله حمیر

انا تاجة بنت ذي شفر بعثت مایرنا الی یوسف

فابطا علینا فبعثت لاذتي	بمد من ورق لتاتیني بمد من طحین
فلم تجده فبعثت بمد من ذهب	فلم تجده فبعثت بمد من بحري
فلم تجده فامرت به فطحن	فلم انتفع به فاقتفلت
فمن سمع بي فلیر حمني	واية امراة لبست حليا من حلیي

فلا ماتت الا موتتي

پهر یاد کرو الله کي نعمتوں کو

سنه ۱۸۳۴ع میں سرکار انگریزي نے یمن کي پیمایش کے لیئے کچهه افسر بهیجے انهوں نے حصن موت میں جو سمندر کے کنارہ پر هی ایک پہاڑ پر ایک قلعه کے کهندرات معلوم کیئے اور ان کهندرات میں پتهر پر کهدے هوئے کتبے دیکهے تحقیق سے معلوم هوا که وہ قلعه حصن غراب کے نام سے مشہور هی (طول بلد ۴۸ درجه ۲۰ دقیقه اور عرض بلد ۱۴ درجه) وهاں ایک اونچي جگهه پر ایک کتبه ملا پرانے حرفوں میں پتهر پر کهدا هوا جو حرف که کوفي حرفوں سے بهي بہت پہلے کے هیں — اور اُس سے کسیقدر نیچے ایک اَور کتبه پایا اور ایک پہاڑي کي چوٹي پر ایک اَور چهوٹها سا کتبه ملا علاوہ اسکے حصن غراب سے پچاس میل کے فاصله پر اور کهندرات ملے نقب الحجر کے نام سے اور اُسکے دروازہ پر ایک کتبه ملا ان کتبوں کي بعینه نقل کرلی گئي *

ان کتبوں کي تحقیقات هوتي رهي جب وہ پڑهے گئے تو معلوم هوا که نویري کے جغرافیه میں جو کتبه هی وہ ترجمه هی حصن غراب کے بڑے کتبه کا چنانچه اصلي کتبه کا ترجمه انگریزي میں کیا گیا جسکا اُردو ترجمه هم اس مقام پر لکهتے هیں *

ترجمه حصن غراب کے بڑے کتبه کا

هم رهتے تهے رهتے هوئے مدت سے عیش و عشرت میں زمانه میں اس وسیع محل کے هماري حالت بري تهي مصیبت اور بدبختي سے بهتا تها همارے تنگ راسته میں *

سمندر زور سے لهراتا هوا اور غصه سے ٹکراتا هوا همارے قلعه سے — همارے چشمه بهتے تهے گنگناتي هوئي آواز سے گرتے تهے *

کهجور کے بلند درختوں سے اوپر جنکے رکهوالے کثرت سے بکهیرتے تهے خشک کهجور (یعني اُنکي گٹهلیاں) هماري گهاٹي کي کهجور کي زمین میں وہ اپنے هاتهه سے پهیلاتے تهے سوکهے چانول (یعني بوتے تهے) *

هم شکار کرتے تهے پہاڑي بکروں کو اور نیز خرگوش کے بچوں کو پہاڑیوں رسیوں اور سرکنڈوں سے بهکاکر بلاتے تهے جهگڑتي هوئي مچهلیوں کو *

هم چلتے تهے آهسته مغرور چال سے پہنے هوئے سوئی کا کام کیئے هوئے مختلف رنگ کے ریشمي کپڑے بالکل ریشم کے کاهي سبز رنگ کي چار خانه دار پوشاک *

همپر حکومت کرتے تهے بادشاہ جو بہت دور تهے ذلت سے اور سخت سزا دینے والے تهے بدکار اور منکر آدمیوں کے اور انهوں نے لکهي همارے واسطے مطابق اصول هود کے *

لعلكم تفلحون ۶۷

عمدہ فنوے ایک کتاب میں محفوظ رہنے کے لئے اور ہم یقین کرتے تھے معجزہ کے بھید میں مردوں کے بھید میں اور ناک کے سوراخ کے بھید میں *

ایک حملہ کیا لٹیروں نے اور ہمکو ایذا پہونچاتے ہم اور ہمارے فیاض نوجوان جمع ہوکے سوار ہوکر چلے معہ سختت اور تیز نوکدار برچھیوں کے آگے کو جھپٹتے ہوئے *

مغرور بہادر حمایتی ہمارے خاندانوں اور ہماری بیویوں کے لڑتے ہوئے دلیری سے گھوڑوں پر سوار جنکی لنبی گردنیں تھیں اور جو سمند اور لوھیا رنگ اور سرنگ تھے *

ہم اپنی تلواروں سے زخمی کرتے ہوئے اور چھیدتے ہوئے اپنے دشمنوں کو یہاں تک کہ ہمارا مرکے ہم نے فتح کیا اور کچل ڈالا ان ذلیل آدمیوں کو *

ترجمہ اُس کتبہ کا جو اس کتبہ کے نیچے کھدا ہوا ھی

علاحدہ حصوں میں تقسیم کیا گیا اور لکھا گیا سیدھے ہاتھہ سے اُلٹے ہاتھہ کی طرف اور نقطہ لگے ہوئے یہہ گھت فتح کا سرش اور وزرنا نے عوص نے چھید ڈالا (یعنی زخمی کردیا) اور تعقب کیا بنی عک کا اور اُنکے چہروں کو سیاھی سے بھردیا *

ترجمہ چھوٹے کتبہ کا جو پہاڑی کی چوٹی پر ھی

دشمن کی سی نفرت سے گنہگار آدمیوں پر *

ہم نے حملہ کیا آگے کو توڑاکر اپنے گھوڑوں کو اُنکو پاؤں کے نیچے روند ڈالا *

ترجمہ کتبہ کا جو نقب الحجر کے دروازہ پر ھی

رہتے تھے اس محل میں اب (ابو) محارب اور بعدہ جبکہ یہہ ابتدا میں تیار ہوا رہتے تھے اس میں خوشی سے فرزندانہ اطاعت کے ساتھہ نواس اور ونیا حاکم اعلی حزبحل مالک محل کا جس نے فیاضی سے بنایا کاروار سرائے اور کنواں ...... اُسنے نیز بنایا عبادت خانہ فوارہ اور تالاب اور بنایا زنانہ اپنے عہد میں *

ریورنڈ فاسٹر نے اس بڑے کتبہ کے نیچے جو کتبہ ھی اُس میں عک کا نام دیکھہ کر اس کتبہ کا زمانہ قرار دینے پر توجہہ کی اور کہا کہ عک بیٹا تھا عدنان کا اور مسلمانوں کی حدیث کے مطابق جو ام سلمہ سے منقول ھی عدنان حضرت اسمعیل کی چوتھی پشت میں تھا پس اس حساب سے کہ ایک پشت کا زمانہ تیس برس لگایا جاوے تو عک یعقوب کی زندگی کے اُس زمانہ میں ہوگا جبکہ یوسف بھی موجود تھے اور قریب پچاس برس کے قبل اُسوقت کے جبکہ مصر اور اُس کے قرب و جوار کے ملکوں میں قحط ہوا تھا *

تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿٦٩﴾

ریورنڈ فاسٹر لکھتے ھیں کہ یوسف نے تاریخ سے ھمکو معلوم ھوتا ھی کہ اُس زمانہ میں اسمعیل کي اولاد مختلف فرقوں اور قوموں میں منقسم ھوکر پھیل گئي تھي ـــ اور نویري کے جغرافیہ میں جو دوسرا کتبہ ھی اُس سے قحط کا حال معلوم ھوتا ھی جس میں وہ قوم تباہ ھوگئي ـ ان وجوہ سے وہ اُن کتبوں کو یعقوب علیہ السلام کے زمانہ کا قرار دیتے ھیں *

جبکہ ریورنڈ فاسٹر نے یہہ تسلیم کرلیا کہ یہہ کتبے قوم عاد کے ھیں جسکا قران مجید میں ذکر ھی اور اُنکا زمانہ اُنھوں نے حضرت یعقوب کے زمانہ کے مطابق قرار دیا تو اب وہ قران مجید پر گویا دو اعتراض کرتے ھیں ایک یہہ کہ قوم عاد کا نوح کي قوم کے بعد ھونا جیسا کہ قران مجید میں بیان ھوا ھی کہ " اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح " صحیح نہیں ھی ـــ دوسرے یہہ کہ کتبہ سے ظاھر ھوتا ھی کہ وہ لوگ اپنے بادشاھوں کے قوانین پر عمل کرتے تھے اور حضرت ھود کا اُن لوگوں میں جانا جیسا کہ قران مجید میں بیان ھوا ھی کہ " و الی عاد اخاھم ھودا " ثابت نہیں ھوتا *

مگر یہہ دونوں اعتراض جیسے عجیب ھیں ویسے غلط بھي ھیں ـــ اول یہہ کہ قوم عاد اولی جسکا ذکر قران مجید میں ھی وہ یمن یا حضر موت میں نہیں بستي تھي ـــ یمن و حضر موت و حویلہ میں خود حضرت ھود کي اولاد بستي تھي اور حضر موت اور حویلہ اور سبا جنکے نام سے اب تک وہ مقامات مشہور ھیں حضرت ھود کے پوتے تھے ـــ اور یقطان ابن عھبر یعني ھود وھاں جاکر بسے تھے پس اُنھوں نے جو ان کتبوں کو عاد کي قوم کے کتبے قرار دیئے ھیں یہہ محض غلطي ھی *

دوسرے یہہ کہ جو زمانہ ان کتبوں کا ریورنڈ فاسٹر نے قرار دیا ھی وہ بھي غلط ھی ـــ ام سلمہ کي روایت جسکي بنا پر ریورنڈ فاسٹر نے عدنان کو حضرت اسمعیل کي چوتھي پشت میں قرار دیا ھی وہ روایت ھی غلط اور محض نا معتبر و بے سند ھی صحیح نسب نامہ کے بموجب جو برخیا کاتب وحي ارمیا نبي نے لکھا ھی (دیکھو خطبات احمدیہ) اُسکے مطابق عدنان باپ معد و عک کا اکتالیسویں پشت میں حضرت ابراھیم سے تھا حضرت ابراھیم بموجب حساب مندرجہ توریت کے سنہ ۲۰۰۸ دنیوي میں پیدا ھوئے تھے پس جو حساب نسلوں کے پیدا ھونیکا ھی اُس حساب سے عک قریبا سنہ ۳۴۰۰ دنیوي میں ھوگا یعني چودہ سو برس بعد حضرت ابراھیم کے اور کتبہ میں عک پر فتح پاني نہیں لکھي ھی بلکہ بغي عک پر لکھي ھی جس سے ثابت ھوتا ھی کہ عک کي بھي کئي پشت

قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ

کے بعد کا هی *

نویري کے دوسرے کتبه کو جس میں قحط کا ذکر هی مسٹر فاسٹر پهلے کتبه کا تتمه سمجهتے هیں تاکه پهلے کتبه کو بهي یعقوب و یوسف کے زمانه کا قرار دیں — مگر وہ اصلي کتبه دستیاب نهیں هوا اور نه یهه معلوم هی که وہ کهاں تها نه یهه معلوم هی که کس خط میں تها پس کوئي دلیل نهیں هی که نویري کے پهلے و دوسرے کتبه کو ایک زمانه کا قرار دیا جاوے *

کچهه عجب نهیں که یهه کتبے قوم حمیر کے هوں جس میں سلاطین نامدار اور باوقار گذرے هیں یقطان ابن عیبر یا ابن هود یمن میں آباد هوا اُسکا بیٹا سبا تها اور سبا کا بیٹا حمیر اُسکي اولاد میں بڑے بڑے بادشاہ گذرے هیں اور اُسکي اولاد کي سکونت حضر موت میں تهي جو اُسکے ایک بیٹے کے نام سے مشهور هی پس یهه کتبےٌقوم حمیر کے هوسکتے هیں نه قوم عاد کے — اسکي تائید اُس کتبه سے هوتي هی جسکا ذکر ابن هشام نے کیا هی جو اطراف یمن کي ایک قبر میں سے نکلا هی کیونکه اُسکے شروع میں لکها هی " باسمک اللهم اله حمیر " اور یهه ایک ایسا ثبوت هی جس سے قوم حمیر کے کتبه هونے سے انکار هي نهیں هوسکتا *

حصن غراب کے چهوٹے کتبه میں بلاشبهه بني عک پر فتح پانے کا ذکر هی عک جو حضرت اسمعیل کي اولاد میں سے تها اور جنکا مسکن حجاز میں تها معلوم هوتا هی که اُسکي اولاد یعني بني عک نے کسي زمانه میں یمن پر یا حضر موت پر حمله کیا هوگا زمانه کے حساب سے معلوم هوتا هی که یهه واقعه اُس زمانه میں هوا جس زمانه میں که بخت نصر نے مصر اور عرب پر حملے کیئے تهے اُس حمله میں بني عک کو شکست هوئي هوگي جسکا ذکر اس کتبه میں هی *

حصن غراب کے بڑے کتبه سے جو اب بهي موجود هی نهایت استحکام سے قرآن مجید کے اس تاریخي واقعه کا ثبوت هوتا هی که خدا تعالے نے عرب میں هود پیغمبر کو لوگوں کي هدایت کے لیئے مبعوث کیا تها اور بعث و نشر کے عقاید اُنهوں نے تعلیم کیئے تهے اور جو که قوم حمیر اور تمام بادشاهان یمن حضرت هود کي اُولاد میں تهے اُن کے بادشاهوں نے اُن تمام عقاید کو جو حضرت هود نے تعلیم کیئے تهے اپني کتابوں میں لکهے تهے جسپر وہ یقین کرتے تهے مگر افسوس هی که اُن تمام عقاید کے ساتهه آخر کو اُن لوگوں میں بت پرستي بهي

أنهوں نے کہا کہ کیا تو همارے پاس آیا هی تاکہ هم عبادت کریں الله واحد کی

پهیل گئی تهي جسکو محمد رسول الله نبي اخرالزماں نے تمام جزیرہ عرب سے بلکہ دنیا کے بہت بڑے حصہ سے معدوم کیا اور خدا کی وحدانیت کے اصول کو ایسي وضاحت اور عمدگی سے بتا دیا جس سے اُمید هی کہ اُن کے پیروں میں بت پرستي قایم هونی ممتنعات عقلي سے هی اور یہی ایک امر هی جس کے سبب ابراهیم خلیل الله کے پوتے اور عبدالله کے بیٹے نے خاتم الانبیاء هونے کا تاج پهنا اور اُس کے دین نے " الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتي ورضیت لکم الاسلام دینا " کا خطاب حاصل کیا وصلی الله تعالی علی جدي محمد رسول الله وعلی اٰله و انامنهم اجمعین *

اب همکو اُس عذاب کا بیان کرنا باقی هی جو قوم عاد پر نازل هوا تها اور جسکا ذکر اُن آیتوں میں آیا هی جو حاشیہ پر مندرج هیں † وہ عذاب آندهی تهی جو اُس ریگستان کے رهنے والوں پر نازل هوئي تهی آٹهہ دن اور سات رات برابر آندهي چلتي رهي اور بخوبي یہہ بات خیال میں آ سکتي هی کہ جب ایسی آندهی ریگستان کے ملک میں چلي جو گرم ملک تها او جس میں نہایت سخت لوکیں ہی کیفیت هوگی تو وهاں کے رهنے والونکا کیا حال هوا هوگا بے شک اُن کی لاشیں ایسے هی پڑی هونگي کہ گویا درخت جڑ سے اوکهڑ کر گرپڑے هیں جس کي تشبیہ خدا نے دي هی " کانهم اعجاز نخل منقعر — کانهم اعجاز نخل خاویہ " لو کی گرمي کے مارے اُن کے بدن بهکري هوکر بکس گئے هونگے جیسے لو زدہ انسان کا بدن هوجاتا هی جس کي تشبیہ خدا نے اسطرح پر دی هی کہ " ماتذرمن شی اتت علیہ الا جعلتہ کالرمیم " *

ارفکسد بن سام کي اُولاد میں حضرت هود تهے اور ارام بن سام کی اُولاد میں عاد اور قوم عاد تهي اسوجهہ سے خدا نے حضرت هود کو قوم عاد کا بهائي کہا حضرت هود احقاف میں گئے جہاں قوم عاد بستي تهي اور بت پرستي

† فارسلنا علیهم ریحاصرصرا فی ایام نحسات لنذیقهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا ولعذاب الاخرة اخزی و هم لاینصرون — ۴۱ سورہ فصلت — ۱۵ —
کذبت عاد فکیف کان عذابی ونذر — انا ارسلنا علیهم ریحا صرصرا فی یوم نحس مستمر — تنزع الناس کانهم اعجاز نخل منقعر — ۵۴ سورة القمر ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ —
واما عاد فاهلکوا بریح صرصر عاتیة — سخرها علیهم سبع لیال وثمانیة ایام حسوما فتری القوم فیها صرعی کانهم اعجاز نخل خاویہ — ۶۹ سورہ الحاقہ ۶ و ۷ —
فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقة مثل صاعقة عاد و ثمود — ۴۱ فصلت ۱۲ —
واذکر اخا عاد اذ انذر قومہ بالاحقاف و قدخلت النذر من بین یدیہ و من خلفہ الا تعبدوا الا الله انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم — قالو اجئتنا لتافکنا عن

وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا

آلهتنا فأتنا بما تعدنا ان كنت من الصادقين — قال انما العلم عند الله وابلغكم ما ارسلت به ولكني اراكم قوما تجهلون — فلما راوه عارضا مستقبل اوديتهم قالوا هذا عارض ممطرنا بل هو ما استعجلتم به ريح فيها عذاب اليم — تدمر كل شي بامر ربها فاصبحوا لا يرى الا مساكنهم كذلك نجزي القوم المجرمين ۲۱ سورہ احقاف ۱۰ لغایت ۲۴ — وفي عاد اذ ارسلنا عليهم الريح العقيم — ما تذر من شي اتت عليه الا جعلته كالرميم ۵۱ سورہ ذاریات ۴۱ و ۴۲ — وانه اهلك عادا الاولى ۵۳ سورہ النجم ۵۱ —

کرتي تھي تين بت تھے جنکو وہ پوجتے تھے حضرت هود نے اُن کو بت پرستي سے منع کیا اور کہا کہ سواے خدا کے اور کسیکي عبادت مت کرو مجھکو خوف هی تم پر کسي دن سخت عذاب آویگا — اُن لوگوں نے کہا کہ کیا تم اس لیئے آئے ہو کہ ہمارے خداؤں سے ہمکو چھڑا دو اور جس عذاب سے تم ڈراتے ہو اُسکو لاؤ اگر تم سچے ہو حضرت هود نے کہا کہ اسکا علم تو خدا کو هی میں تو خدا کا پیغام تم تک پہونچا دیتا ہوں — ایک دن اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کے ریگستان کیطرف کچھہ گھٹا سی چلی آتي هی اُنہوں نے خیال کیا کہ بادل هی جو خوب برسیگا مگر وہ نہایت سخت آندھي تھي جس نے سب چیز کو اوکھاڑ کر پھینک دیا *

یہہ تو قصہ قوم عاد کے عذاب کا هی مگر جو بحث کہ اس واقعہ پر اور مثل اس کے دیگر واقعات ارضي و سماوي پر هوسکتي هی جنکو قرآن مجید میں کسی قوم کي معصیت کے سبب سے اُس واقعہ کا بطور عذاب کے اُس قوم پر نازل هونا بیان ہوا هی غور طلب هی آندھی اور طوفان — پہاڑوں کي آتش فشانی اُن سے ملکوںکا اور قوموں کا برباد هونا زمین کا دھنس جانا قحط کا پڑنا کسی قسم کے حشرات کا زمین میں یا نہروں میں هوا میں پیدا هوجانا کسي قسم کے وباؤںکا آنا اور قوموںکا ہلاک هونا سب اُمور طبعی هیں جو اُن کے اسباب جمع هوجانے پر موافق قانون قدرت کے واقع هوتے رهتے هیں انسانوں کے گنہگار هونے یا نہونے سے فی الواقع اُسکو کچھہ تعلق نہیں هی اگرچہ توریت میں اور دیگر صحف انبیا میں اس قسم کے ارضي و سماوي واقعات کا سبب انسانوں کے گناہ قرار دیئے هیں جو مثل ایک پوشیدہ بھید کے سمجھہ سے خارج هی اُس سے ہمکو اس مقام پر بحث نہیں هی مگر قران مجید میں بھي ایسے واقعات کو انسانوں کے گناهوں سے منسوب کرنا بلاشبہہ تعجب سے خالي نہیں *

اس قسم کے شبہي بلا شبہہ انسان کے دل میں پیدا هوتے هیں اور وہ شبہات بے شک اصلي هوتے هیں کیونکہ حوادث ارضي و سماوي حسب قانون قدرت واقع هوتے هیں اُن کو

اور چھوڑدیں جو پوجا کرتے تھے ہمارے باپ

انسانوں کے گناہوں سے کچھہ تعلق نہیں ہوتا اور نہ انسانوں کے گناہ اُن حوادث کے وقوع کا باعث ہوتے ہیں مگر ان شبہات کے پیدا ہونے کا منشاء یہہ ہی کہ لوگ حقیقت نبوت اور اُس کي غایت کے سمجھنے میں پہلے غلطي کرتے ہیں اور پھر اُس غلطي کي بنا پر اُس شبہہ کو قایم کرتے ہیں — نبوت ہمیشہ فطرت کے تابع ہوتي ہی اُس کا مقصد حقایق اشیاء کو علي ما هي علیہ بیان کرنا نہیں ہوتا بلکہ اُس کي غایت تہذیب نفس ہوتي ہی پس جو اُمور کہ کسی قوم میں یا انسانوں کے خیال میں ایسے پائے جاتے ہیں جو موید تہذیب نفس کے ہیں گو کہ وہ مطابق حقایق اشیاء علي ما هي علیہ کے نہیں تو انبیاء اُن سے کچھہ تعرض نہیں کرتے بلکہ وہ اُسکو بالالحاظ اس بات کے کہ وہ مطابق حقیقت اشیاء علي ما هي علیہ کے هی یا نہیں بطور ایک امر مسلمہ مخاطب کے تسلیم کرکے لوگونکو هدایت کرتے هیں اس کي مثال ایسي هی جیسیکہ ایک شخص بحث کرنے والا اپنے مخالف کے امر مسلمہ کو باوجودیکہ وہ اس کو صحیح نہ جانتا هو تسلیم کرکے مخالف هی کے امر مسلمہ سے مخالف کو ساکت کرنا چاهے پس ایسے مواقع پر یہہ سمجھنا کہ جو کچھہ انبیاء نے تسلیم کیا یا اُسکو اپنے مقصد کے لیئے کام میں لائے اُسکے مطابق حقایق اشیاء بھي هیں یہہ پہلي غلطي هی اور یہي غلطي باعث اس قسم کے شبہات کے پیدا ہونیکي ہوتي هی — مثلاً لوگ یقین کرتے تھے کہ خدا نے چھہ دن میں زمین و آسمان و تمام کائنات پیدا کي هی – اب ایک پیغمبر اُس قوم کو نصیحت کرتا هی کہ جس نے چھہ دن میں آسمان و زمین پیدا کیئے اُسکي عبادت کرو پس اس بیان سے یہہ نتیجہ نکالنا کہ اُس پیغمبر کا بیان نسبت چھہ دن میں آسمان و زمین کي پیدایش کے بطور بیان حقیقت اشیاء علي ما هي علیہ کے هی سخت غلطي هی کیونکہ اُس پیغمبر نے اُس قوم کے امر مسلمہ هي کو تسلیم کرکے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والیکے استحقاق عبادت کو ثابت کیا هی ●

انسان کي ابتدائي حالت کي فلاسفي پر غور کرنے سے جو وحشي قوموں کي حالت یا وحشي زمانہ سے شروع ہوتے هي ثابت ہوتا هی کہ جسطرح انسان کے دامیں اپنے سے زیادہ قوي و زبر دست اشیاء کو اپنے گرد دیکھہ کر کسي وجود قوي کا جسکو اُنہوں نے خدا تسلیم کیا خیال آیا هی اُسکے ساتھہ ساتھہ اُسکے خوش رکھنے کے لیئے اُسکي عبادت کا بھي خیال ہوا هی اور اُسکے ساتھہ یہہ خیال بھي پیدا ہوا هی کہ دنیا میں جو مصیبتیں آتي هیں وہ اُس کي خفگي کے اور انسانوں کے افعال سے ناراض ہوجانے کے سبب آتي هیں پس یہہ خیال

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٦٨﴾

که تمام آفات ارضي و سماوي انسانوں کے گناهوں کے سبب سے هوتي هیں ایک ایسا خیال تها جو تمام انسانوں کے دلوں میں بیٹها هوا تها اور اس زمانه میں بهي جاهل قوموں کے دلوں میں ویسي هي مضبوطي سے جما هوا هی — یهه خیال خواه وه حقیقت اشیاء علي ماهي علیه کے مطابق هو یا نهو ایک ایسا خیال هی جو تهذیب نفس انساني کا نهایت موید هی اور بموجب اُس اصول فطرت کے جس کے تابع انبیاء علیهم السلام هوتے هیں اُنکو ضرور تها که اُس امر مسلمه کو تسلیم کرکے لوگوں کو تهذیب نفس کي هدایت کریں - پس قرآن مجید کے اس قسم کے بیانات کو جن میں حوادث ارضي و سماوي کو انسانوں کے گناهوں سے منسوب کیا هی یهه سمجهنا که وه ایک حقیقت اشیاء علي ماهي علیه کا بیان هی اُن سمجهنے والوں کي غلطي هی نه قرآن مجید کی *

یهه اصول جو میںنے بیان کیا ایک ایسا اصول هی که اگر وه ذهن میں رکها جاوے تو بهت سے مقامات قران مجید کي اصلي حقیقت منکشف هوتي هی مگر یهه اصول ایسا نهیں هی جسکو میں نے ایجاد کیا هو اور نبوت کو ماتحت فطرت قرار دیا هو بلکه اور محققین علماء کي بهي یهي راے هی جسکا بیان بهت مختصر طور پر " سنة ایام " کے بیان میں گذرا هی مگر شاه ولي الله صاحب نے تفهیمات الهیه میں اس اصول کو زیاده تر وضاحت سے بیان کیا هی اور شاه ولي الله صاحب نے جو کچهه اسکي نسبت لکها هی اُسکا مطلب بالکل اُسیکے مطابق هی جو میں نے بیان کیا گو که دونوں کے طرز ادا اور طریق تقریر اپني اپني طرز پر جداگانه مذاق سے هو *

شاه ولي الله صاحب تحریر فرماتے هیں که " یهه بات جان لیني چاهیئے که نبوت فطرت کے ماتحت هی جیسا که انسان کے کبهي دل میں بهت سے علوم اور باتیں جمکر بیٹهه جاتي هیں اور اُنهي پر مبني هوتي هیں وه چیزیں جو اُسپر اُسکے رویا میں فائض هوتی هیں پهر وه اُن چیزوں کی صورتوں کو دیکهتا هی جسکو اُس نے پیدا کیا هی نه اُسکے سوا اور کسیکو ایسے هي هرایک قوم اور اقلیم کي ایک فطرت هی جسپر اُنکي سب باتیں پیدا کي گئي هیں جیسے جانور کے ذبح کرنے کو برا جاننا اور عالم کو قدیم کهنا یهه ایک فطرت هی

اعلم ان النبوة من تحت الفطرة كما ان الانسان قد يدخل فی صميم قلبه و جذر نفسه علوم وادراكات عليها تبتنی ما يفاض عليه من رؤياه فيری الامور مشبحة بما اخترعه دون غيرها كذلک كل قوم واقليم لهم فطرة فطروا عليها امورهم كلها كاستقباح

تو همارے پاس لے آ جس سے تو همکو دهمکی دیتا هی اگر تو هی سچوں میں سے ۱۸

الذبح والقول بالقدم فطرة فطر الهنود عليها وجواز الذبح والقول بحدوث العالم فطرة فطر عليها بنو سام من العرب والفارس فانما يبعث النبي يتامل فيما عندهم من الاعتقاد والعمل فما كان موافقا لتهذيب النفس يبقيه موسومة عليه وما كان يخالف تهذيب النفس فانه ينهاهم عنه وقد يحصل بعض الاختلاف من قبل اختلاف نزول الجود كما ذكرنا في توجه المجوس الى القوى الفلكية وتوجه الحنفاء الى الملاء الاعلى الاغير وما ذكرنا في عموم بعثة النبي وخاتم النبيين بخلاف سائر الانبياء فالنبوة سويته وتهذيبه وجعله كاحسن ما ينبغي سوء كان ذلك الشئ شمع او طينا والفطرة والمذهب بمنزلة المادة كالشمع والطين فلا تعجب باختلاف احوال الانبياء عليهم السلام واختلافهم عما يتعلق بالمادة فاصل النبوة تهذيب النفس باعتقاد تعظيم الله والتوجه اليه وكسب ما ينجي من عذاب الله في الدنيا والاخرة واما مجازاة السيئة ففي الدورة الاولى كان لا يتوقف على معرفة البعث بعد الموت والملائكة . في الدورة الاخرى توقف على الايمان بالله وبالصفات العظيمة والملائكة وكتبه ورسله

که فطرت هنود کي اُسپر هی اور ذبح جانور کو جائز ماننا اور عالم کو حادث کهنا فطرت هی جسپر بنی سام یعني عرب اور فارس مخلوق هوئے هیں نبي جو آیا کرتا هی وه اُنکے علم اور اعتقادات اور اعمال میں تامل کیا کرتا هی جو اُن میں سے موافق تهذیب نفس کے هوتا هی اُسکو ثابت رکهتا هی اور اُنکو وه هي راه چلاتا هی اور جو که تهذیب نفس کے خلاف هو اُس سے منع کرتا هی اور کبهي کچهه اختلاف هوجاتا هی بوجهه اختلاف فیض الهي جیسا که همنے ذکر کیا هی بیچ معامله متوجه هونے مجوس کے قوای فلکیه کي جانب او متوجه هونے حنفاء کے ملاء اعلی کیطرف اور جیسا که همنے ذکر کیا هی بعثت نبي کے عام هونے اور خاتم النبیین کے بیان میں بخلاف اور نبیوں کے پس نبوت اُس فطرت کا درست اور اراسته کرنا هی اور اُسکو درست کرنا جسقدر اُسکا عمده تر هونا ممکن هی خواه وه شی موم هو خواه گارا فطرت، مذهب کے لیئے بمنزله ماده کے هی مثل موم اور گوندهي مٹي کے پس تعجب نه کرنا چاهیئے اختلاف احوال انبیاء سے اور اُنکے اُس اختلاف سے جو اُن امور سے متعلق هیں جو بمنزله ماده کے هی پس اصل نبوت تهذیب نفس کرنا هی الله تعالی کي عظمت کے اعتقاد سے اور اُسکی طرف متوجه هونے سے اور اُن امور کے کرنے سے جو الله تعالی کے عذاب سے دنیا اور آخرت میں بچاوے برائي کا بدلا پہلے زمانه میں اس پر موقوف نه تها که مرنے کے بعد اُٹهنے کو جانیں اور فرشتوں کو جانیں اور پچهلے زمانه میں اس پر موقوف هی که الله پر ایمان لاویں اور اُسکی صفات تعظیمیه پر اور فرشتوں پر اور اُسکی کتابوں پر اور اُسکے سب رسولوں پر اور مرنے کے بعد اوٹهنے پر ایمان

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۚ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

والایمان بالبعث بعد الموت اما مسئلة قدم العالم وحدوثه ومسئلة التناسخ ومسئلة تحریم الذبح وحله ومسئلة الصفات التي من التجدد والتنقل . الصفات المتجددة کالرویة والنزول والارادة المتجددة والبداء وغیر ذلک فانها کلها من الفطرة والمادة لیست ببحث عن ذلک بالاصالة (تفہیمات)

لائیں اور مسئلہ قدم عالم اور حدوث عالم اور مسئلہ تناسخ اور مسئلہ حرام ہونے ذبح جانور کا اور حلال ہونے ذبح جانو کا اور مسئلہ صفات کا جو کہ بدلتے رہتے ہیں اور صفات جو کہ حادث ہیں جیسے دیکھنا اور اوترنا اور نیا ارادہ اور ایسے ہی اور صفات پس یہہ مسئلے فطرتي ہی اور بمنزلہ مادہ کے ہی ایسے مسائل سے اصلی طور پر نبی بحث نہیں کرتا ہی — یہہ بیان شاہ ولي اللہ صاحب کا ہماري دلیل سے بالکل مطابق ہی بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ ہماري دلیل کا ماخذ یہي بیان ہی جو نہایت عالي دماغي اور بلا خوف لومة لایم کے شاہ صاحب نے فرمایا ہی *

قوم ثمود

ثمود جسکے نام سے قوم ثمود مشہور ہوئی جثر بن آرام بن سام بن نوح کا بیٹا ہی - اور عاد اولی اور ہود کا ہم عصر ہی حضرت صالح پیغمبر اُسکي چھٹي پشت میں ہیں اور اسلیئے زمانہ حضرت صالح کا اخیر اُنیسویں یا شروع بیسویں صدي دنیاوي میں اور قریبا سو برس پیشتر حضرت ابراہیم سے پایا جاتا ہی *

(هود نے) کہا بے شک تم پر پڑچي هی تمہارے پروردگار سے برائي اور غضب — کیا تم مجھسے جھگڑتے هو ناموں میں که وه نام رکھہ لیئے هیں تم نے اور تمہارے باپوں نے نہیں بھیجي الله نے اُسکے لیئے کوئي دلیل - پس منتظر رهو میں بھي تمہارے ساتھہ انتظار کرنے والوں میں هوں ۞ پھر نجات دي هم نے اُسکو اور اُنکو جو اُسکے ساتھہ تھے ساتھہ اپني رحمت کے اور کات دي هم نے جڑ اُن لوگوں کي جنہوں نے جھٹلایا تھا هماري نشانیوں کو اور وه نه تھے ایمان والے ۞ اور (بھیجا هم نے) ثمود کي قوم کے پاس اُنکے بھائي صالح کو اُس نے کہا اے میري قوم عبادت کرو الله کي نہیں هی تمہارے لیئے کوئي معبود بجز اُسکے بے شک آئي هی تمہارے لیئے ایک دلیل تمہارے پروردگار کي طرف سے

قوم ثمود الحجر میں آباد تھي اور پہاڑ کو کھود کر اُس میں گھر بناے تھے تقویم البلدان میں اسمعیل ابوالفدا نے ابن حوقل کا قول نقل کیا هی که وه اُن پہاڑوں میں گیا تھا اور اُس نے اُن مکانات کو دیکھا تھا جو پہاڑ کو کھود کر بناے تھے — افسوس هی که سلاطین اسلامیه نے اس طرح پر عرب کے قدیم حالات کي تحقیقات نہیں کی کچھه شبهه نہیں هوسکتا که جزیره عرب میں بہت سي ایسي چیزیں موجود هونگي جنسے پرانے تاریخي حالات کي صحت پر بہت کچھه مدد مل سکتي هی *

عاد اولی حضرت نوح سے پانچویں پشت میں تھا اور عاد اور ثمود دونوں آپس میں بھائي تھے قوم عاد کے برباد هونے کے بعد قوم ثمود نے ترقي کي تھي جسکي نسبت خدا نے فرمایا " واذکروا اذجعلکم خلفاء من بعد عاد " اور جو که قوم ثمود نے قوم عاد کے بعد ترقي کي تھي اسي سبب سے ثمود کو عاد ثاني کہتے هیں جیسےکه نوح کو آدم ثاني *

حضرت صالح قوم کي هدایت کے لیئے مبعوث هوئے جو واقعات که اُنکے زمانه نبوت میں گذرے اُنکا بیان مندرجه حاشیه آیتوں میں هی اُنکا خلاصه یهه هی که حضرت صالح نے اُن لوگوں سے کہا که اے میري قوم کے لوگوں خدا کي عبادت کرو تمہارے لیئے اُسکے سوا کوئي خدا نہیں هی - اُن لوگوں نے کہا که تم تو سحر زده هو تم تو هم هي جیسے ایک آدمي هو - اگر تم سچے هو تو

والی ثمود اخاهم صالحا قال یا قوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره قد جاءتکم بینة من ربکم هذه ناقة الله لکم ایة فذروها تاکل في ارض الله ولا تمسوها بسوء فیاخذکم عذاب الیم —

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾

واذكروا اذ جعلكم خلفاء من بعد عاد وبوأكم في الارض تتخذون من سهولها قصورا و تنحتون الجبال بيوتاً فاذكروا آلاء الله ولا تعثوا في الارض مفسدين فعقروا الناقة وعتوا عن امر ربهم واخذتهم الرجفة فاصبحوا في دارهم جاثمين (الاعراف)

قال يا قوم ارأيتم ان كنت على بينة من ربي وآتاني منه رحمة فمن ينصرني من الله ان عصيته فما تزيدونني غير تخسير — ويا قوم هذه ناقة الله لكم آية فذروها تاكل في ارض الله ولا تمسوها بسوء فياخذكم عذاب قريب فعقروها فقال تمتعوا في داركم ثلثة ايام ذلك وعد غير مكذوب — فلما جاء امرنا نجينا صالحا والذين امنوا معه برحمة منا و من خزي يومئذ ان ربك هو القوي العزيز واخذ الذين ظلموا الصيحة فاصبحوا في دارهم جاثمين — ١١ هود — ٦٦ — ٧٠

قالوا انما انت من المسحرين ما انت الا بشر مثلنا فأت باية ان كنت من الصادقين — قال هذه ناقة لها شرب ولكم شرب يوم

کوئي نشاني لاؤ — حضرت صالح نے کہا کہ تمھارے پاس ایک دلیل تمھارے پروردگار کے پاس سے آئی هی — یهه الله کي اونتني تمھارے لیئے نشاني هی اُسکو چهوڑدو که خدا کي زمین میں چرتي پهرے — باقي رها پاني ایک دن اُسکو پي لینے دیا کرو اور ایک دن تم پی لیا کرو اور اُسکو کچهه برائي مت پهونچاؤ نهیں تو تمکو دکهه دینے والا عذاب پکڑ لے گا — وه لوگ اُس اونتني سے تنگ آگئے اُنهوں نے اُسکو ذبح کر ڈالا یا اُسکي کونچیں کات دیں که مرگئي — حضرت صالح نے کہا که تم تین دن اپني جگهه میں چین کرلو عذاب آنیکا وعده نهیں ٹلنے کا اُسکے بعد اُن پر یهه خدا کا عذاب پڑا که بڑي گڑ گڑاهت سے اور حد سے زیاده بهونچال آیا اور وه اپنے رهنے کي جگهه میں گهٹنوں کے بل گرکر مر گئے *

قرآن مجید میں تو یهه قصه اسیقدر هی مگر همارے مفسرین نے اس قصه کو ایک توده طوفان بنادیا هی جسکے لیئے کوئي معتبر سند بهي نهیں هی — اُنهوں نے قرآن مجید کے ان لفظوں کو که "فأت باية ان كنت من الصادقين" اور ان لفظوں کو که "قد جاءتكم بينة من ربكم" دیکهه کر یهه تصور کیا که وه اونتني کسي عجیب و معجز طریقه سے پیدا هوئي هوگی — کچهه عجب نهیں که پهلے سے عرب میں اُس اونتني کي نسبت عجیب باتیں مشهور هونگي مفسروں نے ان افواهي باتوں کو قرآن مجید کے اُن الفاظ کے خیال سے سچ سمجها اور تفسیروں میں لکهدیا حالانکه اُسکے لیئے کوئي معتبر سند نهیں هی *

یہہ اونٹنی اللہ کی تمہارے لئے نشانی ہی پھر اُسکو چھوڑ دو کہ کھاوے اللہ کی زمین میں اُسکو کوئی تکلیف مت پہونچاؤ پھر پکڑیگا تمکو عذاب دکھہ دینے والا (۷۱)

معلوم — ولا تمسوها بسوء فياخذكم عذاب يوم عظيم — فعقروها فاصبحوا نادمين — فاخذهم العذاب ان في ذلك لاية وما كان اكثرهم مومنين (۲۶ — شعراء ۱۵۳ — ۱۵۸)

واما ثمود فهديناهم فاستحبوا العمى على الهدى فاخذتهم صاعقة العذاب الهون بما كانوا يكسبون (۴۱ — فصلت — ۱۶)

انا مرسلوا الناقة فتنة لهم فارتقبهم واصطبر — ونبئهم ان الماء قسمة بينهم كل شرب محتضر — فنادوا صاحبهم فتعاطى فعقر — فكيف كان عذابي ونذر — انا ارسلنا عليهم صيحة واحدة فكانوا كهشيم المحتظر (۵۴ — سورة القمر — ۲۷ — ۳۱)

فاما ثمود فاهلكوا بالطاغية — (۶۹ — الحاقة — ۵)

كذبت ثمود بطغواها — اذ انبعث اشقاها — فقال لهم رسول الله ناقة الله و سقياها — فكذبوه فعقروها فدمدم عليهم ربهم بذنبهم فسواها (۹۱ — سورة الشمس — ۱۱ — ۱۴)

اُنہوں نے لکہا ہی کہ جب حضرت صالح نے بتوں کی پرستش سے اُنکو منع کیا اور خدائے واحد کی پرستش کی ہدایت کی تو قوم ثمود نے جس میں کے خود حضرت صالح بہی تہے معجزہ طلب کیا — حضرت صالح نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو — اُنہوں نے کہا کہ تم ہمارے تیوہار کے دن ہمارے ساتھہ چلو ہم اپنے بتوں کو نکالینگے تم خدا سے معجزہ مانگنا ہم اپنے بتوں سے مانگینگے اگر تمہاری دعا کا اثر ہوا تو ہم تمہارے مرید ہوجاوینگے اور اگر ہماری دعا کا اثر ہوا تو تم ہمارے مرید ہوجانا — اس اقرار پر دونوں شہر کے باہر گئے اُنہوں نے اپنے بتوں سے کچہہ دعا مانگی مگر کچہہ نہوا حضرت صالح سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس پہاڑ کے ٹکڑے میں سے ایک اونٹنی نکلے حضرت صالح نے اُن سے اقرار لیا کہ اگر نکلے تو تم ایمان لے آؤگے سب نے اقرار کیا جب بات پکی ہوگئی تو حضرت صالح نے دو رکعت نماز کی پڑہی اور خدا سے دعا مانگنی شروع کی — وہ پہاڑ کا ٹکڑہ پہولنا شروع ہوا اور حاملہ کے پیٹ کی مانند پہول گیا — پہر پہٹا اور اُس میں سے نہایت بڑی موٹی مستنتی اونٹنی نکلی — اور اُسیوقت اُس نے اپنی برابر کا بچا بہی دیا *

اُس اونٹنی کا پیدا ہونا ہی عجیب طرح پر بیان نہیں کیا بلکہ اُسکی عجیب عجیب صفات بہی بیان کی ہیں — لکہا ہی کہ جہاں قوم ثمود رہتی تہی وہاں پانی بہت کم تہا اور ٹہرا تہا کہ ایک دن وہ پانی اونٹنی پیا کرے اور ایک دن وہ لوگ لیا کریں اونٹنی میں یہہ عجیب صفت تہی کہ وہ سارا پانی جسکو تمام لوگ پی سکتے تہے سوپ جاتی

وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (۷۴)

تھي اور پہاڑ پر چلي جاتي تھي پھر وہاں سے آتي تھي اور لوگ اُسکا دودھ دوہتے تھے اور اسقدر کثرت سے دودھ ہوتا تھا کہ تمام قوم کے اپنے بجائے پاني کے کافي ہوتا تھا *

حضرت صالح نے کہا کہ تمہارے شہر میں ایک لڑکا پیدا ہونے کو ہی کہ تمہاري موت اُسکے ہاتھہ سے ہوگي اُنہوں نے یہہ بات سنکر جو لڑکا پیدا ہوا اُسکو مار ڈالا یہاں تک کہ نو لڑکوں کو مارا جب دسواں لڑکا پیدا ہوا کہا کہ بھئي اب تو ہم نہ رہینگے مگر بدبختي سے یہہ وہي لڑکا تھا جسکے ہاتھہ سے اونٹني کي موت ہونے والي تھي *

پھر حال وہ لڑکا بڑا نوجوان ہوا یاروں میں بیٹھنے لگا ایک دن وہ اپنے یاروں کي مجلس میں تھا اور سب نے شراب پینے کا ارادہ کیا اور شراب میں پاني ملانے کو پاني چاہا مگر وہ دن اونٹني کے پاني پینے کا تھا وہ سب پاني پي گئي تھي ایک قطرہ شراب میں ملانے کو بھي نہیں چھوڑا تھا *

اُس جوان کو نہایت غصہ آیا وہ پہاڑ میں گیا اور اونٹني کو بلایا جب آئي تو اُسکو ذبح کرڈالا یا کونچیں کاٹ ڈالیں کہ وہ مرگئي — پھر اُن پر تین دن میں عذاب آیا پہلے دن سب کے بدن سرخ ہوگئے — دوسرے دن زرد ہوگئے — تیسرے دن کالے ہوگئے — اسپر بھي نہ مرے تب بھونچال آیا اور اُسکے سبب سے مرگئے — اس قصہ کا لغو اور مہمل ہونا خود اس قصہ سے ظاہر ہوتا ہی مفسرین نے بھي اس قصہ کو اگرچہ لکھا ہی مگر چنداں اعتبار نہیں کیا بعضوں نے تو "روي" کرکر لکھا ہی کہ یہہ لفظ خود قصہ کے ضعیف اور بے سند ہونے پر دلالت کرتا ہی — صاحب تفسیر کبیر نے لکھا ہی کہ قران سے پایا جاتا ہی کہ اُس اونٹني میں کچھہ نہ کچھہ ایک نشاني تھي مگر یہہ بات کہ وہ کیا نشاني تھي اور کس طرح پر تھي بیان نہیں ہوئي مگر اتني بات معلوم ہی کہ وہ کسي نہ کسي وجہ سے معجزہ تھي — مگر میں کہتا ہوں کہ جس وجہہ سے صاحب تفسیر کبیر نے اُسکو معجزہ مافوق الفطرت قرار

اعلم ان القران قد دل علی ان فیها آیة فاما ذکر انها کانت آیة من ای الوجوه فهو غیر مذکور والعلم حاصل بانها کانت معجزة من وجه ما لا محالة — تفسیر کبیر جلد ۳ صفحه ۲۸۱

اور یاد کرو جبکہ کیا تمکو جانشین عاد کي قوم کے بعد اور ٹھہرایا تمکو زمین میں تم بنا لیتے

ہو اُسکے میدانوں میں محل اور پہاڑوں کو کہود کر گھر پس یاد کرو اللہ کي نعمتوں کو اور

مت پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے (۷۴)

دیا ہی وہ بھي صحیح نہیں ہی *

ثمود کي قوم لے بتوں کي پرستش اختیار کی تھي اور کئی نسلیں اُنکي بت پرستي میں گذر گئی تھیں جب حضرت صالح نے ایسے خدائے واحد کی پرستش کی ہدایت کي جسکی نہ کوئي صورت ہی نہ شکل ہی نہ اُسکا وجود دکھائی دیتا ہی نہ کوئي اُسکے پاس جاکر اُسکو دیکھہ سکتا ہی صرف خیال ہي خیال میں وہ ہی ور خیال میں بھی بیچون و بے چگون مبرا حیز و مکان اور شکل و صورت و جہت و مثال سے تو ایک فطرتی بات تھي کہ پشتینی بت پرست کہتے کہ اگر تم سچے ہو تو اُسکي نشانی لاؤ جسکے ذریعہ سے وہ اُس بن دیکھے خدا کي پرستش کریں کیونکہ بغیر کسي ظاہري وجود کے اُنکے دلکو تسلي نہیں ہوسکتي تھی — اُنہوں نے ایک اونٹنی کو بطور سانڈ کے چھوڑ دیا کہ یہہ خدا کی اونٹني ہی اور تمھارے لیئے خدا کي نشاني ہی اُسکو کسی قسم کي ایذا مت پہونچاؤ اور چرنے پھرنے دو — معلوم ہوتا ہی کہ اس طرح پر جانوروں کے چھوڑنے کی قدیم رسم تھی عرب متعدد طرح پر سانڈ چھوڑتے تھے — اونٹنی جب پانچ بچے جن لیتي تھي تو اُسکو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور جہاں وہ چرتی چرنے دیتے تھے اور پاني پینے سے نہ ہٹاتے تھے — بیماري سے اچھا ہونے یا سفر سے آنے پر یا دس برس خدمت لینے کے بعد اونٹ کو بتوں کے نام پر بطور سانڈ کے چھوڑتے تھے جو بحیرہ اور سائبہ اور حام کے نام سے مشہور ہیں حضرت صالح نے بھي اسیطرح اس اونٹني کو چھوڑا صرف اتنا فرق تھا کہ کسي بت یا کسي مخلوق کے نام پر نہیں چھوڑا بلکہ خدا کے نام پر چھوڑا *

آیت کے لفظ کے معنی معجزہ کے نہیں ہیں اور اس لیئے مصنف تفسیر کبیر کا یہہ لکھنا کہ ”والعلم حاصل بانہا کانت معجزۃ بوجہ ما لامحالۃ“ صحیح نہیں ہی — آیت کے معني نشاني کے ہیں — محمد ابن ابی بکر الرازی نے لغات قران میں لکھا ہی کہ الآیۃ العلامۃ و منہ قولہ تعالی ’ ان آیۃ ملکہ ‘ و قولہ تعالی ’ و جعلنا اللیل والنہار آیتین ‘ اے علامتین “ پس آیت کے لفظ سے یہہ قرار دینا کہ وہ اونٹني یا سانڈنی ایک معجزہ

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝

تھي جو خلاف قانون قدرت یا مافوق الفطرت پیدا هوئي تھي قابل تسلیم نہیں هی *

دوسرا لفظ ان آیتوں میں " بینة من ربکم " کا هی — اُن الفاظ کا جو قران مجید میں هیں ترجمہ یہہ هی کہ " کہا (صالح نے) اے میري قوم عبادت کرو اللہ کی نہیں هی تمہارے لیئے کوئي خدا سواے اُسکے — بے شک ائي هی تمہارے پاس دلیل تمہارے پروردگار سے — یہہ اونٹني اللہ کي تمہارے لیئے نشاني هی " اگر یہہ کہا جاوے کہ اونٹني هی وہ دلیل تھي تو الفاظ لکم آیة بیکار هوجاتے هیں کیونکہ اُس حالت میں صرف اتنا کہنا کافي تھا کہ قدجاءتکم بینة من ربکم هذه ناقة الله فذروها تاکل الخ — دوسرے یہہ کہ خدا کی تمام مخلوقات وہ کسی طرح پر پیدا هو خدا پر دلیل هی اونٹني کے پیدا هونے سے گوکہ وہ کسي عجیب طرح سے پیدا هوئي هو خدا پر دلیل هونے کي کچھہ خصوصیت نہیں هوسکتي پس صاف ظاهر هی کہ قدجاءتکم بینة من ربکم جدا جملہ هی اور اس سے وہ دلیل مراد هی جو انبیاء اپني اُمت کو خدا تعالی کے وجود اور اُسکی توحید اور اُس کے استحقاق عبادت کي نسبت بتاتے هیں اور " هذه ناقة الله لکم اية الی اخرہ جملہ مستانفہ هی اُس کو بینة من ربکم سے کچھہ تعلق نہیں هی *

اگر هم یہہ بھي تسلیم کرلیں کہ اُس کو بینة من ربکم سے تعلق هی توبھی اُس سے کوئي نتیجہ سواے اس کے نہیں نکلتا کہ حضرت صالح نے اُس اونٹني کو جس طرح ایک نشاني بتایا تھا اسي طرح اور اُسي مقصد سے اُس کو دلیل یا گواہ بھی کہا تھا — بینة کے لفظ سے اُس سانڈھني کا معجزہ هونا اور خلاف قانون قدرت یا ما فوق الفطرت پیدا هونا کس طرح تسلیم کیا جاسکتا هی — تعجب هی کہ خدا تعالی نے تمام قصہ حضرت صالح کا بیان کیا اور جو بات سب سے مقدم اور سب سے زیادہ عجیب تھي کہ پہاڑ کو فی الفور اونٹني کا حمل رها اور وہ مثل حاملہ کے پیٹ کے پھولنا شروع هوا اور شق هوگیا اور اونٹني بلي بلائي ساتھہ گز چوڑي اور معلوم نہیں کسقدر لمبي سنت مسنت اُس میں سے پیدا هوئي اور پیدا هوتے هي اپني برابر کا بچا جنا اور قدرتي مسئلہ المظروف اصغر من الظرف و الجزء اصغر من الکل کو بھي

کہا اُس قوم کے سرداروں میں سے اُن لوگوں نے جو تکبر کرتے تھے اُنکو جو اُن لوگوں میں سے ایمان لائے تھے جو کمزور سمجھے جاتے تھے کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجا گیا ہے — اُن لوگوں نے کہا کہ بیشک ہم اُسپر جو اُسکے ساتھہ بھیجا گیا ہے ایمان لائے ہیں ۞

باطل کردیا — اُس کا بیان بالکل چھوڑ دیا — اور مفسرین کو اُس کا الہام کیا کیونکہ اُنھوں نے بغیر غور و فکر اور بغیر کسی معتبر سند کے اس قصہ کو لکھا ہے جو بغیر الہام کے اور کسی طرح لکھا نہیں جاسکتا تھا — افسوس ہے کہ ہمارے مفسروں نے ایسے ہی لغو بے معنی قصوں کو قرآن مجید کی تفسیروں میں داخل کرکے مسایل مستحکمہ اسلام کو مضحکہ اطفال بنایا ہے اور اُس کے نور عالم افروز کو لغویات کے گرد و غبار سے دھوندلا کردیا ہے — خدا اُن پر رحم کرے آمین *

جبکہ اُن لوگوں نے اُس سانڈھنی کو مار ڈالا اور کفر و بت پرستی کو نچھوڑا تو حضرت صالح نے فرمایا کہ تم تین دن اور چین کرلو پھر تم پر خدا کا عذاب ضرور آویگا — اعداد جو ایسے مقام پر بیان ہوتے ہیں اُن سے وہی عدد مقصود نہیں ہوتا بلکہ ایک زمانہ مراد ہوتا ہے اس طرح کے کلام کے یہہ معنی ہوتے ہیں کہ چند روز تم اور چین کرو پھر تم پر عذاب ہوگا بدکار انسان کی نسبت بھی کہا جاتا ہے کہ تین دن کا یا چند روز کا یہہ عیش آرام ہے اور اُس سے اُس کی تمام عمر مراد ہوتی ہے اور مقصد یہہ ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کا حال معلوم ہوگا پس اسی طرح حضرت صالح نے فرمایا " تمتعوا في دیارکم ثلثة ایام " *

جو آفت کہ قوم ثمود پر آئی وہ شدید بھونچال تھا لفظ طاغیہ جو بعض آیتوں میں ہے وہ اُس کی شدت اور حد سے زیادہ ہونے پر دلالت کرتا ہے — لفظ صیحہ کا اُس بھونچال کی آواز گڑ گڑاھٹ پر اشارہ کرتا ہے اور رجفہ کے معنی بھونچال کے ہیں غرضکہ جس طرح عادت اللہ جاری ہے بھونچال کے آنے سے وہ قوم غارت ہوگئی یعنی اُس کے بہت سے آدمی مرگئے اور بہت سے بچے بھی رہے — قوم ثمود کے مکانات پہاڑوں میں بھی تھے اور میدانوں میں بھی تھے میدانوں کے مکانات پر بھونچال سے صدمہ تو ظاہر ہے مگر پہاڑ کے اندر کے مکانات پر بھی متعدد طرح سے صدمہ پہونچ سکتا ہے — یہہ واقعہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جسکو معجزہ یا خلاف قانون قدرت یا مافوق الفطرت تصور کیا جاوے ابھی یہہ واقعہ ہوا ہے کہ اندلس کے علاقہ میں ایک بھونچال کے سبب ایکہزار آدمی مرگیا *

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا

حضرت لوط کا قصہ سورۃ ہود میں زیادہ تفصیل سے ہی اور اُسی مقام پر اُس سے بحث کرنی زیادہ مناسب ہی اسلیئے، اُس بحث کو سورۃ ہود کی تفسیر میں لکھینگے مگر حضرت شعیب کے قصہ کا اس مقام پر بیان کرتے ہیں *

﴿۸۴﴾ (و الی مدین اخاهم شعیبا) — مدین — حضرت ابراہیم کے بیٹے کا نام ہی

کہا اُن لوگوں نے جو تکبر کرتے تھے کہ بے شک ہم اُس شخص کے جسکے ساتھہ تم ایمان لائے ہو منکر ھیں ۷۶ پھر اُنہوں نے اُس اونتني کي کونچیں کات ڈالیں اور نافرماني کي اپنے پروردگار کے حکم کي اور کہا کہ اے صالح لے آ ھمارے پاس جو دھمکي تو ھمکو دیتا ھی اگر تو ھی رسولوں میں سے ۷۷ پھر پکڑا اُنکو زلزلہ نے پھر صبح کي اُنہوں نے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے ۷۸ پھر (صالح) اُن سے پھر گیا اور کہا اے میري قوم بے شک میں نے پہونچایا تمہارے پاس پیغام اپنے پروردگار کا اور خیر خواھي کي تمہارے لیئے ولیکن تم دوست نہیں جانتے خیر خواھي کرنے والوں کو ۷۹ اور (بھیجا ھم نے) لوط کو جسوقت اُس نے کہا اپني قوم کو کیا تم فحش کام کرتے ھو کہ اُسکو تم سے پہلے کسي ایک نے بھي جہانوں کے لوگوں میں سے نہیں کیا ۸۰ بے شک تم مردوں کے پاس آتے ھو شہوت راني کو عورتوں کے سوا ھاں تم ایک قوم ھو حد سے گذري ہوئي ۸۱ اور نہ تھا اُن لوگوں کا جواب بجز اسکے کہ اُنہوں نے کہا کہ نکالدو اُن کو اپني بستي سے بے شک وہ آدمي ھیں اپنے تئیں پاک بتانے والے ۸۲ پھر نجات دي ھمنے اُسکو اور اُس کے لوگوں کو بجز اُسکي عورت کے کہ وہ تھي پیچھے رھجانے والوں میں ۸۳ اور برسایا ھم نے اُن پر برسانا پھر دیکھہ کیا ھوا انجام گنہگاروں کا ۸۴ اور (بھیجا ھمنے) مدین کے لوگوں کے پاس اُن کے بھائي شعیب کو

جو قطوراہ کے پیٹ سے قریباً سنہ ۲۱۵۱ دنیاوي کے پیدا ھوا تھا — مدین کا بیٹا عیفاہ تھا جسکو بعض عربي کتابوں میں غلطي سے علفا لکھدیا ھی — یہاں تک تو نسب توریت میں مندرج ھی (دیکھو سفر پیدایش باب ۲۵ ورس ۱ و ۴) اُسکے بعد تاریخ کي کتابوں میں اختلاف ھی مگر اُن اختلافات میں سے جو امر ھمارے نزدیک زیادہ تر قرین صحت ھی

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُوْا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِيْنَ ﴿٨٦﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ

یہہ هی که عیفاہ کا بیٹا نوبہ یا نابت تھا — اور اُسکا بیٹا ضیعون اور ضیعون کے بیٹے حضرت شعیب هیں پس حضرت شعیب حضرت ابراهیم سے پانچویں پشت میں هیں *

مدین — جہاں حضرت ابراهیم کے بیٹے مدین نے سکونت اختیار کی تھی رفتہ رفتہ وهاں شہر آباد هوگیا اور مدین هی اُس شہر کا نام هوگیا بطلمیوس کے جغرافیہ میں

اُس نے کہا اے میري قوم عبادت کرو اللہ کي نہیں ھی تمھارے لیئے کوئي معبود بجز اُس کے ــ بے شک آئي ھی تمھارے پاس دلیل تمھارے پروردگار سے پھر پورا کرو پیمانہ کو اور ترازو کو اور کم مت دو لوگوں کو اُن کي چیزیں اور نہ فساد کرو زمین میں اُس کي اصلاح ھوجانے کے بعد یہہ ھی بہتر تمھارے لیئے اگر تم ایمان والے ھو ۸۴ اور مت گھات میں بیٹھو ھر رستہ میں کہ ڈراتے ھو اور بند کرتے ھو اللہ کے رستہ سے اُسکو جو اُس کے ساتھہ ایمان لایا ھی اور چاھتے ھو اُس میں کجروي ــ اور یاد کرو جبکہ تم تھے تھوڑے پھر زیادہ کردیا تمکو اور دیکھو کیا ھوا انجام فساد کرنے والوں کا ۸۴ اور اگر ھی تم میں کوئي گروہ کہ ایمان لایا ھی اُسپر جس کے ساتھہ میں بھیجا گیا ھوں اور کوئي گروہ کہ نہیں ایمان لایا نہ صبر کرو یہاں تک کہ حکم کرے اللہ ھم میں اور وہ بہت اچھا حکم کرنے والا ھی ۸۵ کہا اُس قوم کے سرداروں میں سے اُن لوگوں نے جو تکبر کرتے تھے کہ ضرور ھم تجھکو نکالدینگے اے شعیب اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ھیں تیرے ساتھہ اپني بستي سے یا یہہ کہ پھر آجاؤ تم ھمارے دین میں ــ شعیب نے کہا گو کہ ھم کراھیت کرنے والے ھوں ۸۶ بے شک ھم نے جھوٹا افترا کیا ھوگا اللہ پر اگر ھم پھر آجاویں تمھارے دین میں بعد اس کے کہ نجات دي ھمکو اللہ نے اُس سے ــ اور نہیں ھوسکتا ھمارے لیئے کہ ھم پھر آجاویں

(مودیانا) اُس شہر کا نام لکھا ھی وہ شہر بحر قلزم کے کنارہ سے کسیقدر فاصلہ پر حجاز عرب میں واقع ھی کوہ سینا کے جنوب مشرق میں اب یہہ شہر بالکل ویران ھی کچھہ نشان کھنڈرات وھاں اب بھي موجود ھیں اور کہتے ھیں کہ وھاں ایک قدیم کنواں موسیٰ کے وقت کا بھي موجود ھی ●

فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللّٰهِ
تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ
خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ (۸۷) وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ
شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (۸۸) فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوْا
فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (۸۹) الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا
فِيْهَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ (۹۰) فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ
وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ
اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ (۹۱) وَمَا أَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ إِلَّا
أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ (۹۲) ثُمَّ بَدَّلْنَا
مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَاءَنَا الضَّرَّاءُ

حضرت شعیب کا قصہ بالکل سادا اور سیدھا ہی مفسرین نے بھی اس قصہ میں بہت ہی کم رنگ آمیزی کی ہی صاحب تفسیر کبیر اس بات سے کہ شعیب پیغمبر پاس کوئی معجزہ نہ تھا نہایت متعجب ہوئے ہیں پھر کہتے ہیں کہ گو قران میں خدا نے انکے کسی معجزہ کو نہ بیان کیا ہو مگر ضرور انکے پاس معجزہ ہوگا — چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ بے شک حضرت شعیب نے نبوة کا دعوی کیا پھر کہا کہ بے شک آئی ہی تمہارے پاس بینہ یعنی دلیل یا گواہی تمہارے پروردگار کے پاس سے — اور

انه (اي الشعيب) ادعي النبوة فقال قد جاءتكم بينة من ربكم — و يجب ان يكون المراد من البينة ههنا المعجزة لانه لابد لمدعي النبوة منها والا لكان متنبئاً

اُسمیں مگر یہہ کہ چاہے اللہ پروردگار ہمارا - گھیر لیا ہی ہمارے پروردگار نے ہرچیز کو (اپنے) علم میں — اللہ پر ہمارا توکل ہی — اے ہمارے پروردگار فیصلہ کردے ہم میں اور ہماری قوم میں ٹھیک اور تو بہت اچھا فیصلہ کرنے والا ہی ۸۷ اور کہا اُن سرداروں نے جو کافر تھے اُسکی قوم سے کہ اگر تم پیروی کروگے شعیب کی تو بے شک اُسوقت تم ہوگے نقصان پانے والے ۸۸ پھر پکڑا اُن کو زلزلہ نے پھر اُنہوں نے صبح کی اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے ۸۹ جن لوگوں نے جھٹلایا شعیب کو (وہ ہوگئے ایسے کہ) گویا بسے نہ تھے اُن میں — جن لوگوں نے جھٹلایا شعیب کو وہی تھے نقصان پانے والے ۹۰ پھر شعیب نے اُن سے منہہ پھیرا اور کہا اے میری قوم بے شک میں نے تمکو پہونچادئیے پیغام اپنے پروردگار کے اور میں نے خیر خواہی کی تمہارے لیئے پھر میں کیونکر افسوس کروں کافروں کی قوم پر ۹۱ اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی نبی مگر ہم نے اُسی کے لوگوں کو پکڑا بلا میں اور دوکھہ میں تاکہ وہ عاجزی کریں ۹۲ پھر بدل دیا ہم نے برائی کی جگہہ بھلائی کو یہاں تک کہ بڑہ گئے اور کہنے لگے کہ بے شک چھوا تھا ہمارے باپوں کو دوکھہ

لانبیا فہذہ الایۃ دلت علی انہ حصلت لہ معجزۃ دالۃ علی صدقہ فاما ان تلک المعجزۃ من ای الانواع کانت فلیس فی القران دلالۃ علیہ کما لم یحصل فی القران الدلالۃ علی کثیر من معجزات رسولنا — تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۶۶

واجب ہی کہ اس جگہہ بینہ سے مراد معجزہ ہو کیونکہ جو شخص نبوت کا دعوی کرے اُس کے لیئے معجزہ کا ہونا ضرور ہی اور نہیں تو وہ متنبی ہوگا نہ سچا نبی — پس یہہ ایت اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ اُن کے پاس کوئی معجزہ تھا جو اُن کے سچے ہونے پر دلالت کرتا تھا - مگر یہہ بات کہ وہ معجزہ کس قسم کا تھا قرآن میں اُس پر کچھہ اشارہ نہیں ہی - جیسےکہ قرآن میں ہمارے رسول خدا کے بہت سے معجزوں پر کچھہ اشارہ نہیں ہی * (انتہی)

وَالسَّرَّاءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (۹۳) وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى
اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۹۴) اَفَاَمِنَ اَهْلُ
الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ (۹۵) اَوَ اَمِنَ اَهْلُ
الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ (۹۶) اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ
فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (۹۷) اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ
يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَا اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ
وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ (۹۸) تِلْكَ الْقُرٰى
نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ
اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ (۹۹) وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ
وَ اِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ (۱۰۰)

اس کے بعد صاحب تفسیر کبیر نے تفسیر کشاف سے حضرت شعیب کے چند معجزے نقل کئے ہیں اور جیسیکہ وہ فی نفسہ لغو ہیں ویسے ہی تاریخانہ امور کے لحاظ سے بھی غلط ہیں پس ہمکو اس مقام پر اُن کے ذکر کی ضرورت نہیں ہم صرف اسی مضمون پر بحث کرنا چاہتے ہیں جو قران مجید سے پیدا ہوتا ہی *

اور سکھہ لے — پھر ہم نے اُنکو یکایک پکڑ لیا اور وہ نہیں جانتے تھے ۹۵ اور اگر اُس بستي کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیزگاري کرتے تو بے شک ہم اُنپر کھول دیتے آسمان اور زمین کي برکتیں ولیکن اُنہوں نے جھٹلایا پھر ہم نے اُنکو پکڑ لیا بسبب اُسکے جو وہ کماتے تھے ۹۶ پھر کیا نڈر ہوگئے ہیں بستیوں کے رہنے والے کہ آوے اُنپر ہمارا عذاب رات کو اور وہ سوتے ہوں ۹۷ یا نڈر ہوگئے ہیں بستیوں کے رہنے والے کہ آوے اُنپر ہمارا عذاب دن دھاڑے اور وہ کھیلتے ہوں ۹۸ پھر کیا وہ نڈر ہوگئے ہیں الله کے مکر سے پھر نڈر نہیں ہوتي الله کے مکر سے مگر نقصان پانے والي قوم ۹۹ کیا ہدایت نہیں ہوئي اُن لوگوں کو جو وارث ہوئے زمین کے اُسکے رہنے والوں کے بعد کہ اگر ہم چاہیں پہونچاویں ہم اُنکو اُنکے گناہوں کے ساتھہ — اور مہر لگاویں اُنکے دلوں پر پھر وہ نہیں سنتے ۹۸ یہہ بستیاں ہیں ہم سناتے ہیں تجھکو اُنکي بعضي خبریں — اور بے شک آئے تھے وہاں ہمارے پیغمبر دلیلوں کے ساتھہ پھر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاویں اُسپر جسکو جھٹلایا اُس سے پہلے — اسطرح مہر کردیتا ہی الله کافروں کے دلوں پر ۹۹ اور ہم نے نہیں پایا اُن میں سے بہت سونکو اقرار پر قایم رہتے — اور بلکہ ہم نے پایا اُن میں سے بہت سونکو البتہ اقرار کو توڑنے والے ۱۰۰

قران مجید میں حضرت شعیب کا قصہ نہایت صاف طرح پر بیان ہوا ہی بہت سا حصہ اُس کا تو اسي سورۃ میں ہی اور پھر اُسي کي مثل سورہ ہود میں اور سورہ شعراء میں اور سورہ عنکبوت میں آیا ہی اور وہ ایسے صاف لفظوں میں ہی جن کو بجز ترجمہ کے اور کسي تفسیر کي حاجت نہیں *

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهِ فَظَلَمُوا بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ (۱۰۱)

(۱۰۱) — (ثم بعثنا من بعدهم موسیٰ) اس آیت سے حضرت موسیٰ اور فرعون کا قصہ شروع ہوا ہی — اس قصہ میں مندرجہ ذیل امور بحث طلب ہیں *

۱ — تحقیق لفظ آیۃ — و لفظ بینہ — ۲ — حقیقت سحر اور یہہ کہ کن معنوں میں اُسکا اُستعمال ہوتا ہی — ۳ — بیان تخیل تحرک حبل و عصاے سحرہ فرعون — ۴ — بیان عصاے موسیٰ اور اُسکا بطور اژدہے کے دکھائی دینا — ۵ — بیان یدبیضا — ۶ — ذکر قتل اولاد بني اسرائیل — ۷ — بیان قحط — ۸ — ذکر طوفان — و جراد — و قمل — وضفادع — و دم — ۹ — غرق فی البحر — ۱۰ — اعتکاف حضرت موسی کا پہاڑ میں — ۱۱ — حقیقت کلام خدا با موسیٰ — ۱۲ — حقیقت تجلی للجبل — ۱۳ — بیان کتابت فی الالواح — ۱۴ — اتخاذ عجل — ۱۵ — ستر آدمیوں کا منتخب کرنا — ۱۶ — ذکر استسقاے قوم موسیٰ اور ظاہر ہونا چشموں کا — ۱۷ — سایہ کرنا ابر کا — ۱۸ — من و سلویٰ کا اوترنا — ۱۹ — دخول باب *

ہم ان اُنیسوں امور کی نسبت علحدہ علحدہ بیان کرنا چاہتے ہیں مگر ان میں سے جن امور کا پہلے بیان ہوچکا ہی اُنکے صرف حوالہ دینے پر اکتفا کرینگے *

اول — تحقیق معني لفظ آیۃ و بینہ

ہم نے سورہ بقر کي تفسیر میں بہ تحت تفسیر " و اتینا عیسی ابن مریم البینات " لفظ آیہ وبینہ پر مفصل بحث کی ہی † اور ثابت کیا ہی کہ ان الفاظ کے معني معجزہ کے نہیں ہیں بلکہ احکام کے ہیں — اور یہہ بھي ثابت کردیا ہی کہ معجزہ دلیل ثبوت نبوت نہیں ہوسکتا اور اس صورت میں ایۃ وبینہ کي معني اس غرض سے معجزہ کے لیئے کہ وہ مثبت نبوت ہوتا ہی خرط القتاد سے کچھہ زیادہ رتبہ نہیں رکھتا *

دوم — حقیقت سحر

اور یہہ کہ کن معنوں میں اُسکا استعمال ہوتا ہی

سحر کا لفظ قران مجید میں بہت جگہہ آیا ہی مگر بہت سے الفاظ زبان عرب میں ایسے مستعمل تھے جنکے لیئے فی الواقع کوئي حقیقت نہ تھي اور نہ درحقیقت اُنکا مصداق

† دیکھو جلد اول صفحہ ۱۲۹ لغایت ۱۳۰ —

پھر بھیجا ہم نے اُنکے بعد موسیٰ کو اپني نشانیوں سمیت فرعون اور اُسکے درباریوں کے پاس

پھر اُنھوں نے ظلم کیا اُن نشانیوں کے ساتھہ پھر دیکھہ کیا ہوا انجام مفسدوں کا (۱۰۱)

تھا نہ اُنکا کوئي مسمی حقیقتاً وجود رکھتا تھا ـــ بلکہ عرب جاھلیت نے اپنے وہم میں ایک شی غیر موجود کا وجود قرار دیا تھا اور اُس سے کچھہ افعال منسوب کیئے تھے اور اُس شی غیر موجود وھمي کے لیئے وہ الفاظ مستعمل کرتے تھے ـــ قران مجید اھل عرب کي زبان میں نازل ہوا اور اسلیئے اُس زبان کے محاورہ کے موافق وہ الفاظ بھي قران مجید میں آئے ھیں ـــ مگر قران مجید میں اُنکا استعمال اُن اثروں کے سمجھانے کے لیئے ہوا ھی جو اثر کہ اھل عرب اُن لفظوں سے پاتے تھے نہ اسلیئے کہ اُن لفظوں کے لیئے فی الواقع کوئي حقیقت تھي یا در حقیقت اُنکا کوئي مصداق تھا *

اسکي مثال میں ہم ایک مباحثہ لطیف کا ذکر کرتے ھیں جو خلیفہ منصور کے وزیر ابوالفضل بن ربیع کي مجلس میں ایک بہت بڑے عالم سے ہوا تھا ـــ مراۃالجنان المشہور بہ تاریخ یافعي میں لکھا ھی کہ فضل بن ربیع نے جو خلیفہ منصور کا وزیر اور ایک بہت بڑا عالم تھا ابوعبیدہ کے پاس جو اُس زمانہ کے بہت بڑے عالم متبحر تھے اور بصرہ میں تھے ایک شخص بھیجا اور اپنے پاس بلایا وہ آئے اور اُنکو وزیر کي مجلس میں آنیکي اجازت ملي جب وہ مجلس میں گئے تو دیکھا کہ وہ ایک بہت لنبے چوڑے مکان میں ھی جس میں بھرپور ایک ھي کپڑے کا فرش بچھا ہوا ھی اور صدرمیں ایک بہت اونچي جگہہ پر جسپر بغیر زینہ کے چڑھا نہیں جاسکتا مسند تکیہ لگا ہوا ھی اور وہ اُسپر بیٹھا ھی ـــ ابوعبیدہ نے موافق اُس آداب کے جو وزیروں کے لیئے مقرر تھا سلام علیک کي وزیر نے اُسکا جواب دیا اور اپني مسند کے پاس بیٹھنے کي اجازت دي پھر ابوعبیدہ کي خیروعافیت پوچھي اور اور حالات دریافت کیئے اور بہت مہربانی کي ـــ پھر کہا کہ کچھہ اشعار پڑھو ابوعبیدہ نے عرب جاھلیت

قال ابوعبیدۃ ارسل الي الفضل بن الربیع الی البصرۃ في الخروج الیہ فقدمت علیہ وکنت اخبر عن تبحرہ فاذن لي فدخلت علیہ وھو في مجلس طویل عریض فیہ بساط واحد قدملاۃ وفي صدرہ فرش عالیۃ لا یرتقی علیھا الا بکرسي وھو جالس علی الفرش فسلمت علیہ بالوزارۃ فرد وضحک الي واستدناني من فرشہ ثم سالني وبسطني وتلطف بي وقال انشدني فانشدتہ من عیون اشعار جاھلیۃ احفظھا فقال قد عرفت اکثر ھذہ وارید من ملیح الشعر فانشدتہ فطرب و ضحک وزادہ نشاطا ثم دخل رجل في زي الکتاب ولہ ھیئۃ حسنۃ فاجلسہ الی جانبي وقال اتعرف ھذا

وَقَالَ مُوسَىٰ يَٰفِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَٰلَمِينَ ﴿۱۰۴﴾

قال لا فقال هذا ابوعبيدة علامة اهل البصرة اقدمناه لنستفيد من علمه فدعا له الرجل ثم التفت الى وقال لي كنت اليك مشتاقا وقد سألت عن مسئلة افتاذن لي ان اعرفک اياها فلت هات فقال قال الله تعالى طلعها كانه روس الشياطين و انما يقع الوعد والا يعاد بما قد عرف و هذ الم يعرف قال فقلت انما كلم الله العرب على قدر كلامهم اما سمعت قول امرى القيس

ايقتلني والمشرفي مضاجعي
ومسنونة زرق كانياب اغوال

وهم لم يروالغول قط ولكنه لما كان امرالغول يهولهم او عدوابه واستحسن الفضل والسائل في ذالک — مرآۃالجنان — ورق ۱۵۷ —

کے نہایت عمدہ اشعار جو اُسکو یاد تھے پڑھے — وزیر نے کہا کہ ایسے تو بہت سے اشعار میں بھی جانتا ہوں میرا یہہ مقصد تھا کہ کچھہ نمکین چٹ پٹے اشعار سناؤ ابوعبیدہ نے ویسے ہی اشعار پڑھے جنکو سنکر وزیر خوش ہوا اور ھنسا اور مزے میں آگیا — اتنے میں وزیر کا ایک منشی جو وجیہہ آدمی تھا اگیا وزیر نے اُسکو ابوعبیدہ کے پاس بیٹھنے کا حکم دیا اور ابوعبیدہ کی طرف اشارہ کرکے منشی سے پوچھا کہ تم انکو جانتے ہو اُس نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا وزیر نے کہا کہ یہہ ابوعبیدہ ہیں علامہ اہل بصرہ میں نے اُنکو بلایا ہی تاکہ اُنکے علم سے ہم فائدہ اوٹھاویں اُس منشی نے وزیر کو دعا دی اور ابوعبیدہ کی طرف متوجہہ ہوا اور کہا میں آپ سے ملنے کا بہت مشتاق تھا — لوگوں نے مجھسے ایک مسئلہ پوچھا ہی آپ مجھکو اجازت دیتے ہیں کہ اُسکو آپ سے کہوں ابوعبیدہ نے کہا کہ کہو اُس منشی نے کہا کہ خدا تعالی نے دوزخ کے درخت کے پھل کو شیطانوں کے سروں سے تشبیہہ دیکر ترایا ہی مگر لالچ دینا یا ترانا ایسی چیز سے ہوسکتا ہی جسکو وہ لوگ جانتے ہوں مگر شیطانوں کے سروں کو تو کوئی نہیں جانتا کہ کیسے ہیں ابوعبیدہ نے کہا کہ خدا نے عرب کے کلام کے مطابق کلام کیا ہی کیا تم نے امرئ القیس کا قول نہیں سنا چنانچہ ابوعبیدہ نے وہ شعر پڑھا جسکا مطلب یہہ ہی —

کیا وہ مجھکو مارڈالینگے اور تلوار میری ساتھہ لیٹی ہی
اور نیلی چمکدار برچھیاں ہیں مانند دانتوں غول بیابانی کے

اُس شخص نے جسکے حق میں یہہ شعر کہا ہی یا اور کسی نے غول بیابانی کو کبھی نہیں دیکھا تھا مگر جبکہ غول بیابانی کا ہول اُسکے دل میں تھا تو اُسی سے اُنکو ترایا — اُس تقریر کو وزیر ابوالفضل اور اُسکے منشی دونوں نے پسند کیا (انتہی) *

غرضکہ جسطرح امری القیس کے شعر سے یہہ لازم نہیں آتا کہ درحقیقت غول بیابانی

اور کہا موسی نے — اے فرعون بے شک میں رسول ہوں پروردگار عالموں کی طرف سے (۱۰۲)

کے لنبے لنبے نیلے نیلے چمکدار دانت ہوتے ہیں اسیطرح قران مجید میں جو رؤس الشیاطین کا لفظ ہی اُس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ درحقیقت شیطان کا ڈراونا سر ہوتا ہی بلکہ جس چیز سے اپنے خیالات کے موافق عرب دہشت کھاتے تھے اُسی سے اُنکے خیالات کے موافق وعید آئی ہی — اسیطرح سحر کا لفظ جہاں قران میں آیا ہی وہ صرف عرب جاہلیت کے خیال کے موافق آیا ہی اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ جسطرح پر عرب جاہلیت سحر کو سمجھتے تھے درحقیقت اُس طرح پر اُس کا وجود تھا — یا خدا تعالی نے اُسکا واقعی ہونا بتایا ہی یا عرب جاہلیت کے خیالات کی تصدیق کی ہی *

اسیطرح سینکڑوں لفظ قران مجید میں حسب محاورہ زبان عرب اور بلحاظ خیالات عرب جاہلیت آئے ہیں جنسے اُنکا واقعی ہونا مراد نہیں ہی علماء متقدمین نے اس باب میں کتابیں لکھی ہیں چنانچہ تاریخ یافعی میں لکھا ہی کہ اس مباحثہ کے بعد ابو عبیدہ نے اُسی دن سے ارادہ کیا کہ وہ قران کے اس قسم کے الفاظ کے بیان میں ایک کتاب لکھے اور جب وہ بصرہ میں واپس آگیا تو اُس نے کتاب لکھی اور اُسکا نام مجاز رکھا — افسوس ہی کہ اس قسم کی کتابیں دستیاب نہیں ہوتیں ہمارے زمانہ کے عالم اُن کتابوں سے ناواقف محض ہیں — اور جب کوئی شخص جسکو خدا نے بصیرت دی ہی قران مجید پر غور کرکے اور تمام حالات کو پیش نظر رکھہ کے اس قسم کے الفاظ کی نسبت کچھہ لکھتا ہی تو اُنکو ایک نئی بات معلوم ہوتی ہی اور چونک اوٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ تو نص کے برخلاف ہی حالانکہ جسکو وہ نص سمجھتے ہیں درحقیقت وہی نص کے برخلاف ہی *

و عزمت من ذلک الیوم ان اصنع کتابا فی القران لامثال هذا واشباهه ولما یحتاج الیه من علمه فلما رجعت الی البصرة عملت کتابی الذی سمیته المجاز مراۃ الجنان یافعی صفحه ۱۵۷

سحر جسطرح کہ لوگ اُسپر یقین کرتے ہیں اور عرف عام میں جس طرح پر وہ سمجھا جاتا ہی اُسکی کچھہ اصلیت نہیں ہی اور نہ قران مجید سے اُسکی تصدیق پائی جاتی ہی — ہاں تمام انسانوں میں خواہ وہ انبیاء ہوں یا اولیاء یا عوام الناس اور کسی مذہب کے ہوں حتی کہ حیوانوں میں بھی ایک قسم کی قوت مقناطیسی موجود ہی جو خود اُسپر اور نیز دوسروں پر ایک قسم کا اثر پیدا کرتی ہی — یہہ قوت بمقتضاے خلقت بعضوں میں ضعیف اور بعضوں میں قوی اور بعضوں میں اقوی ہوتی ہی —

حقیق علی ان لا اقول علی اللہ الا الحق

اور جسطرح اور قواے انساني ورزش سے قوت پکڑتے هیں جیسےکہ پنجہ کشي کي ورزش سے پنجہ میں ـــ کلائی کي ورزش سے کلائي میں زیادہ قوت آجاتي هی اسیطرح اس قوت دماغي میں بھي خاص قسم کي ورزش سے قوت زیادہ هوجاتي هی *

انسان جو خواب میں عجیب‌عجیب چیزیں دیکھتا هی اورعجیب واقعات‌وحالات اُسپر گذرتے هیں جنکو وہ سمجھتا هی کہ در حقیقت وہ تمام چیزیں موجود هیں اور فی‌الواقع وہ حالات اُسپر گذر هي رهے هیں اُسي قوت کے اثروں میں سے هی حالانکہ وہ چیزیں در حقیقت نہ موجود هوتي هیں اور نہ فی‌الواقع وہ حالات اُسپر گذرتے هیں *

یہہ کیفیت جسطرح کہ خواب طبعي میں هوتي هی کبھي حالت بیداري میں بھي پیدا هوجاتي‌هی آدمي سمجھتاهی کہ میں جاگتا هوں اور در حقیقت وہ جاگتابھي هوتا هی مگر اُس پر ایک قسم کي خواب طاري هوجاتي هی جو خواب مقناطیسي سے تعبیر کي جاسکتي هی اور اس حالت میں انسان ایسي چیزوں کو موجود دیکھتا هی جو فی‌الحقیقت موجود نہیں هیں اور ایسے واقعات اپنے پر گذرتے هوئے یقین کرتا هی جو در حقیقت اُس پر نہیں گذرتے *

یہہ قوت مقناطیسي جس میں قوي هوتي هی وہ دوسرے شخص پر بھي ڈال سکتا هی اور اُس دوسرے شخص پر بحالت بیداري ایک قسم کی خواب مقناطیسي طاري هوتي جاتي هی ـ کبھي وہ دوسرا شخص جاگتا رهتا هی اور خواب مقناطیسي اُس پر طاري رهتي هی اور کبھي وہ اُسي خواب مقناطیسي میں بیهوش هوجاتا هی اور ایسا معلوم هوتا هی کہ سوتا هی *

اس قوت مقناطیسي سے کیا کیا چیزیں ظهور میں آتی هیں بحث طلب هیں جو لوگ اس فن کے عامل هیں وہ اس قوت سے بہت سي عجایب و غرایب چیزوں کے ظهور کا دعوی کرتے هیں مگر جب تک وہ تجربہ اور مشاهدہ میں نہ آویں اُسوقت تک اُن کے صحیح و غیر صحیح هونیکا فیصلہ نہیں هوسکتا ـــ هاں صرف اُن باتوں کے وجود سے یا اُن کے ظهور پذیر هونے سے انکار کیا جاسکتا هی جو معلومہ قوانین قدرت کے برخلاف هیں ـ با این همہ جو امور کہ اُس سے ظهور میں آویں وہ صرف خیالي اور وهمي هوتے هیں جیسے خواب کی چیزیں نہ اصلي اور واقعي *

یہہ قوت بعض آدمیوں میں خلقي نہایت قوي هوتي هی اور جو لوگ مجاهدات کرتے

مجھہ پر فرض ھی کہ میں اللہ کي نسبت کوئي بات نکہوں بجز سچ کے

ھیں اور لطایف نفساني کو متحرک کرتے ھیں خواہ وہ اُن مجاھدات میں خدا کا نام لیا کریں یا اَور کسیکا اُن میں بھي یہہ قوت نہایت قوي ھوجاتي ھی اور اُس کے اثر ظاھر ھونے لگتے ھیں اُن اثروں کو جبکہ مسلمانوں سے ظاھر ھوتے ھیں مسلمان کرامت سے تعبیر کرتے ھیں اور جبکہ غیر مذھب والے سے ظاھر ھوتے ھیں اُسکو استدراج سے تعبیر کرتے ھیں حالانکہ دونوں کي اصلیت واحد ھی — بہر حال جو کچھہ کہ اُس سے ظاھر ھو اُسکا کوئي وجود اصلي و حقیقي نہیں ھی بلکہ صرف وجود وھمي و خیالي ھی *

اسي قسم کي تاثیرات نفساني کے ظہور کو جبکہ اُنکا برانگیختہ کرنا ایسے مجاھدات سے کیا گیا ھی جو خدا کے سوا اور اشیاء یا اشخاص کے تصور و تذکر سے تعلق رکھتے ھیں سحر سے تعبیر کیا گیا ھی — اگرچہ صاحب تفسیر کبیر نے بھي سحر کي نسبت بہت لنبي بحث لکھي ھی مگر ابن خلدون نے اس بحث کو نہایت خوبي سے صاف صاف مختصر طور پر لکھا ھی جس کو ھم بجنسہ اس مقام پر نقل کرتے ھیں چنانچہ اُنھوں نے لکھا ھی — کہ سحر کي حقیقت یہہ ھی کہ نفوس انساني اگرچہ نوعیت کے لحاظ سے متحد ھیں مگر خاصیتوں کے اعتبار سے مختلف ھیں — اور وہ چند قسم کے ھیں — ھرایک قسم ایک نوع خاص کي خاصیت کے ساتھہ مخصوص ھی کہ جو دوسري قسم میں نہیں پائي جاتي — اور یہہ خاصیتیں اُن کي جبلت اور سرشت ھیں — پس انبیاء علیهم السلام کے نفوس کو ایک خاص مناسبت ھوتي ھی جسکي وجہہ سے وہ خدا کي معرفت اور فرشتوں سے (جو خدا کي طرف سے آتے ھیں) بات چیت کے — اور اس قسم کے اور کام کي یعني موجودات میں تاثیر کي — اور ستارونکي روحانیت کي تسخیر کے اُنمیں تصرف کرنیکي غرض سے قابل ھوتے ھیں — اور تاثیر قوۃ نفسانیہ سے ھوتي ھی یا شیطانیہ سے — لیکن انبیا کي تاثیر تو وہ امداد الهي اور خاصیت رباني ھی اور جادو گروں کے نفوس کو غایب چیزوں پر اطلاع حاصل کرنے کي خاصیت قواء شیطانیہ کے ذریعہ

حقیقة السحر — وذلک ان النفوس البشرية وانکانت واحدة بالنوع فهی مختلفة بالخواص وهی اصناف کل صنف مختص بخاصية واحدة بالنوع لا توجد في الصنف الاخر وصارت تلک الخواص فطرة و جبلة لصنفها فنفوس الانبياء عليهم الصلوة والسلام لها خاصية تستعد بها للمعرفة الربانية و مخاطبة الملائکة عليهم السلام عن الله سبحانه و تعالى کمامر وما يتبع ذالک من التاثير في الاکوان و استجلاب روحانية الکواکب للتصرف فيها والتاثير بقوة نفسانية او شيطانية فاما تاثير الانبياء فمدد الهی وخاصية ربانية و نفوس الکهنة لها خاصية

قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَآئِيلَ

الاطلاع على المغيبات بقوى شيطانية وهكذا كل صنف مختص بخاصية لاتوجد في الاخر والنفوس الساحرة على مراتب ثلاثة ياتي شرحها فاولها الموثرة بالهمة فقط من غير آلة ولامعين و هذا هو الذي تسميه الفلاسفة السحر والثاني بمعين من مزاج الافلاک اوالعناصر اوخواص الاعداد ويسمونها الطلسمات وهي اضعف رتبة من الاول والثالث تاثير في القوي المتخيلة يعمد صاحب هذا التاثير الى القوي المتخيله — فيتصرف فيها بنوع من التصرف ويلقي فيها انواعا من الخيالات والمحاكات وصورا مما يقصد من ذلک ثم ينزلها الى الحس من الرائين بقوة نفسه الموثرة فيه فينظر الراؤن كانها في الخارج وليس هناک شئي من ذلک كما يحكى عن بعضهم انه يري البساتين والانهار والقصور وليس هناک شي من ذلک ويسمي هذا عند الفلاسفة الشعودة او الشعبذة هذا تفصيل مراتبه ثم هذه الخاصية تكون في الساحر بالقوة شان القوي البشرية كلها و انما تخرج الى الفعل بالرياضة (مقدمه ابن خلدون صفحه ۲۱۵)

سے هی — اور اسیطرح هر ایک قسم ایک خاصیت کے ساتهه مخصوص هی جو که دوسري میں نهیں پائي جاتي — اور جادو گروں کے نفوس کے مختلف درجے هیں جنکي تفصیل آتی هی — قسم اول تو صرف همت کے ذریعه سے بغیر کسي آله اور مددگار کے تاثیر کرنے والي هیں اور فلاسفه اسي کو سحر کهتے هیں — دوسري قسم بذریعه کسي معین کي تاثیر کے هی یعني افلاک یا عناصر کے مزاج یا عددوں کي خاصیتوں سے — اور اسکو طلسمات کهتے هیں — اور یهه قسم اول سے رتبه میں کم هی — تیسري قسم خیالي قوتوں میں تاثیر کرنا هی — اس تاثیر والا آدمي قواء متخیله کي طرف توجهه کرتا هی پس اُن میں ایک خاص قسم کا تصرف کرتا هی — اور اُن میں طرح طرح کے خیالات اور گفتگو اور صورتیں جو کچهه اُسکو مقصود هوتی هیں ڈالتا هی پهر اُنکو دیکهنے والوں کے حس پر ڈهالتا هی اپنے نفس موثرہ کي قوت کے ذریعه سے — سو دیکهنے والے ایسا دیکهتے هیں که گویا وہ خارج میں موجود هیں — اور حالانکه وهاں کچهه نهیں هوتا — جیسا که بعض لوگوں کا قصه بیان کیا جاتا هی که وہ باغ — نهریں — مکانات دیکهتے هیں اور وهاں کچهه نهیں هوتا — فلاسفه کے نزدیک یهي شعودۃ یا شعبدہ هی — یهه اُس کے مراتب کي تفصیل هی — پهر یهه خاصیت ساحر میں اور قواے بشریه کي طرح بالقوہ موجود هوتي هی مگر ریاضت کرنے سے بالفعل موجود هو جاتي هی *

ابن خلدون نے جو سِحر کے تین درجے قرار دیئے هیں حقیقت میں وہ تینوں شي واحد هیں پهلا درجه صرف همت کي تاثیر قرار دیا هی اور تیسرا درجه متخیله میں چیزوں کا جمع کرکے دوسرے کے متخیله میں اُسکا القاء کرنا قرار دیا هی — یهه قسم درحقیقت

بے شک میں آیا ہوں تمہارے پاس دلیل لیکر تمہارے پروردگار کی طرف سے — پس بھیجدے میرے ساتھہ بنی اسرائیل کو

صرف ہمت هي سے متعلق هی کوئی شی اُس سے علاحدہ نہیں هی دوسرا درجہ امداد کا مزاج افلاک و عناصر اور خواص اعداد سے قرار دیا هی حالانکہ اس بات کے لیئے کہ افلاک و کواکب و اعداد سے درحقیقت اُس میں کچھہ اعانت هوتی هی کچھہ ثبوت نہیں هی پس یہہ دوسری قسم محض فرضی هی اور تینوں قسمیں قسم واحد هیں — یعنی صرف ہمت سے تاثیرات کا ظہور *

اسی قوت نفسی کے آثار جب انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوتے ہیں تو اُس کو معجزہ سے تعبیر کیا جاتا هی ، ابن خلدون نے معجزہ اور سحر میں یہہ فرق بتلایا هی کہ - اُن کے نزدیک (یعنی حکماء الہیین کے نزدیک) معجزہ و سحر میں یہہ فرق هی کہ معجزہ ایک قوت الہی هی جو نفس میں اس تاثیر کو برانگیختہ کرتی هی - پس وہ شخص (صاحب معجزہ) اس کام کے کرنے میں خدا کی روح سے تائید یافتہ هوتا هی — اور ساحر اُس کام کو اپنی طرف سے اور قوت نفسانیہ کے ذریعہ سے اور بعض حالتوں میں شیاطین کی مدد سے کرتا هی — پس اُن دونوں میں معقولیت - حقیقت — ذات — کی روسے ایک واقعی فرق هی - اور هم اس تفرقہ پر ظاهری علامتوں سے استدلال کرتے هیں اور وہ یہہ کہ معجزہ اچھے شخص سے اچھے مقصدوں کے لیئے هوتا هی - اور نفوس متمحضہ سے اچھے کام کے لیئے اور دعوی نبوت پر تحدی کے لیئے هوتا هی — اور سحر بُرے آدمی سے بُرے کام کے لیئے — اکثر مرد و عورت میں جدائی ڈالنے کے لیئے دشمنوں کو ضرر پهونچانے کے لیئے اور اسی قسم کے کاموں کے لیئے هوتا هی - اور نفوس متمحضہ سے شر کے لیئے هوتا هی — حکماء الہیین کے نزدیک تو معجزہ و سحر میں یہہ فرق . هی - اور کبھی بعض صوفیوں سے اور کرامت والوں سے عالم کے حالات میں تاثیر

والفرق عندهم بين المعجزة والسحر ان المعجزة قوة الهية تبعث في النفس ذلك التاثير فهو مؤيد بروح الله على فعله ذلك والساحر انما يفعل ذلك من عند نفسه و بقوته النفسانية و بامداد الشياطين في بعض الاحوال فبينهما الفرق في المعقولية والحقيقة والذات في نفس الامر و انما نستدل نحن على التفرقة بالعلامات الظاهرة و هي وجود المعجزة لصاحب الخير و في مقاصد الخير وللنفوس المتمحضة للخير والتحدي بها على دعوى النبوة والسحر انما يوجد لصاحب الشر و في افعال الشر في الغالب من التفريق بين الزوجين وضرر الاعداء و امثال ذلك و للنفوس المتمحضة للشر هذا هو الفرق بينهما عند الحكماء الالهيين و قد يوجد لبعض المتصوفة و اصحاب الكرامات تاثير ايضا في احوال العالم و ليس معدودا من جنس

قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

پائی جاتی ھیں مگر اُس کا شمار سحر کی جنس میں نہیں ھی — بلکہ وہ تائید الہی سے ہوتا ھی کیونکہ اُنکا طور و طریق نبوت کے آثارات اور توابع میں سے ھی — اور تائید الہی میں — علی قدر مراتب اور خدا سے تقرب کے لحاظ سے اُن کو بھی حصہ ملا ہوا ھی اور جب اُن میں کا کوئی شخص افعال شر پر قادر ہوتاھی تو اُس کو کر نہیں سکتا ھی کیونکہ وہ اپنے کام میں پابند ھی اور اُس کو خدا کے حکم پر چھوڑ رکھا ھی اور جس میں خدا کا حکم نہیں ہوتا ھی اُس کو وہ کسی طرح نہیں کرتا — اور اگر کسی نے کیا تو وہ راہ حق سے منحرف ہوگیا اور اکثر اُس کی کرامت مسلوب ہوجاتی ھی — اور چونکہ معجزہ خدا کی مدد اور خدائی قوتوں کی وجہہ سے ہوتا ھی تو سحر اُسکا مقابلہ نہیں کرسکتا لیکن اُن لوگوں کے نزدیک معجزہ و سحر میں فرق یہہ ھی کہ متکلمین تو کہتے ھیں کہ اُس کا مرجع تحدی کی طرف ھی اور تحدی کے معنی ھیں معجزہ کے وقوع کا دعوی کرنا اپنے دعوی کے موافق — اور متکلمین کہتے ھیں کہ ساحر اس قسم کی تحدی سے معذور ھی — اس لیئے اُس سے تحدی ہو نہیں سکتی — اور جھوٹے شخص کے دعوی کے موافق معجزہ کا واقع ہونا ناممکن ھی کیونکہ معجزہ کی دلالت سچائی پر عقلی ھی اس لیئے کہ معجزہ تصدیق کی خاص صفت ھی تو وہ اگر جھوٹ کے ساتھہ واقع ہو تو سچی چیز جھوٹی ٹھہرجائے پس معجزہ مطلقا جھوٹے سے نہیں سر زد ہوسکتا — لیکن حکماء کے نزدیک تو جیسا ہم نے ذکر کیا معجزہ و سحر میں خیر و شر کا فرق ھی اور وہ بھی انتہا کے کناروں کا — تو ساحر سے اچھا کام نہیں ہوتا اور نہ وہ اُس

السحر و انما هو بالامداد الالهی لان طریقتهم و نحلتهم من آثار النبوة و توابعها و لهم فی المدد الالهی حظ علی قدر حالهم و ایمانهم و تمسکهم بکلمة الله و اذا اقتدر احد منهم علی افعال الشر فلایاتیها لانه متقید فیما یاتیه و یذره للامر الالهی فما لا یقع لهم فیه الاذن لایاتونه بوجه و من آتاه منهم فقد عدل عن طریق الحق و ربما سلب حاله و لما کانت المعجزة بامداد روح الله و القوی الالهیة فلذلک لایعارضها شئی من السحر — مقدمه ابن خلدون — صفحه ۴۱۹ —

واما الفرق عند هم بین المعجزة والسحر فالذی ذکره المتکلمون انه راجع الی التحدی و هو دعوی وقوعها علی وفق ما ادعاه قالوا و الساحر مصروف عن مثل هذا التحدی فلایقع منه و وقوع المعجزة علی وفق دعوی الکاذب غیر مقدور لان دلالة المعجزة علی الصدق عقلیة لان صفة نفسها التصدیق فلو وقعت مع الکذب لاستحال الصادق کاذبا وهو محال فاذا لا تقع المعجزة مع الکاذب بالاطلاق واما الحکماء فالفرق بینهما عندهم کما ذکرناه فرق بین الخیر والشر فی نهایة الطرفین فالساحر لا یصدر منه الخیر ولا یستعمل

﴿ فرعون نے ﴾ کہا کہ اگر تو کوئی نشانی لایا ہی تو اُسکو لا اگر تو سچوں میں سے ہی ﴿۱۰۳﴾

في اسباب الخير وصاحب المعجزة لا يصدر منه الشر و لا يستعمل في اسباب الشر و كانهما على طرفي النقيض في اصل فطرتهما — مقدمه ابن خلدون — صفحه ۳۲۰ —

کو اچھے کام کے اسباب میں صرف کرتا ہی — اور صاحب معجزہ سے شر نہیں صادر ہوتا نہ وہ اُسکو اسباب شر میں استعمال کرسکتا ہی — گویا وہ دونوں خلقت ہی سے مخالفت کی اخیر سرحد پر ہیں *

بوعلي سینا نے معجزہ یا کرامات کی نسبت یہہ لکھا ہی کہ — تم اس بات کو بعید نہ

لا تستبعدن ان یکون لبعض النفوس ملکة یتعدی تاثیرها بدنها ا و یکون لقوتها کانها نفس ما للعالم و کما تاثر بکیفیة مزاجیة یکون قد اثرت لمبدأ جمیع ما عدده ان مبادیها هذه الکیفیات لاسیما فی جرم صار اولی به لمناسبة تخصه مع بدنه لاسیما و قد علمت انه لیس کل مسخن بحار و لا کل مبرد ببارد و لا تستنکرن ان یکون لبعض النفوس هذه القوة حتی یفعل في اجرام اخر ینفعل عنها انفعال بدنه و لا یستنکرن ان یتعدی من قواها الخاصة الی قوی نفوس اخری یفعل فیها لاسیما اذا کانت شحذت ملکتها بقهر قواها البدنیة التي لها فتقهر شهوة او غضبا او خوفا من غیرها — هذه القوة ربما کانت للنفس بحسب المزاج الاصلي لما یفیده من هیئة نفسانیة تصیر للنفس الشخصیة لتشخصها و قد تحصل لمزاج یحصل و قد یحصل بضرب من الکسب یجعل النفس کالمجردة لشدة الذکاء کما یحصل للاولیاء

سمجھو کہ بعض نفسوں کو ایسا ملکہ ہو جس سے اُسکی تاثیر اُس کے بدن تک پہونچے یا وہ اپنی قوت کی وجہہ سے گویا کہ عالم کے لیئے بمنزلہ نفس کے ہو — اور جیسا کہ وہ کیفیت مزاجیہ کی وجہہ سے اثر کرتی ہی تو وہ کسی مبدء کی وجہہ سے وہ سب اثر کرے جنکو ہمنے گنایا ہی کیونکہ اُسکے مبادی یہی کیفیتیں ہیں خصوصا اُس جرم میں جس کے ساتھہ وہ زیادہ مناسب ہی بوجہہ اُس مناسبت کے جو کہ اُسکو اپنے بدن کے ساتھہ ہی — بالخصوص جب تم یہہ بات معلوم کرچکے ہو کہ ہر مسخن گرم نہیں ہی نہ ہر سرد سرد ہی — اور اسبات کا انکار نکرو کہ بعض نفسوں کو یہہ قوت اسدرجہ تک ہو کہ دوسرے اجسام میں اثر کرے اور وہ ایسا ہی منفعل ہو جیسا کہ اُس نفس کا بدن — اور اسبات کا انکار نکرو کہ وہ اپنی خاص قوت سے تجاوز کرکے دوسرے نفسوں پر اثر کرے خصوصا جبکہ اُسنے اپنے ملکہ کو قوای بدنیہ کے زیر کرلینے سے تیز کرلیا ہو — پس وہ دبا لینا ہی شہوت کو یا غصہ کو یا دوسرے سے خوف کو — یہہ قوت اکثر نفس کو اصلی سرشت کے اعتبار سے ہوتی ہی جو کہ اُسکو ہیئت نفسانیہ سے پہونچتی ہی اور نفس شخصیہ کے لیئے بذاتہا ہوتی ہی اور کبھی کسی مزاج کی وجہہ سے حاصل ہوتی ہی — اور کبھی کسی قسم کی کوشش کی وجہہ سے ہوتی ہی جو کہ نفس کو نہایت تیزی کی

فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿۱۰۷﴾

والابرار — والذي يقع له هذا في جبلة النفس ثم يكون خيرا رشيدا مزكيا لنفسه فهو ذو معجزة من الانبياء او كرامة من الاولياء و تزيده تزكية لنفسه من هذا المعنى زيادة على مقتضى جبلة فيبلغ المبلغ الاقصى والذي يقع له هذا ثم يكون شريرا او يستعمله في الشر فهو الساحر الخبيث وقد يكسر قدر نفسه من غلوئه في هذا المعنى فلا يلحق شيئا من الازكياء فيه — اشارات بوعلي سيناء —

وجهه سے منجرد سا بنادیتي هی جیسا که اولیاء اور نیک لوگوں کو حاصل هوتا هی — اور جس شخص کي سرشت میں یهه قوت هو پهر وه شخص نیک هدایت یافته هو اور اُسکا نفس پاک هو تو وه نبي اور صاحب معجزه هوتا هی یا ولي صاحب کرامت هوتا هی اور جب وه نفس کا تزکیه کرتا هی تو اصل خلقت سے اور زیاده ترقي کرجاتا هی اور نهایت اونچے درجه تک پهونچ جاتا هی — اور جسکو یهه قوت هی اور وه شریر هی اور اس قوت کو برے کام میں صرف کرتا هی تو وه خبیث ساحر هی اور کبهي وه اس کام میں زیاده غلو کرنے کي وجهه سے اپنے نفس کي قدر کو اور بهي گهٹا دیتا هی تو وه اچهوں کي کسي بات کو نهیں پهونچتا *

همکو اس مقام پر اسبات سے بحث کرني که معجزه و سحر میں کیا فرق هی اور انبیاء علیهم‌السلام سے جو اثر نفسي ظاهر هوتے هیں وه کس مبدء سے هوتے هیں اور اولیاء الله سے کسکي تائید سے اور کفار و مشرکین یا خبیث انسانوں سے کس کي مدد سے کچهه ضرورت نهیں هی بلکه صرف اسقدر کهنا کافي هی که جو کچهه هوتا هی اور جس سے هوتا هی وه خود اُس کے اثر نفسي سے هوتا هی جو حسب فطرت انساني خدا نے اُس میں اور کسي نه کسي قدر تمام انسانوں میں رکها هی — پس اگر یهه سچ هی تو هم اس کو نه معجزه قرار دے سکتے هیں نه سحر نه کرامت اور نه استدراج — جیسیکه هم انسان کے دوسرے قوی کے اثروں کو بهي معجزه یا سحر یا کرامت یا استدراج قرار نهیں دیتے *

علاوه اس کے جبکه یهه بات ثابت هوتي هی که اکثر اُن اثروں کا ظهور ایسا هي خیالي و وهمي هی جیسیکه خواب میں اُن چیزوں کا ظهور جن کو دیکهنے والا صرف خواب هي میں دیکهتا هی اور اُن کا وجود درحقیقت اور في‌الواقع کچهه نهیں هوتا تو همکو جرأت نهیں پڑتي که ایسي بے اصل چیزوں کو فخریه طور پر انبیاء علیهم‌السلام کے معجزے اور اولیاء الله کي کرامتیں اور بے اعتقادي سے کافروں کا سحر اور استدراج قرار دیں *

هم کو اور اسلام کو تو فخر اسبات پر هی که همارے رسول برحق پیغمبر خدا محمد مصطفی صلعم نے صاف صاف کهدیا که میرے پاس تو کوئي معجزه وعجزه نهیں هی اگر هوگا

پهر ڈال دیا (موسی نے) اپنے عصا کو پهر وہ یکایک اژدها ظاهر هوا ۱۰۴

تو خدا کے پاس هوگا میں تو مثل تمهارے ایک آدمي هوں خدا نے مجهکو وحي کي هی میں تمکو بُری باتوں سے ڈراتا هوں اور اچهی باتوں کي خوشخبري دیتا هوں *

همکو اور اسلام کو تو اُس سچے هادي پر فخر هی جس نے نه لکڑي کو سانپ کر دکها یا اور نه اپنے دست مبارک کو چمکایا نه سچي بات پر کچهه پردہ ڈالا — نه خدا کی قدرت کے قانون کو توڑنیکا دعوے کیا اور سیدهي طرح لوگوں کو سچا رسته بتایا اور فخراولین اور آخرین اور خاتم النبیین هونے کا درجه پایا — فیاایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما *

سوم — بیان تخیل تحرک حبل و عصاے سحره فرعون

چهارم — بیان عصاے موسی علیه السلام

پنجم — بیان ید بیضاء

یهه تینوں امر ایسے هیں جنکا یک شامل بیان کرنا مناسب هی — اس مقام پر هم اُن تمام آیتوں سے بحث کرینگے جن میں ان امور سهگانه کا ذکر هی *

ثعبان

اسمیں کچهه شبهه نهیں هوسکتا که مصر میں جسقدر اُن لوگوں کي کثرت تهي جو ساحر کهلاتے تهے اور جو جو کرشمے وہ لوگوں کو دکهاتے تهے اُس سے حضرت موسی بخوبي واقف تهے جب حضرت موسی اپنی قوم کی همدردی اور اپنی قوم کو فرعون کے ظلم سے رهائي دینے پر مایل یا مامور هوئے تو یهه ایک قدرتي بات هی که اُنکو اسبات کا خیال هوا هوگا که وهاں تو

وما تلک بیمینک یا موسی قال هی عصاي اتوکؤ علیها واهش بها علی غنمي ولي فیها مارب اخري قال القها یا موسی فالقاها فاذا هی حیة تسعی — قال خذها ولا تخف سنعیدها سیرتها الاولی — و اضمم یدک الی جناحک تخرج بیضاء من غیر سوء ایة اخری ۲۰ — سورہ طه آیت ۱۸ — ۲۳ —

بڑے بڑے کرشمے دکهانے والے هیں میں اُنپر کیونکر غالب آؤنگا — اُنکو خدا نے بتایا که تو بهي ویسے هي کام کرسکتا هی — خدا نے پوچها که تیرے هاتهه میں کیا هی موسی نے کہا میری لاتهي هی جسکو ٹیک لیتا هوں اور اُس سے بهیڑوں کو هنکاتا هوں اور میرے اور کام میں بهي آتي هی — خدا نے کہا اے موسی اسکو ڈال تو دے پهر جب موسی نے اُس لاتهي کو ڈال دیا تو وہ یکایک اژدها تهی چلتي هوئي — خدا نے کہا اسکو اوتهالے اور مت ڈر هم اُسکو پهلي هي سیرت پر پهر کردینگے — اور اپنے هاتهه کو بغل میں رکهه کر نکال چٹا بے عیب یهه دوسري نشاني هی *

وَ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

یہي مضمون سورہ نمل مین بهي آیا هی خدا نے موسیٰ سے کہا کہ اپني لاتهي ڈالدے

والق عصاک فلماراها تهتز کانها جان ولی مدبرا ولم یعقب یاموسیٰ لا تخف انی لا یخاف لدي المرسلون — وادخل یدک في جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء في تسع ایات الی فرعون وقومه انهم کانوا قوما فاسقین ۲۷ — سورہ نمل —۱۰ و ۱۲—

جب موسیٰ نے دیکہا کہ وہ تو هلتي هی گویا وہ اژدها هی تو پیتهه پهیرکر پیچهے هتے اور پهر پلت کر رخ نکیا خدا نے کہا اے موسیٰ مت ڈر میرے پاس پیغمبر نہیں ڈرا کرتے — اور اپنے هاتهه کو اپني جیب میں ڈالکر نکال چتا بے عیب — (جا) نو نشانیاں لیکر فرعون اور اُسکي قوم کے پاس بے شک وہ ایک قوم هی نافرمان *

وان الق عصاک فلماراها تهتز کانها جان ولی مدبرا ولم یعقب یا موسیٰ اقبل ولاتخف انک من الامنین اسلک یدک في جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء واضمم الیک جناحک من الرهب فذانک برهانان من ربک الی فرعون وملائه انهم کانوا قوما فاسقین — ۲۸— سورہ قصص — ۳۱ و ۳۲—

سورہ قصص میں یہہ فرمایا هی کہ اپني لاتهي ڈال پهر جب موسیٰ نے دیکہا کہ وہ هلتي هی گویا کہ وہ اژدها هی پیتهه پهیرکر پیچهے هتے اور پهر پلت کر رخ نکیا خدا نے کہا اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر بے شک تو هی امن والوں میں سے اپنے هاتهه کو اپني جیب میں ڈالکر چتا بے عیب نکال اور اپنے دونوں بازوؤں کو خوف سے ملا پس یہہ دونوں دو برهان هیں تیرے رب کي طرف فرعون کے اور اُس کے سرداروں کے بے شک وہ لوگ نافرمان تهے *

ان آیتوں پر غور کرنے سے ثابت هوتا هی کہ یہہ کیفیت جو حضرت موسیٰ پر طاری هوئي اُسي قوت نفس انسان کا ظهور تها جسکا اثر خود اُنپر هوا تها — یہہ کوئي معجزہ مافوق الفطرت نہ تها اور نہ اُس پہاڑ کی تلي میں جہاں یہہ امر واقع هوا کسي معجزہ کے دکہانے کا موقع تها — اور نہ یہہ تصور هوسکتا هی کہ وہ پہاڑ کي تلي کوئي مکتب تها جہاں پیغمبروں کو معجزے سکہائے جاتے هوں اور معجزوں کي مشق کرائي جاتي هو — حضرت موسیٰ میں از روے فطرت و جبلت کے وہ قوت نہایت قوي تهي جس سے اس قسم کے اثر ظاهر هوتے هیں — اُنہوں نے اس خیال سے کہ وہ لکڑي سانپ هی اپني لاتهي پهینکي اور وہ اُنکو سانپ یا اژدها دکہائي دي یہہ خود اُنکا تصرف اپنے خیال میں تها وہ لکڑي لکڑي هي تهي اُس میں فی الواقع کچهہ تبدیل نہیں هوئي تهي — خدا تعالی نے کسي جگهہ یہہ نہیں فرمایا » فانقلبت العصا ثعبانا — یعني وہ لاتهي بدل کر اژدها هوگئي بلکہ سورہ نمل

اور نکالا اپنا ہاتھہ پہر یکایک وہ چمتا تہا دیکھنے والوں کے لیئے ۱۰۸

میں فرمایا ـ کانہا جان ـــ یعنی گویا وہ اژدہا ہی ـــ اس سے ظاہر ہی کہ درحقیقت وہ اژدہا نہیں ہوئی تہی بلکہ وہ لاٹھی کی لاٹھی ہی تہی *

اسکے بعد جب حضرت موسیٰ فرعون کے پاس گئے تو فرعون نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی کرشمہ دکہاؤ حضرت موسیٰ نے اپنی لاٹھی کو اُسکے آگے ڈال دیا پہر وہ یکایک اژدہا ظاہر ہوئی *

فالقی عصاہ فاذا ہی ثعبان مبین ـ
۷ ـ سورہ اعراف ـــ ۱۰۴ ـــ
۲۶ ـــ سورہ شعرا ـــ ۳۱ ـــ

صاحب تفسیر کبیر نے باوجودیکہ نہایت بے سر و پا قصے ان واقعات کی نسبت لکھے ہیں مگر اُنکے ساتھہ ہی یہہ بہی لکھہ دیا ہی کہ وہ لاٹھی دیکھنے والوں کو اژدہا معلوم ہوئی نہ یہہ کہ درحقیقت وہ اژدہا ہوگئی تہی چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ ـــ خدا کا جو یہہ قول ہی کہ حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ اگر میں تجھکو علانیہ کوئی کرشما دکھاؤں جب بہی تو سچے قید کریگا ـــ تو یہہ کہنا اسبات پر دلیل ہی کہ لاٹھی کے ڈالنے سے پہلے خدا نے حضرت موسیٰ کو بتلادیا تہا کہ وہ اژدہا ہوجاویگی کیونکہ اگر یہہ نہوتا تو جو بات حضرت موسیٰ نے کہی وہ نہ کہتے ـــ پہر جب حضرت موسیٰ نے لاٹھی پھینکی تو وہ چیز ظاہر ہوئی جسکا وعدہ اللہ نے کیا تہا پہر لاٹھی علانیہ اژدہا ہوگئی اور علانیہ اژدہا ہوجانے سے مراد یہہ ہی کہ وہ لاٹھی دیکھنے والوں کو ملنے سے اور اَوْر تمام نشانیوں سے اژدہا معلوم ہوئی *

اعلم ان قولہ اولو جئتک بشئی مبین یدل علی ان اللہ تعالی قبل ان القی العصا عرفہ بانہ یصیرہا ثعباناً ولولا ذلک لما قال ماقال فلما القی عصاہ ظہرما وعدہ اللہ بہ فصار ثعبانا مبینا والمراد انہ تبین للناظرین انہ ثعبان بحرکاتہ وسایر العلامات ۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۵۲) ـــ

اسکے بعد وہ واقعہ ہی جو حضرت موسیٰ اور سحرہ فرعون میں واقع ہوا اور جسکا ذکر مندرجہ حاشیہ آیتوں میں ہی اُن آیتونکا مضمون یہہ ہی کہ جب فرعون کے ساحر جمع ہوگئے تو اُنہوں نے کہا ای موسیٰ یا تو تم ڈالو نہیں تو ہم پہلے ڈالتے ہیں موسیٰ نے کہا کہ تم ہی ڈالو پہر جب اُنہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں لوگوں کی آنکھوں پر جادو کردیا اور اُنکو ڈرا دیا اور ایک بڑا جادو کہا اور فرعون کی جے پکاری کہ ہم بے شک موسیٰ

فلما جاء السحرۃ قال لہم موسیٰ القوا ما انتم ملقون فلما القوا قال موسیٰ ماجئتم بہ السحر ان اللہ سیبطلہ ان اللہ لایصلح عمل المفسدین ـ سورہ یونس ـ آیت ۸۰ و ۸۱ ـ

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ (۱۰۶)

قال لهم موسی القوا ما انتم ملقون فالقوا حبالهم وعصیهم وقالوا بعزة فرعون انا لنحن الغالبون فالقی موسی عصاه فاذا هی تلقف ما یافکون — سورہ شعراء — آیت ۴۳ و ۴۴ —

قالوا یا موسی اما ان تلقي واما ان نکون نحن الملقین قال القوا فلما القوا سحروا اعین الناس واسترهبوهم وجاؤا بسحر عظیم و اوحینا الی موسی ان الق عصاک فاذا هی تلقف ما یافکون سورہ اعراف — آیت ۱۱۰ — ۱۱۴ —

قالوا یا موسی اما ان تلقي واما ان نکون اول من القي قال بل القوا فاذا حبالهم وعصیهم یخیل الیه من سحرهم انها تسعی فاوجس فی نفسه خیفة موسی قلنا لا تخف انک انت الاعلی والق ما في یمینک تلقف ما صنعوا انما صنعوا کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتی — سورہ طه — آیت ۶۸ — ۷۲ —

پر غالب ہوئے پس یکایک اُنکی رسیاں اور لاٹھیاں موسی کے خیال میں اُنکے جادو کے سبب سے معلوم ہوئیں کہ وہ چلتی ہیں — پھر موسی کے دل میں ڈرسا پیدا ہوا — ہم نے کہا کہ تو مت ڈر توھی اُن پر غالب ہی — موسی نے فرعون کے ساحروں سے کہا کہ جو کرشمہ تم نے کیا وہ جادو ہی اللہ تعالی ابھی اُسکو مٹادیگا بے شک اللہ مفسدوں کے کام کو نہیں سنوارتا — خدا نے موسی سے کہا کہ ڈال دے جو تیرے دائیں ہاتھہ میں ہی نگل جاویگا جو کچھہ اُنہوں نے کیا ہی جو کچھہ اُنہوں نے دیا ہی جادو گرونکا مکر ہی اور جادوگر کو جہاں جاوے فلاح نہیں ہی — پس موسی نے اپنی لاٹھی ڈال دی پھر یکایک وہ سب کو نگلنے لگی *

سورہ اعراف کی آیت میں جسپر باقی آیتیں محمول ہیں (لانہا یفسر بعضہا بعضا) ایک جملہ آیا ہی کہ سحروا اعین الناس یعنی لوگوں پر تہمت بندی کردی پس یہہ جملہ صاف اسبات پر دلالت کرتا ہی کہ درحقیقت وہ لاٹھیاں یا رسیاں سانپ اور اژدھے نہیں ہوگئی تھیں بلکہ بسبب تاثیر قوت نفس انسانی کے جو ساحروں نے کسب سے حاصل کی تھی وہ رسیاں اور لاٹھیاں لوگوں کو سانپ اور اژدھے معلوم ہوتی تھیں حضرت موسی نے جو کچھہ کیا وہ بھی بمقتضاے قوت نفس انسانی تھا کوئی امر مافوق الفطرت نہ تھا مگر وہ قدرت حضرت موسی میں فطری اور جبلي تھی *

اس امر کو علماے متقدمین نے بھی تسلیم کیا ہی چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی

ثم قال تعالی فلما القوا سحروا اعین الناس و احتج به القائلون بان السحر محض التمویة قال

کہ خدا تعالی نے جو یہہ فرمایا ہی کہ جب سحرہ فرعون نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالدیں تو اُنہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا تو جادو کے لفظ پر لوگوں نے دلیل پکڑی

کہا فرعون کي قوم کے سرداروں نے بے شک یہہ شخص جادو گر ھی بہت بڑا جاننے والا (۱۰۶)

القاضي لوکان السحر حقا لکانوا قد سحروا قلوبهم لا اعینهم فثبت ان المراد انهم تخیلوا احوالا عجیبة مع ان الامر فی الحقیقة ما کان علی وفق ما حیلوہ - تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ - سورۃ اعراف

ھی کہ سحر صرف دھوکا ھی - قاضي کا قول ھی کہ اگر جادو برحق ھوتا تو وہ لوگوں کے دلوں پر جادو کرتے نہ کہ آنکہ انکھوں پر — پس ثابت ھوا کہ اس سے مراد یہہ ھی کہ انہوں نے لوگوں کے خیال میں عجیب باتیں ڈالي تھیں باوجودیکہ حقیقت میں وہ باتیں ایسي نہ تھیں جیسي کہ لوگوں کے خیال میں پڑتي تھیں - یعني وہ لاتھیاں اور رسیاں درحقیقت سانپ اور اژدھے نہیں بني تھیں بلکہ صرف لوگوں کے خیال میں ایسي معلوم ھوتي تھیں اور یہہ بات اُسي تاثیر قوت نفس انساني کے سبب تھي جو ساحروں میں بذریعہ کسب اور موسیٰ میں بحسب فطرت تھي مگر حقیقت میں نہ ساحروں کي رسیاں اور لاتھیاں سانپ اور اژدھا بني تھیں اور نہ حضرت موسیٰ کي *

ید بیضا

جبکہ یہہ بات تسلیم کي گئي کہ انسان میں ایک ایسي قوت ھی کہ انسان اُسکے ذریعہ سے قویٰ متخیلہ کي طرف توجہہ کرتا ھی اور پھر اُس میں ایک خاص قسم کا تصرف کرتا ھی اور اُن میں طرح طرح کے خیالات اور گفتگو اور صورتیں جو کچھہ اُسکو مقصود ھوتي ھیں ڈالتا ھی پھر اُنکو اپنے نفس موثرہ کي قوت سے دیکھنے والوں کي حس پر ڈالتا ھی — پھر دیکھنے والے ایسا ھی دیکھتے ھیں کہ گویا وہ خارج میں موجود ھی حالانکہ وھاں کچھہ بھي نہیں ھوتا — اور قران مجید کے الفاظ سے جو ایات مذکورہ بالا میں گذرے ھیں اور جنسے پایا جاتا ھی کہ لاتھیاں اور رسیاں اسي قوت متخیلہ کے سبب سانپ یا اژدھے دکھائي دي تھیں تو ید بیضاء کا مسئلہ از خود حل ھوجاتا ھی کیونکہ اُسکا بھي لوگوں کو اس طرح پر دکھائي دینا اُسي قوت نفس انساني اور تصرف قوت متخیلہ کا سبب تھا نہ یہہ کہ وہ کوئي معجزہ ما فوق الفطرت تھا — اور درحقیقت حضرت موسیٰ کے ھاتھہ کي ماھیت بدل جاتي تھي — جہاں قران مجید میں ید بیضاء کا ذکر آیا ھی وھاں یہہ

ونزع یدہ فاذا ھي بیضاء للناظرین — سورۃ اعراف وسورۃ شعراء — ۳۲ — ۱۰۵

مضمون بھي موجود ھی کہ جب حضرت موسیٰ نے اپنا ھاتھہ نکالا تو وہ یکایک چٹّا تھا دیکھنے والوں کے لئے - اور یہہ مضمون صاف اسبات پر دلالت کرتا ھی کہ دیکھنے والوں کي نگاہ میں وہ چٹّا دکھائي دیتا تھا جو اثر قوت نفس انساني کا تھا نہ کوئي معجزہ مافوق الفطرت *

يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ (۱۰۷)

اس مقام پر یہہ سوال هوسکتا هی که اگر عصاے موسیٰ کا اژدها بنا اور هاتهه کا چمکتا هوجانا اُسي قسم کي قوت نفسي سے لوگوں کو دکهائي دیتا تها جسطرح کي قوت نفسي سے سحرۃ فرعون کي رسیاں و لاٹهیاں سانپ دکهلائي دیتي تهیں اور کوئي معجزہ ما فوق الفطرت نه تها تو خدا نے عصاء و یدبیضاء کي نسبت یهه کیوں فرمایا که " فذانک برهانان من ربک " یعني اُنکو خدا کي طرف سے برهان کیوں تعبیر کیا هی — مگر برهان کهنے کي وجهه یهه هی که عصاے موسیٰ کا اژدها سرئي هونا یا هاتهه کا چمکتا دکهائي دینا فرعون اور اُسکے سرداروں پر بطور حجت الزامي کے تها وہ اس قسم کے امور کو دلائل اثبات کي سمجهتے تهے که جس شخص سے ایسے امور ظاهر هوتے هیں وہ کامل هوتا هی اور اسي لیئے اُنهوں نے حضرت موسیٰ سے بهي کرشمه دکهلانے کي خواهش کي تهي — پس اُن دونوں چیزوں پر بمقابله فرعون اور اُسکے سرداروں کے برهان سے تعبیر کرنا بالکل صحیح تها اور اسي سبب سے اُنهوں نے کها که اگر کوئي کرشمه دکهلایا جاوے گا تو وہ موسیٰ کو سچا جانینگے — خود اسي آیت میں بمقابل فرعون اور اُسکے سرداروں کے اُن دونوں امر کو برهان قرار دینے کي وجهه بیان هوئي هی که " انهم کانوا قوما فاسقین " فاسق کا لفظ نهایت وسیع معنی رکهتا هی — فرعون اور اُسکے سرداروں کا ساحروں پر بسبب اُنکے کرشموں کے اعتقاد رکهنا بهي فسق میں داخل تها پس خدا نے فرمایا که یهه دونوں امر ایسي قوم کے لیئے جو ساحروں کے کرشموں پر یقین رکهتي هیں خدا کي طرف سے برهان هیں — پس برهان کا لفظ اُن بیانات کے منافي نهیں هی جو هم نے اوپر بیان کیئے هیں *

سورۃ نمل میں خدا تعالی نے عصا کے ذکر کے بعد فرمایا که " وادخل یدک في جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء في تسع ایات الی فرعون وقومه " لفظ تسع ایات پر مفسرین نے بحث کي هی که نو نشانیوں سے کیا مراد هی *

امام فخرالدین رازي نے اس آیت کي تفسیر میں عصا اور یدبیضا کے علاوہ یهه نو نشانیاں بیان کي هیں — دریا کا پهٹ جانا — طوفان کا هونا — تڈیوں کا آنا — پسوؤں کا — مینڈکوں کا پیدا هونا — پاني کا خون هوجانا — مال و دولت مویشي میں کمی کا هونا — قحط پڑنا — کهیتوں کي پیداوار کا گهٹ جانا *

لقایل ان یقول کانت الایات احدی عشر ثنتان منها الید والعصا والتسع الفلق والطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم والطمسه والجدب في بوادیهم

چاهتا هی که نکال دے تمکو تمهارے ملک سے پهر کیا تم حکم دیتے هو (١٠٧)

والنقصان في مزارعهم (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحه ٨١) اور اسي مقام پر یهه بهي لکها هی که " في تسع ایات " جمله مستانفه هی یعني علاحده کلام هی اور اُسکي تقریر یوں هی که اذهب في تسع ایات الی فرعون " یعني عصا اور یدبیضا کا ذکر علاحده هوچکا اُسکے سوا نو نشانیاں اور دیں که وه لیکر فرعون کے پاس جا *

مگر یهه بیان صحیح نهیں اسلیئے که وه نو چیزیں جنکا ذکر کیا هی بطور نشانی کے نهیں دي گئی تهیں بلکه فرعون اور اُسکی قوم پر بسبب نافرماني کے بطور عذاب کے نازل هوئي تهیں جنکو قران مجید نے بهی " رجز " سے تعبیر کیا هی پس اُن واقعات دو تسع ایات قرار دینا صحیح نهیں هوسکتا *

سوره بني اسرائیل میں بهي نسع ایات کا ذکر هی اور اُسکی نسبت مفسرین نے یهه سمجها هی که اُس آیت میں تسع ایات سے وه نو احکام مراد هیں جو حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کهے تهے — مفسرین کا ایسا خیال کرنا غالباً اس آیت کے اِن الفاظ کي بنا پر هی " فاسئل بني اسرائیل اذ جاء هم " یعني خدا نے فرمایا که بني اسرائیل سے دریافت کر جب موسیٰ اُن کے پاس آئے تو وه نو احکام کیا بتاتے تهے — اس خیال پر همارے راویوں نے ایک حدیث بهي بیان کردي اور مفسرین نے قبول کرلي اور کها یهي قول سب سے اچها هی *

ولقد آتینا موسیٰ تسع ایات بینات فاسئل بني اسرائیل اذ جاء هم فقال له فرعون انی لا ظنک یا موسیٰ مسحورا قال لقد علمت ما انزل هؤلاء الا رب السموات والارض بصایر واني لاظنک یا فرعون مثبورا — (سوره بني اسرائیل آیت ١٠٣)

تفسیر کبیر میں لکها هی که تسع ایات کے بیان میں متعدد اقوال هیں سب سے اچها قول یهه هی که جو صفوان ابن عسال نے کها هی که ایک یهودي نے اپنے دوست سے کها که پیغمبر پاس چلو اُن سے پوچهیں که وه نو احکام کیا تهے وه آئے اور پوچها آنحضرت صلعم نے فرمایا که وه یهه تهے — خدا کے ساتهه کسیکو شریک مت کرو — چوري نکرو — زنا نکرو — قتل مت کرو — سحر مت کرو — سود نکهاؤ — عورتوں پر زنا کا اتهام مت کرو — لڑائی میں بهاگو نهیں — اور بالتخصیص یهودیوں کے لیئے یهه حکم هی که سبت

في تفسیر قوله تعالی تسع ایات بینات اقوال اجودها ما روی صفوان ابن عسال انه قال ان یهودیا قال لصاحبه اذهب بنا الی هذا النبي نساله عن تسع ایات فذهبا الی النبي صلی الله علیه وسلم وسالاه عنها فقال هن ان لا تشرکوا بالله شیئا — ولا تسرقوا — ولا تزنوا — ولا تقتلوا — ولا تسحروا — ولا تاکلوا الربا — ولا تقذفوا المحصنة — ولا تولوا الفرار

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ اَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۰۹﴾

يوم الزحف — عليكم خاصة اليهود ان لاتعتدوا في السبت فقام اليهوديان فقبلا يديه ورجليه وقالوا اشهد انك نبي ولولانخاف القتل لاتبعناك (تفسير كبير جلد چهارم صفحه ۲۸۵)

کے دن زیادتی نکرو — یہہ سنکر وہ دونوں یہودی کھڑے ہوئے اور آنحضرت صلعم کے ہاتھہ اور پاؤں چومے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نبی ہیں اگر ہمکو مارے جانے کا ڈر نہوتا تو ہم آپکی پیروی کرتے *

مگر مفسرین کا یہہ خیال کہ جن تسع ایات کا ذکر سورہ نمل کی آیت میں ہی وہ تو نو نشانیاں تھیں جو حضرت موسیٰ فرعون کے پاس لیگئے تھے اور جن تسع ایات کا ذکر سورہ بنی اسرائیل میں ہی وہ نو احکام بنی اسرائیل کے لیئے تھے صحیح نہیں معلوم ہوتا — کیونکہ اُسی آیت میں ذکر ہی کہ تسع ایات کے جواب میں فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ میں تو تجھکو سحرزدہ سمجھتا ہوں — اور اس سے ثابت ہی کہ وہ احکام فرعون اور اُسکی قوم کے لیئے تھے نہ بنی اسرائیل کے لیئے اور " فاسئل بنی اسرائیل اذ جاء ہم " بطور جملہ معترضہ کے آیا ہی اُس سے یہہ استدلال کرنا کہ وہ احکام بنی اسرائیل کے لیئے تھے صحیح نہیں ہی *

غرضکہ ہماری تحقیق میں دونوں آیتوں میں تسع ایات سے وہ احکام مراد ہیں جو حضرت موسیٰ فرعون اور اُسکی قوم کے پاس لیگئے تھے — یہہ بات قابل تسلیم کے ہی کہ قران مجید میں اُن نو احکام کا ایک جگہہ شمار نہیں کیا گیا ہی بلکہ جابجا متعدد احکام کا ذکر آیا ہی اگر اُن سب پر غور کیا جاوے تو وہ احکام ہماری سمجھہ میں مندرجہ ذیل معلوم ہوتے ہیں *

۱ — توحید — کما قال اللہ تعالی انی انا اللہ لااله الاانا — ۲ — اقرار بالرسالة — کما قال انا رسولا ربک — ۳ — منع شرک سے — کما قال فاعبدنی — ۴ — اقامت صلواۃ — کماقال اقم الصلواۃ لذکری — ۵ — جزا و سزا — کما قال — تجزی کل نفس بما تسعی — ۶ — اعتقاد آخرت — کما قال ان الساعة اتیة — ۷ — نزول عذاب منکرین پر — کماقال ان العذاب علی من کذب وتولی — ۸ — منع تعدی سے بنی اسرائیل پر — کما قال لاتعذبہم — ۹ — رہا کرنا بنی اسرائیل کا — کما قال ارسل معنا بنی اسرائیل *

یہہ تمام آیتیں جنکا اشارہ ہم نے کیا عام آیتیں نہیں ہیں بلکہ خاص آیتیں ہیں جو

اُنہوں نے کہا کہ موسیٰ اور اُسکے بھائي کو مہلت دے اور شہروں میں لوگوں کو جمع کرنے والے بھیج ۱۰۸ تاکہ تیرے پاس ہر ایک بڑے جان نے والے جادوگر کو لے آویں ۱۰۹

حضرت موسیٰ اور بني اسرائیل کے قصہ میں وارد ہوتے ہیں اور اسي سبب سے ہم نے خیال کیا ہی کہ یہہ وہ احکام ہیں جو حضرت موسیٰ خدا کي طرف سے فرعون پاس لیگئے تھے *

ششم — قتل اولاد

بني اسرائیل کے لڑکوں یا مردوں کا قتل کوئي ایسا امر نہیں ہی جسکو کسي کرشمہ کي بنا پر قرار دیا جاوے اگرچہ مفسرین نے اُسکي بنا بھي ایک کرشمہ پر قایم کي ہی یعني بعضوں نے تو یہہ کہا ہی کہ کاہنوں نے فرعون سے کہا تھا کہ بني اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیري سلطنت کو برباد کردیگا پس اُس تاریخ میں جو کاہنوں نے مقرر کي تھي جسقدر لڑکے پیدا ہوئے اُنکو فرعون نے مروا ڈالا — اور بعضوں نے یہہ کہا کہ یہہ قتل صرف اُسي تاریخ پر منحصر نہیں رہا بلکہ یہہ قتل برسوں تک جاري رہا اور نوے ہزار لڑکے قتل ہوئے بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ فرعون نے ایک خواب دیکھا کہ بیت المقدس سے ایک آگ آئي اور اُس آگ نے مصر کو گھیر لیا اور تمام قبطیوں کو جلا دیا اور صرف بني اسرائیل بچ رہے لوگوں نے اُسکي تعبیر دي کہ اُس شہر سے جہاں سے بني اسرائیل آئے ہیں ایک شخص آویگا اُسکے ہاتھہ سے مصر کي سلطنت برباد ہوگی اسپر فرعون نے بني اسرائیل کے مردوں کے قتل کرنیکا حکم دیا *

مگر قران مجید میں ان دونوں باتوں میں سے کسیکا کچھہ اشارہ نہیں ہی اور نہ بني اسرائیل کے قتل کي بنا کسی اَور کرشمہ پر بیان ہوئي ہی — قران مجید سے جو بات پائي جاتي ہی وہ صرف اسقدر ہی کہ بني اسرائیل

و اذ نجیناکم من آل فرعون یسومونکم سوءالعذاب یذبحون ابناءکم و یستحیون نساءکم وفي ذلکم بلاء من ربکم عظیم ۲ — سورہ بقر — ۴۶ —

اذ انجیکم من آل فرعون یسومونکم سوءالعذاب یقتلون ابناءکم ویستحیون نساءکم وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم — ۷ — سورہ اعراف — ۱۳۷ —

اذ قال موسیٰ لقومه اذکروا نعمة الله علیکم اذ انجاکم من آل فرعون یسومونکم سوءالعذاب ویذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم وفي ذلکم بلاء من ربکم عظیم — ۱۴ — سورہ ابراهیم — ۶

ان فرعون علا في الارض وجعل اهلها شیعا یستضعف طائفة منهم یذبح ابناءهم ویستحیي نساءهم انه کان من المفسدین — ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا في الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین — ونمکن لهم في الارض

وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

ونري فرعون وهامان وجنودهما منهم ماكانوا يحذرون — ۲۸ — سورة قصص — ۳ — ۵ —

فلما جاءهم بالحق من عندنا قالوا اقتلوا ابناء الذين امنوا معه واستحيوا نساءهم وما كيد الكافرين الا في ضلال — وقال فرعون ذروني اقتل موسى وليدع ربه اني اخاف ان يبدل دينكم اوان يظهر في الارض الفساد — ۲۷ — سورة مومن — ۲۶ و ۲۷ —

کي کثرت سے فرعون اور أسکے سرداروں کو اندیشه هوگیا تها که یهه لوگ فساد کرکے مصر کي سلطنت تو برباد کردینگے اور أسکے انسداد کے لیئے یهه تدبیر کي تهي که جو لڑکے پیدا هوتے تهے أنکو قتل کروا ڈالتا تها تاکه مرد جن سے لڑنیکا اور فساد هونیکا اندیشه تها زیادہ نهونے پاویں چنانچه سورہ قصص میں صاف لکها هی که فرعون کي سلطنت ملک میں بہت زبردست هوگئي تهي اور أسکے لوگوں کو گروہ گروہ کردیا تها اور ایک گروہ کو یعني بني اسرائیل کو أن میں سے ضعیف کردیا تها أنکے لڑکوں کو مارڈالتا تها اور عورتوں کو زندہ رکهتا تها خدا نے چاها که أس ضعیف گروہ پر مهرباني کرے اور أنهیں کو سردار بناوے اور أنهیں کو وارث کرے اور ملک میں أنهیں کو قدرت دے اور دکهلاوے فرعون اور أسکے لشکر کو أس ضعیف گروہ سے وہ چیز جس سے وہ ڈرتے تهے — اس سے صاف ثابت هوتا هی که پهلي دفعه یعني قبل از ولادت حضرت موسی جو فرعون نے قتل اولاد بني اسرائیل کا حکم دیا تها وہ صرف اسی خوف سے تها که وہ بسبب کثیر هونے کے فساد کرکے ملک کو نه چهین لیں — کچهه عجب نهیں که یهه قتل کسي مدت تک رها هو اور پهر موقوف هوگیا هو *

یهه پهلا حکم قتل اولاد بني اسرائیل کا تها مگر جب حضرت موسی فرعون کے پاس آئے اور خدا کے حکم پهونچائے اور کها که بني اسرائیل کو چهوڑ دو أس وقت پهر فرعون کو بني اسرائیل کے فساد کرنے کا اور اپني سلطنت کے زوال کا خوف هوا اور دوبارہ أسنے تدبیر کي که بني اسرائیل کے لڑکوں کو مار ڈالنا چاهیئے چنانچه سورہ مومن میں خدا نے صاف بیان کیا هی که جب همارے پاس سے سچي بات فرعون اور أسکے سرداروں کے پاس پهونچي تو أنهوں نے کها که مارڈالو أنکے لڑکوں کو جو موسی پر ایمان لائے هیں اور أنکي عورتوں کو زندہ رکهو اور فرعون نے کها که تهرو میں موسی کو مارڈالونگا مجهکو خوف هی که وہ تمهارے دین کو بدل دیگا اور ملک میں فساد پهیلاویگا — پس صاف ظاهر هی که اسي خوف سے دونوں دفعه فرعون نے بني اسرائیل کے لڑکوں یا مردوں کے قتل کا حکم دیا تها کوئي اور غیبي کرشمه أسکي بنیاد نه تها *

اور آئے جادوگر فرعون کے پاس اُنھوں نے کہا کہ ضرور ھمکو انعام ملیگا اگر ھم غالب ھونگے ۱۱۰

ھفتم قحط — ھشتم طوفان — و جراد - و قمل وضفادع - و دم

یہہ تمام اُمور ایسے ھیں جو ھمیشہ دنیا میں موافق قانون قدرت واقع ھوتے رھتے ھیں حضرت موسی کے زمانہ میں بھی واقع ھوئے تھے — ایسے واقعات کو انسانوں کے گناھوں سے منسوب کرنا بھی قانون فطرت کے قائم ھی جسپر انبیاء علیھم السلام مبعوث ھوتے ھیں اس کی بحث قوم عاد کے قصہ میں بالتفصیل لکھہ چکے ھیں اسطرح ان واقعات ارضی و سماوی کو بھی خدا تعالے نے فرعون اور اُس کی قوم کے گناھوں سے منسوب کیا ھی *

قحط کوئی نئی بات نہیں تھی حضرت یوسف کے زمانہ میں بھی سخت قحط پڑا تھا حضرت موسی کے زمانہ میں بھی قحط ھوا جو حضرت موسی کے قصہ میں مذکور ھی *

طوفان — دریاے نیل کی زیادہ طغیانی سے ھوجاتا ھی اور کبھی کبھی مینھہ اور اولونکا طوفان بھی آجاتا ھی شام کے پہاڑوں سے اولے برستے ھوئے کبھی کبھی مصر تک پھونچ جاتے ھیں بجلی کی چمک اور گرج بھی ھوتی ھی (دیکھو کیٹو کی بیبلکل سیکلوپیڈیا صفحہ ۶۰۰) جن ملکوں میں بارش قلیل ھوتی ھی اور اولے اتفاقیہ پڑتے ھیں اُن ملکوں میں اسقدر بارش بھی جو اور ملکوں میں معمولی خیال کی جاتی ھی نہایت سخت طوفان کا اثر دکھاتی ھی خصوصاً اُس حالت میں جبکہ دریا کی طغیانی بھی اور خصوصاً نیل کیسے دریا کی طغیانی اُس کے ساتھہ ھو تو پھر تو قیامت ھی ھوتی ھی — پس موسی کے عہد میں طوفان کا واقعہ ایک معمولی واقعہ سے زیادہ کچھہ نہیں تھا — جو بزرگی اُسمیں تھی وہ صرف یہی تھی کہ اُس زمانہ میں واقع ھوا جبکہ حضرت موسی وھاں تشریف لیگئے تھے *

جراد و قمل و ضفادع — یعنی ٹڈیوں پسوؤں یا اسی قسم کے کسی جانوروں اور مینڈکوں کا کثرت سے پیدا ھو جانا خصوصاً طوفان اور دریاے نیل کے چڑھاؤ کے اوترنے کے بعد ایک ایسی بات ھی جو قدرتی طور پر واقع ھوتی ھی حشرات الارض دفعتاً اس کثرت سے پیدا ھوجاتے ھیں جنکو دیکھہ کر حیرت ھوتی ھی — پس حضرت موسی کے عہد میں اُن حشرات الارض کا پیدا ھوجانا جسقدر کثرت سے وہ پیدا ھوگئے ھوں اور کیسی ھی سخت مصیبت اُن کے سبب سے مصریوں پر پڑی ھو کوئی ایسی تعجب خیز بات نہیں ھی جسکو ایک لمحہ کے لیئے بھی واقعہ مافوق الفطرت تصور کیا جاوے *

دم کا لفظ البتہ لوگوں کو حیرت میں ڈالتا ھوگا — بعض مفسرین نے اسبات کو کہ تمام

قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

دریا اور حوض اور تمام پانی جو برتنوں میں تھا خون ہوگیا غیر قابل یقین خیال کرکے یہہ لکھا کہ فرعون اور اُس کی تمام قوم کو نکسیر بہنے یعنی ناک سے خون جاری ہونے کی بیماری ہوگئی تھی — گو کہ کسی وبا کا پھیل جانا خصوصاً قحط و طوفان کے بعد کوئی امر بعید از عقل نہیں ہی — لیکن اصل بات یہہ معلوم ہوتی ہی کہ دریاے نیل کا پانی اگرچہ عموما نیلے رنگ کا رہتا ہی مگر کبھی طغیانی کے زمانہ میں اُس کا رنگ سرخ لال اینٹ کے گھرے رنگ کی مانند ہوجاتا ہی (دیکھو کینوبیبلکل سیکلوپیدیا صفحہ ۵۹۹) اور چیمبرز انسیکلوپیدیا جلد سوم صفحہ ۷۸۲) اور جب کبھی نباتی مادہ کثرت سے آجاتا ہی تو سبز ہوجاتا ہی (دیکھو انسیکلوپیدیا برتنکا صفحہ ۴۲۴) پس اسی قسم کے واقعات کے سبب سے اُس کا پانی سرخ ہوگیا ہوگا جسکو دم سے تعبیر کیا ہی *

بعض اوقات پانی میں نہایت باریک کیڑے سرخ رنگ کے اسقدر کثرت سے پیدا ہوجاتے ہیں کہ تمام پانی کا رنگ سرخ ہوجاتا ہی بحر احمر میں بھی اس قسم کی حالت پائی جاتی ہی — بحر احمر کے حال میں سالت نے لکھا ہی کہ فبروری کے مہینہ میں ایک دفعہ جہاز کے گرد کچھہ دور تک سمندر نہایت سرخ ہوگیا چونکہ اس عجیب تبدیلی کا باعث ہم دریافت کرنا چاہتے تھے ہم نے ایک برتن کو پانی میں ڈالا اور اُس میں بہت سی وہ چیزیں نکالیں جو پانی پر تیر رہی تھیں وہ جیلی - مشابہ ایک چیز تھی جس میں بے انتہا چھوٹے چھوٹے کیڑے تھے اور ہرایک کے اوپر ایک سرخ دھبہ تھا یہہ جانور ایک جگہہ جمع ہونے سے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے پانی میں کوئی سرخ چیز گھولدی ہو — ارن برگ کو بھی جو ایک بہت بڑا نیچرل فلاسفی کا عالم تھا ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا اور اُس نے بھی بحر احمر کی ایسی حالت ہوجانے کی تصدیق کی ہی *

پس یہی حالت دریاے نیل کی بھی ہوئی ہوگی اور جبکہ ثابت ہوا ہی کہ اُس کا پانی بھی کبھی سرخ ہوجاتا ہی تو اُس کی ایسی حالت ہوجانے پر زیادہ یقین ہوتا ہی — ان کیڑوں کا بہت کثرت سے پانی میں جمع ہوجانا بلاشبہہ لوگوں کو اُس کے استعمال سے باز رکھتا ہوگا اور وہ پانی ناقابل استعمال ہوجاتا ہوگا — فرعون کے زمانہ میں بھی دریاے نیل سے گھروں میں اور کنوؤں میں اور حوضوں میں نلوں کے ذریعہ سے پانی لیگئے تھے پس جہاں جہاں اُس کا پانی جاتا ہوگا سب جگہہ یہی حال ہوگیا ہوگا — اُس پانی کو لوگوں نے بلا خیال برتنوں میں بھرلیا ہوگا اور تھوڑی دیر بعد دیکھا ہوگا کہ وہ سرخ مثل خون کے ہی —

فرعون نے کہا ہاں اور بے شک تم مقربوں میں سے ہوگے (۱۱۱)

اونچے مقاموں میں جہاں دریاے نیل کا پانی نجاتا ہوگا وہاں یہہ کیفیت نہوئي ہوگي اور ممکن هی کہ بني‌اسرائیل اونچي زمین پر رهتے هوں جهاں نیل کا پانی نہ جاتا هو یا اُنکے گهروں میں پاني جانے کے مڑ نہوں اور اُن کے گهروں میں یہہ کیفیت نہوئي هو *

نہم — غرق فی البحر

فرعون کا بني اسرائیل کے تعاقب میں جانا اور بني اسرائیل کا دریا کے پار اُتر جانا اور فرعون کا دریا میں ڈوب جانا ایک تاریخي واقعہ هی اور هم اُس کو نہایت تفصیل سے سورۃ بقر کي تفسیر میں لکهہ چکے هیں † پس اس مقام پر زیادہ لکهنے کی حاجت نہیں *

دهم — اعتکاف حضرت موسی کا پہاڑ میں

اعتکاف کا واقعہ اُس زمانہ کا هی جبکہ حضرت موسی بني اسرائیل کو فرعون کي قید سے چهوڑا کر اور فرعون کو اور اُس کے لشکر کو دریا میں ڈبوکر اُس جنگل میں نکال لائے جو بحر احمر کي دونوں شاخوں کے درمیان میں هی اور جس کا نقشہ سورۃ بقر کي تفسیر میں بنایا هی *

و واعدنا موسی ثلثین لیلۃ و اتممنا ها بعشر فتم میقات ربه اربعین لیلۃ — ۷ — سورۃ اعراف — ۱۳۸ —

یہہ کوئي امر زیادہ بحث کے قابل نہیں حضرت موسی تیس دن کا اعتکاف کرنے کے لیئے پہاڑ پر گئے تاکہ خدا کي عبادت میں مصروف هوں مگر وهاں چالیس دن لگ گئے — توریت میں لکها هی کہ چالیس دن اور چالیس رات موسی پہاڑ پر رهے اور نہ روٹي کهائي نہ پاني پیا (سفر توریۃ مثنی باب ۹ ورس ۹) زیادہ تر مقصود اس اعتکاف سے یہہ تها کہ خدا کي هدایت اس بات میں چاهیں کہ اس جم غفیر کي هدایت و انتظام اور خدا کي عبادت کے لیئے کیا قواعد یا احکام قرار دیئے جاویں *

و اذ واعدنا موسی اربعین لیلۃ ثم اتخذتم العجل من بعده و انتم ظالمون — ۲ — سورۃ بقر — ۴۸ —

بني اسرائیل کو چار سو برس سے زیادہ هوگئے تهے کہ مصر میں رهتے تهے اور گو وہ خدا کو مانتے تهے مگر وهاں کي بت پرستي اور اُسکي شان و شوکت کے عادي هوگئے تهے اور ظاهر میں بهی معبود کے وجود کے موجود هونے کي خواهش مثل بت پرستوں کے اُن کے دل میں سما گئي تهي اس لیئے نہایت مشکل بات تهي نہ اُن کو ایک ایسے خداے واحد کي

---

† دیکهو جلد اول صفحہ ۷۱ لغایت صفحہ ۱۰۳ —

قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

پرستش پر متوجہہ کیا جاوے جس کا نہ ظاہر میں کوئي وجود هی نہ ظاهري وجود میں اور نہ کسي ظاهري شکل میں آسکتا هی بلکہ محض بیچون و بیچگون و بے رنگ و نموں هی — غالباً یهي بات سب سے زیادہ حضرت موسی کو بھي مشکل تھي — اور وہ ضرور اس خیال میں تھے کہ معبد کو ظاهري صورتوں سے اس طرح بنایا جاوے جن کي عبادت تو نہ کي جاوے مگر بني اسرائیل کي دل بستگي کا ذریعہ هوں — اور اسي وجہہ سے اُنہوں نے معبد میں کروبون کي مجسم شکلیں چاندي و سونے کي بنائیں ہم قبول کرتے هیں کہ اُنہوں نے خدا کے حکم سے بنائي هونگي مگر بنائیں — جس کا سبب بجز مذکورہ بالا امر کے آؤر سمجھہ نہ تھا — اور اسي لیئے هم کہہ سکتے هیں کہ جو سچي اور ٹھیٹ خداپرستی اسي طرح بیچون و بیچگون و بے رنگ و نموں طریقہ پر جیسا کہ وہ معبود حقیقي هی محمد رسول اللہ صلعم نے قایم کي موسی سے باوجود اس شان و شوکت کے قایم نہیں هوسکي نہ همکو کروبون کي حاجت هی نہ کوئي پریست کي نہ کسی معبد کی نہ قرباني سوختني کي نہ بخور کي اور نہ آتش دان کي نہ خاص پوشاک اور سینہ بند کي هم سچے خدا کي پرستش جنگل میں دریا میں پہاڑ میں گھر میں بازار میں اندھیرے میں اُجالے میں کوڑا پہنے بن کپڑا پہنے کرسکتے هیں همارا دل هي خدا کا معبد هی همارا خدا هر جگہہ همارے ساتھہ هی اور هم خدا کے ساتھہ اور یہہ ایسا ساتھہ هی کہ نہ کبھي هم اُس سے چھوٹ سکتے هیں اور نہ وہ همکو چھوڑ سکتا هی — سبحانہ و تعالے شانہ والحمد للہ رب العالمین *

یازدهم — حقیقت کلام خدا یا موسی

کلام خدا کا جب تک نہ سنیں یہہ تو معلوم نہیں هوسکتا کہ کیسا هوتا هی — مگر انسانوں کا کلام جو سننے میں آتا هی وہ تو یہہ هی کہ زبان اور هونٹ ملنے هیں اُس سے بمدد هواے محیط کے ایک آواز کان تک پہونچتي هی هر ایک لفظ کے بعد دوسرا لفظ بلکہ هر لفظ کے پہلے حرف کے بعد دوسرا حرف نکلتا هی اور حرفوں سے ملکر لفظ اور لفظوں سے ملکر جملہ هوجاتا هی — پھر کیا خدا کا کلام بھي ایسا هی هوتا هی ؟ *

علماے اسلام نے کہا هی کہ تمام انبیاء علیهم‌السلام نے خدا کو متکلم کہا هی اور اُس کے کلام کو ثابت کیا هی پس اُسکا متکلم هونا اور خدا کے لیئے کلام کا هونا تو ثابت هوگیا — مگر اُنہوں نے یہہ نہ بتایا کہ ایسا هي کلام جیسا همارا تمہارا هی یا کسي آؤر طرح کا لیکن اُنہوں نے اُسپر دوسري بحث قدیم اور حادث هونے کي چھیڑ دي یعني اثبات کي کہ

فرعون کے جادوگروں نے کہا کہ اے موسیٰ یا تو تو ڈال اور یا ہم ڈالنے والے ہوں ۱۱۲

خدا کا کلام قدیم ہی یا حادث — ہم اُس بحث کو اس مقام پر لکھتے ہیں اور اُمید ہی کہ اُسی سے پتہ لگ جاویگا کہ اُسکا کلام کیسا ہوتا ہی *

قاضی عضد اور علامہ سید شریف شرح مواقف میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا کے کلام کے قدیم و حادث ہونے پر دو متناقض قیاس ہیں - ایک قیاس یہہ ہی کہ - خدا تعالی کا کلام خدا تعالی کی ایک صفت ہی - اور جو صفت خدا کی ہی وہ قدیم ہی — پس خدا کا کلام قدیم ہی *

دوسرا قیاس جو اسکے برخلاف ہی وہ یہہ ہی کہ — خدا کا کلام حرفوں و لفظوں کی ترتیب سے ملکر بنا ہی جو ایک بعد دوسرے کے وجود میں آئے ہیں — اور جو چیز اس طرح پر بنتی ہی وہ حادث ہوتی ہی — پس خدا کا کلام بھی حادث ہی *

حنبلی پہلے قیاس کو ٹھیک بتاتے ہیں اور اسبات کے قایل ہیں کہ خدا کے کلام میں حرف بھی ہیں اور آواز بھی ہی اور وہ دونوں اپنے آپ قایم ہیں اور قدیم ہیں پس کلام خدا کا بھی قدیم ہی — پس گویا حنبلی دوسرے قیاس کے دوسرے جملہ کو کہ" جو چیز اس طرح پر بنتی ہی وہ حادث ہوتی ہی" نہیں مانتے *

قاضی عضد اور علامہ سید شریف دونوں بالاتفاق کہتے ہیں کہ حنبلیوں کا دوسرے قیاس کے دوسرے جملہ کو نہ ماننا قطعاً غلط ہی کیونکہ ہرایک حرف اُن حرفوں میں سے جن سے اُن کے نزدیک کلام خدا کا مرکب ہی ایک حرف کے ختم ہونے پر دوسرے حرف کا شروع ہونا موقوف ہی تو وہ دوسرا حرف قدیم نہوا اور جو کہ پہلے حرف کے لیئے بھی ختم ہونا ہی تو وہ بھی قدیم نرہا اور جو کلام کہ ان سے مرکب ہوکر بنا ہی وہ بھی قدیم نرہا *

کرامیہ فرقہ اسبات میں کہ خدا کے کلام میں حرف اور آواز ہی حنبلیوں کے ساتھہ متفق ہیں مگر وہ اُسکو حادث مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خدا کی ذات میں قایم ہی کیونکہ وہ اسبات پر یقین کرتے ہیں کہ خدا کی ذات میں حوادث کا قایم ہونا جائز ہی - پس گویا کرامیہ دوسرے قیاس کو تو صحیح مانتے ہیں اور پہلے قیاس کے دوسرے جملہ کو کہ" جو صفت خدا کی ہی وہ قدیم ہی" نہیں مانتے *

معتزلی خدا کے کلام میں آواز اور حرف کو اسی طرح پر مانتے ہیں جس طرح کہ حنبلی اور کرامیہ مانتے ہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ آواز اور حرف خدا کی ذات میں قایم نہیں ہیں بلکہ خدا اُسکو دوسری چیز میں پیدا کردیتا ہی مثلاً لوح محفوظ میں یا جبرئیل

قَالَ أَلْقُوا فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُو بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴿۱۱۳﴾

میں یا نبی میں اسلیئے خدا کا کلام حادث ہی پس معتزلی دوسرے قیاس کو صحیح سمجھتے ھیں اور پہلے قیاس کے پہلے جملہ کو کہ " خدا تعالی کا کلام خدا تعالی کی ایک صفت ہی " نہیں مانتے *

اسپر قاضی عضد اور علامہ سید شریف فرماتے ھیں کہ جو کچھہ معتزلی کہتے ھیں ہم اُس سے انکار نہیں کرتے بلکہ ہم بھی وہی کہتے ھیں مگر اُسکا نام کلام لفظی رکھتے ھیں اور اُسکو حادث مانتے ھیں اور ذات خدا تعالی میں قائم نہیں کہتے — اُس کے سوا ہم ایک اور امر ثابت کرتے ھیں اور وہ معنی ھیں قایم بالنفس جسکو کہ لفظوں سے تعبیر کیا جاتا ہی اور وہی حقیقت میں کلام ہی اور وہی قدیم ہی اور وہی خدا تعالی کی ذات میں قایم ہی — پس دوسرے قیاس کا جو دوسرا جملہ ہی کہ " خدا کا کلام حرفوں و لفظوں کی ترتیب سے ملکر بنا ہی " اُسکو نہیں مانتے — اور ہم یقین کرتے ھیں کہ معنی اور عبارت ایک نہیں ھیں کیونکہ عبارت تو زمانہ میں اور ملک میں اور قوموں میں مختلف ہوجاتی ہی اور معنی جو قایم بالنفس ھیں وہ مختلف نہیں ہوتے بلکہ ہم یہہ کہتے ھیں کہ اُن معنوں پر دلالت کرنا بھی لفظوں ہی میں منحصر نہیں ہی کیونکہ اُن معنوں پر کبھی اشارہ سے اور کبھی کنایہ سے اسی طرح پر دلالت کی جاتی ہی جیسیکہ عبارت سے — اور مطلب جو کہ ایک معنی ہی قایم بالنفس وہ ایک ہی ہوتا ہی اور کچھہ متغیر نہیں ہوتا باوجودیکہ عبارتیں بدل جاتی ھیں اور دلالتیں مختلف ہوجاتی ھیں اور جو چیز متغیر نہیں ہوتی وہ اُس چیز کے سوا ہی جو متغیر ہوجاتی ہی — یعنی جو چیز کہ متغیر نہیں ہوتی وہ تو معنی قایم بالنفس ھیں اور وہ اُس چیز سے جو متغیر ہو جاتی ہی یعنی عبارت سے علاحدہ ھیں — (انتہی ملخصا) *

جو کچھہ کہ قاضی عضد اور علامہ سید شریف نے فرمایا یہی مذہب اہل سنت وجماعت کا ہی — اس سے پہلے کہ ہم اپنی تحقیق بیان کریں مناسب ہی کہ جو باتیں ان بزرگوں نے چھپا رکھی ھیں اُن کو کھول دیں تاکہ لوگوں کو صاف معلوم ہو جاوے کہ ان اصول کے ساتھہ سے جو اُن بزرگوں نے قرار دیئے ھیں کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہی *

معتزلیوں نے کہا تھا کہ آواز اور حرف دونوں خدا کی ذات میں قایم نہیں ھیں بلکہ

موسی نے کہا تم ڈالو پھر جب اُنھوں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کردیا اور اُن کو

ترایا اور لائے بڑا جادو (۱۱۱)

وہ اُن کو دوسري چیز میں پیدا کردیتا هی قاضي صاحب اور علامہ صاحب فرماتے هیں که هاں یہه صحیح هی مگر هم اُس کا نام کلام لفظي رکھتے هیں — مگر یہه نہیں فرماتے که کس کا کلام لفظي خدا کا یا اُس کا جس میں خدا نے اُس کو پیدا کردیا تھا *

پھر اُس پر زیادہ تحقیق یہه کرتے هیں که صرف معانی قایم بالنفس اور غیر متغیر هیں اور درحقیقت وهي کلام هی اور وهي قدیم هی اور اس بات کو تسلیم نہیں کرتے که خدا کا کلام حرفوں و لفظوں کی ترکیب سے بنا هی *

اس بیان میں صریح یہه نقص هی که اگر اُس کو تسلیم کرلیا جاوے تو جو الفاظ قران مجید کے هیں وہ خدا کے لفظ نہیں رهتے بلکه اُس کے لفظ هوتے هیں جس میں وہ پیدا کیئے هیں خواہ وہ جبرئیل هوں یا نبی اور جو که وہ کلام اُنھي لفظوں سے مرکب هوا هی تو وہ کلام بھی اُسی شخص کا هوا نه خدا کا *

میري تحقیق میں پہلا قیاس صحیح هی اور میں خدا کے کلام کو اُس کی صفت سمجھتا هوں اور تمام صفات خدا کو قدیم مانتا هوں اور اسي لیئے خدا کے کلام کو بھی قدیم یقین کرتا هوں — مگر حنبلیوں اور کرامیوں سے اس بات میں مختلف هوں که خدا کے کلام میں آواز هی اور اهل سنت و جماعت کے اس مسئله سے مختلف هوں که صرف معانی قایم بالنفس هیں اور وهی در حقیقت کلام هی اور وهی غیر متغیر هی بلکه میرے نزدیک معاني اور لفظ دونوں قایم بالنفس هیں اور دونوں قدیم و غیر متغیر هیں *

لفظ بھي حقیقت میں ایک مقید یا مختص معانی هیں جن پر بولے جانے کے بعد هم لفظ کا اطلاق کرتے هیں — انسان جو گفتگو کرتا هی اُس وقت بھی الفاظ اُس کے نفس میں اُن کے بولے جانے کے قبل موجود هوتے هیں ـ مگر صرف معاني کو قایم في‌الذات ماننے اور معاني اور لفظ دونوں کو قایم في‌الذات ماننے میں یہه فرق هی که پہلي صورت میں اُن معاني کو الفاظ مختصه میں تعبیر کرنا لازم نہیں آتا اور دوسري صورت میں بجز الفاظ معینه مختصه کے اور کسي الفاظ سے تعبیر نہیں هوسکتے — مثلاً الحمد لله کلام خدا هی یہه ذات باري میں مع معانی و الفاظ کے اس طرح پر قایم هی که جب تلفظ میں آویگا تو الحمد لله هي اُس کا تلفظ هوگا لله‌الحمد اُس کا تلفظ نہیں هولے کا نه ثناءالله اُس کا

وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

تلفظ هوگا اور هم قران مجيد کو اسي معني کر سعه معاني اور الفاظ کلام خدا کهتے هيں اور قديم تسليم کرتے هيں *

لفظوں کے قايم بالنفس هونے ميں تقدم و تاخر نهيں هوتا - اس کو مثال ديکر سمجهانا بلا شبهه مشکل هی مگر اس طرح پر سمجهه ميں يا خيال ميں آسکتا هی که اگر جسطرح اُن الفاظ کے نقوش کو آئينه کے سامنے رکهنے سے وه سب معاً بلا تقدم و تاخر آئينه ميں منقش معلوم هوتے هيں اسي طرح الفاظ کے بهي بمعني مذکوره قايم في‌الذات هونے ميں تقدم و تاخر لازم نهيں اتا ـــ ذات باري کي نسبت هم ثابت کرچکے هيں که وه علةالعلل تمام چيزوں کي هی جو هو چکيں اور هوتي هيں اور هونے والي هيں - اس ليئے ضرور هی که وه تمام چيزيں ذات باري ميں قايم هوں اُن کے ظهور کے زمانه کے مختلف هونے اور تبديل کيفيت و کميت سے اُس چيز ميں جو قايم فی‌الذات هی حدوث لازم نهيں آتا *

اس صورت ميں قاضي عضد اور علامه سيد شريف کا يهه کهنا که هر ايک حرف اُن حرفوں ميں سے جنسے کلام خدا مرکب هو ايک حرف کے ختم هونے پر دوسرے حرف کا شروع هونا موقوف هی تو وه دوسرا حرف قديم نهوا (الی آخره) صحيح نهيں رهتا اسليئے که اس امر کا وقوع اُس وقت هوتا جبکه هم کلام خدا ميں حرف اور آواز دونوں مانتے مگر جب هم کلام خدا ميں آواز کو تسليم نهيں کرتے تو نقص مذکوره لازم نهيں آتا *

آواز کي کوئي دوسري حقيقت بجز اس کے که هوا کي مدد اور زبان اور هونٹوں کي حرکت سے پيدا هوتي هی هم نهيں جانتے پس اُس کو بجنسه خدا کي صفت قرار دينا اور يهه خيال کرنا که خدا کے منهه سے بهي مثل همارے منهه کے ايک حرف دوسرے حرف کے بعد نکلتا هی بناء فاسد علی‌الفاسد هی ـــ پهلے ايک غلط امر کو تسليم کيا هی پهر اُس کي بنا پر دوسري غلطي قايم کي هی *

جبکه هم کسي پر خواه وه جبرئيل هو جو حسب اعتقاد جمهور مسلمين خدا اور انبياء ميں مثل ايلچي کے واسطه هی اور خواه وه خود نبي مبعوث هو جيساکه ميرا خاص اعتقاد هی خدا کے کلام کا نازل هونا کهتے هيں تو اُس سے مراد يهه هوتي هی که خدا نے اُس کے دل ميں بجنسه وه الفاظ جن کو بعد اُس کے وه تلفظ کريگا معه اُن کے معني کے جو مقصود

زبان زیرا که اگر گوش از زبان متمیز بودے سماع کلام بیچون حاصل نیامدے و شایان ارتباط مرتبه بیچون مکشفے لایحدنی عطایاالملک الاعطایاه غایة مافی الباب آں معنی متلقی از راه روحانیت اخذ نموده بود ثانیا در عالم خیال که آں در انسان تمثال عالم مثال است بصورت حروف و کلمات مرتبه متمثل میگردد و آں تلقی و القا بصورت سماع و کلام لفظی مرتسم میشود چه هر معنی را دراں عالم صورتے است اگرچه آں معنی بیچون بود اما ارتسام بیچون هم آنجا بصورت چون است که فهم و افهام بآں مربوط است که مقصود ازاں ارتسام است و چوں سالک متوسط در خود حروف و کلمات مرتبه می یابد و سماع و کلام لفظی احساس می نماید خیال میکنند که ایں حروف و کلمات را از اصل شنیده است و بے تفاوت از انجا اخذ کرده نمی داند که ایں حروف و کلمات صور خیالیه آں معنی متلقی است و ایں سماع و کلام لفظی تمثال سماع و کلام بیچونی ٬ عارف تام المعرفت را باید که حکم هر مرتبه را جدا سازد و یکی را بدیگرے ملتبس نگرداند پس سماع و کلام ایں اکابر که بمرتبه بیچونی مربوط است از قبول تلقی و القاء روحانی است و ایں کلمات و حروف که تعبیر ازاں معنی متلقی بآں می نماید از عالم صور مثالیه ٬ و گروهے که گمان برده اند که ما حروف و کلمات را ازاں حضرت جل سلطانه استماع می نمائیم دو فریق اند یکی ازاں دو فریق که احسن حال اند میگویند که ایں حروف و کلمات حادثه مسموعه دال اند براں کلام نفسی قدیم و فریق دیگر اطلاق قول بسماع کلام حق جل شانه می نماید و همیں حروف و کلمات مرتبه را کلام حق میدانند جل و علا و فرق نمیکنند درمیان آنکه لایق بشان او تعالی کدام است ؟ و کدام است که شایان جناب قدس او نیست سبحانه و هم الجهال البطال لم یعرفوا ما یجوز علی الله سبحانه عما لا یجوز علیه تعالی سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت السمیع العلیم الحکیم والصلواة والسلام علی خیرالبشر و آله و اصحابه الاطهر *

متعلق صفحه ۲۳۹

اس صفحه کي بائيسوين سطر کے بعد اس عبارت کو پڑھنا چاهيئے

کلام الهي کي نسبت جو کچهه خدا نے همارے دل ميں ڈالا هی بعينه وه وهي هی جو حضرت مولانا و مرشدنا حضرت شيخ احمد سرهندي نقشبندي مجدد الف ثاني رحمةالله عليه کو القا هوا تها چنانچه اس باب ميں جو حضرت ممدوح نے لکها هی ذيل ميں مندرج هی *

حضرت ممدوح نے مکتوب نود و دوم جلد سوم ميں جو بنام فقير هاشم کشمي تحرير فرمايا هی اس طرح پر لکها هی — پرسيده بودند آنکه بعض عرفاء فرموده اند که ما کلام حق را مي شنويم و يا ما را با او تعالى مکالمه ميشود چنانچه از امام همام جعفر صادق رضى الله تعالى عنه منقول است که گفت مازلت اردد الاية حتى سمعتها من المتكلم بها — و نيز از رسالهٔ غوثيه که منسوب بحضرت شيخ عبدالقادر جيلي است قدس سره مفهوم ميگردد به چه معني است و تحقيق آن نزد تو چيست بدان ارشدک الله تعالى که کلام حق جل و علا در رنگ ذات حق و ساير صفات حق جل شانه بيچون و بيچگون است و سماع آن کلام بيچون نيز بيچون است زيرا که چون را به بيچون راه نيست پس اين سماع مربوط بحاسه سمع نباشد که سراسر چون است آنجا اگر از بنده استماع است بتلقى روحانيست که نصيبى از بيچوني دارد و بے واسطه حروف و کلمات است و نيز اگر از بنده کلام است هم بالقاء روحاني است بے حروف و کلمه و اين کلام نصيبى از بيچوني دارد که مسموع بيچون ميگردد يا آنکه گوئيم که کلام لفظي که از بنده صادر ميشود حضرت حق سبحانه تعالى آنرا نيز بسماع بيچوني استماع ميفرمايد و بے توسط حروف و کلمات و بے تقديم و تاخير آنرا ميشنود اذ لا يجري عليه تعالى زمان يسع فيه التقديم والتاخير و در ان موطن که از بنده سماع است بکليت سامع و اگر کلام است هم بکليةٔ متکلم تمام گوش و تمام زبان است روز ميثاق ذرات مخرجه قول الست بربکم را بے واسطه بکليت خود شنيدند و بکليت خود جواب بلے گفتند تمام گوش بودند و تمام

اور وحي کي همنے موسی کي طرف که ڈال دے اپني لاٹھي پھر وہ یکایک نگل جاویگي جو کچھہ اُنہوں نے دکھلاوا کیا هی (۱۱۷)

میں پیدا کیا هی یا القا کیا هی اور وهي لفظ بجنسه نبي نے تلفظ کئے هیں پس گو اُس نبي کا اُن لفظوں کو تلفظ کرنا حادث هو مگر وہ الفاظ معه اُن کے معنی کے یا وہ معني مقید جنکا تلفظ بجز اُنهي الفاظ کے نہیں هوسکتا تها قدیم اور کلام خدا هیں اور یهي میرا اعتقاد قران مجید کي نسبت هی که وہ بلفظه معه معانیها قدیم و کلام خدا هی اور خود خدا نے اپنا کلام پیغمبر خدا میں بلا واسطه پیدا کیا هی جیسا که میں نے کسي مقام پر کہا هی —

ز جبریل امین قران به پیغامے نمیخواهم * همه گفتار معشوق است قرآنے که من دارم

مگر پیغمبر خدا کا یا همارا اُن لفظوں کو تلفظ کرنا حادث هی *

اس مضمون کو بذریعه کسي مثال کے سمجھانا بلا شبهه نہایت مشکل هی مگر هم ایک قریب ترین مثال سے اُس کو سمجھاتے هیں — فرض کرو که ایک شخص کسي سبب سے بول نہیں سکتا مگر ایک اپني تحریر همارے سامنے پیش کرتا هی جس کو هم پڑھتے هیں پس گو اُس تحریر میں آواز نہیں هی مگر جو لفظ مطابق اُس تحریر کے هماري زبان سے نکلتے هیں وہ لفظ بلا شبهه اُسي کے هیں جس نے اُن کو لکھا هی اور هم صرف اُن لفظوں کا تلفظ کرتے هیں مگر در حقیقت وہ همارے لفظ نہیں هیں — اور یهه بهي نہیں کهه سکتے که وہ لفظ بر وقت همارے تلفظ کے پیدا هوئے هیں *

هم اس بات سے انکار نہیں کرتے که انبیاء اور اولیا کوئی غیبي آواز نہیں سنتے — سنتے هونگے مگر وہ خدا کي آواز نہیں هی بلکه وہ اُس القا کا اثر هی جو اُن پر هوا هی اور وہ اُنهي کے نفس کي آواز هی جو اُنکے کان میں آتي هی — وہ بیداري میں اُسیطرح آواز کو سنتے هیں جیسیکه سوتے میں خواب دیکھنے والا سنتا هی — یا جیسیکه بعضي دفعه لوگوں کو جو کسي خیال میں مستغرق هیں بغیر کسي بولنے والے کے کان میں آواز آتي هی *

حضرت موسی اپنے مقام سے معه اپنے گھر والوں کے مصر کو روانه هوئے — جو جو خیالات حضرت موسی کو نسبت اُن مشکلات کے هونگے جو مصر میں پیش آنے والي تهیں — اور اپني قوم کو فرعون کے ظلم سے نجات دینے کي مشکلات نے اُن کے دل کو کسقدر غمگین اور متفکر کیا هوگا اور ان تمام حالتوں کے سبب اُنکو ذات باري میں کسقدر استغراق رها هوگا

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَاكَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

کیونکہ ایسی مشکلات لاینحل کے حل کرنے میں بجز ذات باری پر بھروسہ کے دوسرا کوئی بھروسہ نہ تھا — یہہ تمام اسباب تھے حضرت موسیٰ کو ذات باری میں کامل طور پر مستغرق ہوجانے کے — اور فطرت نبوۃ جو خدا نے اُن میں پیدا کی تھی سب سے زیادہ اس استغراق کا باعث تھی *

اتفاق سے وہ رستہ بھولے ہوئے تھے جب اُنھوں نے ایک طرف آگ دیکھی تو اُس طرف گئے — جب اُسکے قریب پہونچے تو اُنھوں نے اُس جنگل کو بہچانا کہ وہ تو وادی ایمن یا طوی ہی جو پہلے سے نہایت مقدس اور متبرک اور خدا کی جگہہ سمجھا جاتا تھا — دفعۃً اسبات کے معلوم ہونے سے خدا کی طرف طبیعت کا ذوق اور خدا کا شوق بھڑک اوٹھا — اور اُن کے کان میں آواز آئی — یا موسیٰ انی انا ربک — انہ انااللہ العزیزالحکیم — انی انااللہ رب العالمین — فاخلع نعلیک انک بالوادی المقدس طوی — یہہ آواز کسی بولنے والے کی نہ تھی نہ خدا کی آواز تھی کیونکہ جیسا ہم نے ابھی بیان کیا خدا کے کلام میں آواز نہیں ہوتی — بے شک خدا نے یہہ الفاظ جو کلام خدا تھے موسیٰ کے دل میں ڈالے اور خود موسیٰ کے دل کی آواز اُس کے کان میں آئی جو خدا کے پکارنے سے تعبیر کی گئی *

اُسی جوش دلی اور استغراق قلبی کا سبب تھا جس سے حضرت موسیٰ کو اپنی حیثیت کا ذھول ہوا اور اپنی حیثیت سے بڑہ کر کہنے لگے — رب ارنی انظر الیک — خدا نے جواب دیا نہ اپنی آواز سے اور نہ کسی فانی جسم میں آواز ڈالنے سے بلکہ خود موسیٰ کے دل میں اپنا کلام ڈالنے سے کہ — لن ترانی — جہاں جہاں خدا اور موسیٰ میں کلام ہونے کا ذکر ہی اُسکی یہی ماہیت ہی — اور وکلم اللہ موسیٰ تکلیما — کی یہی حقیقت ہی هذا ما افهمنی اللہ حقیقۃ کلامہ العظیم وهوالهادی الی الصراط المستقیم *

دوازدهم — حقیقت تجلی الجبل

پہاڑ پر خدا کی تجلی ہونے اور آگ کی صورت میں نزول فرمانے کی نسبت تفسیروں میں بہت کچھہ بھرا ہوا ہی مگر قران مجید میں یہہ واقعہ نہایت صاف صاف اور سیدھے لفظوں میں بیان ہوا ہی جس میں کچھہ بھی پیچیدہ بات نہیں ہی چنانچہ سورہ طہ میں خدا نے فرمایا کہ کیا تجھہ تک موسیٰ کا قصہ پہونچا ہی — جبکہ اُس نے آگ کو دیکھا پھر اپنے ہر

و هل اتاک حدیث موسی — اذ رای نارا فقال لاهله امکثوا انی آنست نارا — لعلی آتیکم منها بقبس او اجد علی النار هدی — فلما اتاها نودی یا موسی — انی انا ربک فاخلع

پھر ثابت ہوگیا سچ اور غلط ہوگیا جو کچھہ کہ وہ کرتے تھے (۱۱۸)

تعلیک انک بالوادي المقدس طوی — ۳۰ — طه — ۸ — ۱۲
والوں سے کہا کہ ٹھہر جاؤ مجھکو آگ دکھائي دي ھی شاید میں تمھارے لیئے اُس میں سے جلتي ہوئي لکڑي لے آؤں یا اُس آگ پر کسي راہ بتانے والے کو پاؤں — پھر جب موسی آگ کے پاس پہونچے اُنکو پکارا گیا یعني آواز آئي کہ اے موسی بے شک میں تیرا خدا ھوں اپني جوتي پاؤں سے اُتار بے شک تو پاک میدان طوی میں ھی *

یہي مضمون کسیقدر الفاظ کی تبدیل سے سورہ نمل میں آیا ھی کہ — جب موسی نے

اذ قال موسی لاھلہ اني انست نارا سآتیکم منھا بخبر او آتیکم بشھاب قبس لعلکم تصطلون — فلما جاء ھا نودي ان بورک من في النار و من حولھا و سبحان اللہ رب العالمین — یا موسی انہ انا اللہ العزیز الحکیم
۲۷ — نمل — ۷ — ۹

اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھکو آگ دکھائي دي ھی میں اب وہاں سے تمھارے لیئے کوئی خبر لاتا ھوں یا تمھارے لیئے جلتي لکڑي لاتا ھوں تاکہ تم تاپو — پھر جب موسی آگ کے پاس آیا تو آواز دی گئي کہ برکت دي گئي اُسکو جو آگ کے قریب ھی (یعني موسی کو) اور اُس کو جو اُس کے گرد ھی (یعني ھارون کو جو موسی کے گھر کے لوگوں کے ساتھہ تھے) اور پاک ھی اللہ پروردگار عالموں کا اے موسی ٹھیک بات یہہ ھی کہ میں ھوں خدا زبردست حکمت والا *

فلما قضی موسی الاجل وسار باھلہ انس من جانب الطور نارا قال لاھلہ امکثوا اني انست نارا لعلي آتیکم منھا بخبر او جزوۃ من النار لعلکم تصطلون — فلما اتا ھا نودي من شاطئی الواد الایمن في البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یا موسی اني انا اللہ رب العالمین — ۲۸ — قصص — ۲۹ و ۳۰

اور سورہ قصص میں اس طرح فرمایا ھی کہ — جب موسی مدین سے اپنے گھروالوں کو لیکر غالباً مصر کے جانے کے قصد سے روانہ ہوا تو اُس نے طور کی جانب آگ دیکھي اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ ٹھہرو میں نے آگ کو دیکھا ھی شاید میں وہاں سے تمھاري کوئي خبر یا کچھہ تھوڑي سي آگ لاؤں تاکہ تم تاپو پھر جب موسی آگ کے پاس آئے تو مبارک میدان کے کنارہ سے مبارک جگھہ میں درخت کي طرف سے آواز دي گئي کہ اے موسی بے شک میں اللہ ھوں پروردگار عالموں کا *

و لما جاء موسی لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارني انظر الیک

اور سورہ اعراف میں یوں آیا ھی کہ — جب موسی ھماري مقرر کي ہوئي جگھہ میں آیا اور اُس کے پروردگار

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

قال لن تراني ولاكن انظر الى الجبل فان استقر مكانه فسوف تراني فلما تجلي ربه للجبل جعله دكا و خر موسى صعقا — فلما افاق قال سبحانك تبت اليك و انا اول المومنين — ۷ سورة اعراف — ۱۳۹ — و ۱۴۰

نے اُس سے کلام کیا تو موسی نے کہا اے پروردگار اپنے تئیں مجھے دکھلا دے خدانے کہا کہ تو مجھے ندیکھیگا مگر اس پہاڑ کی طرف دیکھہ پھر اگر تو اپنی جگہہ پر قایم رہے تو تو مجھکو بھی دیکھہ لیگا — پھر جب اُس کے پروردگار نے پہاڑ کے لیئے تجلي کی تو اُس کو ٹکرے ٹکرے کردیا اور گرپڑے موسی بیہوش ہوکر — پھر جب ہوش آیا تو کہا کہ پاک ہی تو معافی مانگتا ہوں تجھسے اور میں پہلا ایمان والوں میں ہوں *

اگر اُن قصوں اور کہانیوں سے قطع نظر کی جاوے جو یہودیوں نے اسکی نسبت بنا لی ہیں اور اُنکی کتابوں میں مندرج ہیں اور جنکی پیروی کرکے ہمارے ہاں کے مفسروں نے اُنہی قصوں کو مختلف طرح پر اپنی تفسیروں میں بھر دیا ہی اور صرف قران مجید کی آیتوں پر غور کیا جاوے تو ان آیتوں سے مندرجہ ذیل امور پائے جاتے ہیں *

۱ — موسی نے جو آگ دیکھی تھی حقیقت میں وہ آگ ہی تھی نہ خدا تھا اور نہ خدا کا نور اور نہ ہرے سبز درخت میں سے وہ آگ روشن ہوئی تھی اور درخت نہیں جلتا تھا جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں بلکہ صرف بات اسقدر تھی کہ درحقیقت حضرت موسی نے پہاڑ کی جانب آگ جلتی ہوئی دیکھی — رستہ پر آگ جلانا پرانی قوموں کا دستور تھا — رات کا وقت اور موسم سردی کا تھا اور جنگل میں حضرت موسی رستہ بھی بھول گئے تھے اُنہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم ٹھہرو میں وہاں جاتا ہوں یا وہاں کوئی شخص رستہ بتانے والا مل جاویگا — یا میں تمہارے لیئے وہاں سے کوئی جلتی ہوئی لکڑی لے آونگا جس سے تم تاپنا تاکہ سردی سے بچو *

یہہ واقعہ کوہ سینا یا کوہ طور کے قریب موسی پر گذرا تھا جبکہ وہ مدین سے اپنے گھر کے لوگوں کو لیکر مصر کو جاتے تھے — ہم نے سورہ بقر کی تفسیر میں † اسبات کو کامل تحقیقات سے ثابت کردیا ہی کہ طور سینا آتشی پہاڑ تھا اُس میں سے جو لو نکلی ہوگی اُسکو حضرت موسی نے دیکھکر یہہ بات کہی کہ میں نے آگ دیکھی ہی وہاں سے کوئی خبر یا تھوڑی سی آگ لیکر آتا ہوں *

† دیکھو جلد اول صفحہ ۱۰۷ —

پھر اُس جگھہ وہ مغلوب ہوگئے اور اُلٹے پھرے ذلیل ہوکر (۱۱۶)

---

۲ ــ ان آیتوں سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ جو آواز موسی کو وہاں آئي یا جو کلام خدا نے موسی سے کیا اُسکو اُس آگ سے کچھہ تعلق نہ تھا ــ سورة طه اور سورة نمل میں بیان ہوا ہی کہ جب حضرت موسی آگ کے پاس آئے تو اُنکو آواز دي گئي ــ نہ وہاں یہہ بیان ہوا ہی کہ آگ نے آواز دي نہ یہہ بیان ہوا ہی کہ آگ میں سے آواز آئي بلکہ باوجودیکہ آگ کا ذکر وہاں موجود ہی اور پھر نودي صیغہ مجہول کا آیا ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ اس آواز یا کلام کو آگ سے کچھہ تعلق نہیں تھا ــ مثلاً ایک شخص دریا میں سے پانی بھرنے جاوے اور وہ کہے کہ جب میں دریا کے قریب پہونچا تو میں نے پکارنے کی آواز سني ــ اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ خواہ نخواہ دریا میں سے وہ آواز آئي ــ اسي طرح جب حضرت موسی آگ کے قریب پہونچے تو اُن کے کان میں آواز آئي ــ پس اس بات کا قرار دینا کہ وہ آواز آگ میں سے آئي تھی کسي طرح قران مجید سے نہیں پایا جاتا *

علاوہ اسکے سورة قصص میں بیان ہوا ہی کہ مبارک جنگل کے کنارہ سے ایک درخت کی طرف سے وہ آواز آئي تھي اور یہہ آیت نص صریح اسبات کي ہی کہ آگ میں سے آواز نہیں آئي تھی *

سورة قصص کي آیت میں آواز کا آنا من الشجرة بیان ہوا ہی لفظ من سے خاص درخت میں سے آواز کا آنا نہیں ثابت ہوتا کیونکہ اس آیت میں خود خدا نے جانب کے معنی کی تصریح کردي ہی جہاں فرمایا ہی من جانب الطور ــ اور اُسي تصریح پر من شاطی الواد الایمن ــ اي من جانب الشاطي الواد الایمن ــ من الشجرة اي من جانب الشجرة محمول کیا جاتا ہی ــ اور یہہ خیال کرنا کہ یہہ شجر وہ شجر تھا جس میں آگ روشن ہوئي تھي اور درخت سبز کا سبز تھا اور نہیں جلتا تھا اور حضرت موسی نے اسی سبز درخت میں آگ دیکھي تھی یہودیوں کي کتابوں کي کہانیاں اور بے ثبوت قصے ہیں قران مجید سے مطلق ثابت نہیں ہی ــ سورة یسین میں جو آیا ہی کہ من الشجر الاخضر نارا ــ اُسکو حضرت موسی کے قصہ سے کچھہ بھي تعلق نہیں ہی *

۱ ــ تجلی للجبل کي نسبت بہت تھوڑي گفتگو کرني ہی حضرت موسی نے یہہ کہا ــ رب ارني انظر الیک ــ اسکي تفصیل سورة بقر میں بیان ہوچکي ہی † کہ کس حالت

---

† دیکھو جلد اول صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ ــ

وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ قَالُوْآ اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

غرض اول میں حضرت موسیٰ نے یہہ ناممکن خواہش خدا سے کی تھی اُسکا جواب خدا کی طرف سے بجز — لن ترانی — کے اور کچھہ نہیں ہوسکتا تھا — مگر جو کہ خدا کا وجود اُسکی تمام مخلوقات سے اور خصوصاً ایسی مخلوق سے جو لوگوں کی آنکھہ میں زیادہ تر عجیب ہیں ثابت ہوتا ہی اس لئے خدا نے حضرت موسیٰ کو اُس عجیب مخلوق کی طرف متوجہہ کیا جو اُنکے قریب موجود تھی اور جس سے خدا کی شان و قدرت ظاہر ہوتی تھی — یعنی اُس آتشفشن پہاڑ کی طرف جو روشن ہونا شروع ہوا تھا اور جسکی لو کو حضرت موسیٰ دیکھہ کر آگ لینے دوڑے تھے مگر جب وہ پہاڑ بھڑکا اور گرجا اور اُسکے پتھر ٹکرے ٹکرے ہوکر اوڑے تو حضرت موسیٰ غش کھاکر گرے — پھر جب ہوش ہوا تو اُس سوال سے توبہ کی اور کہا انا اول المومنین *

تجلی خدا کی اُسکی تمام مخلوق میں موجود ہی جیسا کہ ہم نے سورۂ بقر میں بیان کیا ہی † پس — فلما تجلی ربہ للجبل — کے معنی یہہ ہیں کہ — فلما ظہر شان ربہ وکمال قدرتہ علی الجبل استرہب موسیٰ و خر صعقا *

سوزدہم — بیان کتابت فی الالواح

یہہ لوحیں پتھر کی تختیاں تھیں جن پر وہ احکام کھدے ہوئے تھے جو بنی اسرائیل کے لیئے خدا نے دیئے تھے توریت میں ایک جگہہ لکھا ہی کہ جب خدا نے موسی کو سب احکام بتا دیئے تو موسی نے اُن تمام حکموں کو جو خدا نے دیئے تھے لکھہ لیا — (سفر خروج باب ۲۴ ورس ۴) اس سے اس قدر ثابت ہوتا ہی کہ حضرت موسی کو لکھنا آتا تھا — دوسری جگہہ لکھا ہی کہ — خدا نے موسی سے کہا کہ میرے پاس پہاڑ پر آ تاکہ پتھر کی لوحیں اور توریت اور اور احکام جو میں نے لکھے ہیں تجھکو دوں تاکہ بنی اسرائیل کو تعلیم کرے (سفر خروج باب ۲۴ ورس ۱۲) اور ایک اور مقام پر لکھا ہی کہ — جب خدا موسی سے بات چیت کرچکا تو لوحیں شہادت کی یعنی پتھر کی لوحیں

قال یا موسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی و بکلامی فخذ ما آتیتک و کن من الشاکرین و کتبنا لہ فی الالواح من کل شئی موعظۃ و تفصیلا لکل شئی فخذ ھا بقوۃ وأمر قومک یاخذوا باحسنہا ساوریکم دار الفاسقین —
سورۂ اعراف — ۱۴۱ و ۱۴۲
و لما رجع موسی الی قومہ غضبان اسفا قال بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم و

† دیکھو جلد اول صفحہ ۱۰۸ —

اور گرا دیئے گئے ساحر سجدہ کرتے ہوئے (۱۱۷) بولے کہ ہم ایمان لائے عالموں کے پروردگار پر (۱۱۸)

القی الالواح واخذ براس اخیہ یجرہ الیہ - ولما سکت عن موسی الغضب اخذ الالواح و فی نسختہا ھدی و رحمۃ للذین ہم لربہم یرھبون — ۷ — سورہ اعراف — ۱۴۹ - ۱۵۳ -

جو خدا کی انگلی سے لکھی ہوئی تھیں موسی کو سپرد کیں - (سفر خروج باب ۳۱ ورس ۱۸) - اور ایک جگہہ پھر لکھا ہی کہ - چالیس دن رات پہاڑ پر رہنے کے بعد خدا نے دو پتھر کی لوحیں جو خدا کی انگلی سے لکھی گئی تھیں موسی کو دیں اور جو کچھہ خدا نے پہاڑ میں بنی اسرائیل کے سرداروں سے آگ کے بیچ میں سے کہا تھا لکھا گیا تھا - (سفر توریۃ مثنی باب نہم ورس ۱۰ و ۱۱) بعد اس کے جب حضرت موسی اُن لوحوں کو لیکر آئے اور ہارون پر خفگی ہونیکی حالت میں اُنکو پھینک دیا اور وہ ٹوٹ گئیں تو خدا نے موسی کو حکم دیا کہ — اپنے لیئے پتھر کی دو لوحیں پہلی لوحوں کی برابر بنواے اور میرے پاس پہاڑ میں لے آ اور اُنکے لیئے لکڑی کا ایک صندوق بنا — جو کلمات کہ پہلی لوحوں پر لکھے ہوئے تھے وہ میں پھر ان لوحوں پر لکھہ دونگا - موسی نے ایسا ہی کیا اور خدا نے پہلی تحریر کے موافق اُن دس کلموں کو جو خدا نے بنی اسرائیل سے پہاڑ پر آگ کے بیچ میں سے کہے تھے لکھدیئے اور لوحیں موسی کو دیدیں موسی نے احتیاط سے اُنکو صندوق میں رکھہ چھوڑا - (سفر توریۃ مثنی باب ۲۰ ورس ۱ لغایت ۵) - یہہ بات ہر کوئی تسلیم کرتا ہی کہ خدا کی شان اور اُسکے تنزہ سے بعید ہی کہ وہ خود اپنے ہاتھہ یا اپنی اُنگلی سے مثل ایک سنگتراش کے پتھر پر عبارت کندہ کرے یہودی اور عیسائی اور وہ تمام لوگ بھی جو ایسے واقعات کو ہمیشہ ایک عجیب پیرایہ میں ظاہر کرنا چاہتے ہیں ان لفظوں کے جو توریت میں ہیں ظاہری معنی نہیں لیتے بلکہ یہہ سمجھتے ہیں کہ ان لفظوں سے یہہ مراد ہی کہ خدا کی قدرت سے وہ کلمات اُسپر کھد گئے تھے - تمام حالت سے اور اُس طرز بیان سے جو توریت میں آیا ہی بخوبی پایا جاتا ہی کہ وہ لوحیں خود حضرت موسی نے بنائی تھیں اور جو احکام خدا نے اُنکو دیئے تھے وہ خود حضرت موسی نے اُنپر کندہ کیئے تھے *

ہمارے علماء مفسرین نے اسبات پر بحث کی ہی کہ وہ لوحیں کس چیز کی تھیں اور کے تھیں بعضوں نے کہا دس تھیں بعضوں نے کہا سات تھیں کسی نے کہا زمرد کی تھیں

وقال وھب کانت من صخرۃ صماء لینہا اللہ لموسی علیہ السلام (تفسیر کبیر)

کسی نے کہا کہ سبز زبرجد کی اور سرخ یاقوت کی تھیں - حسن نے کہا کہ لکڑی کی تھیں جو آسمان پر سے اُتری تھیں اور وھب کا قول ہی کہ وہ سخت پتھر کی تھیں

رَبِّ مُوسٰی وَ هٰرُونَ (۱۱۹)

اُنکو خدا نے موسی کے لیئے نرم کردیا تھا *

بہر حال وہ لوحیں کسی چیز کی ہوں وہ چنداں بحث کے قابل نہیں ہی جو امر بحث طلب ہی وہ یہہ ہی کہ اُن پر لکھا کس نے تھا ہمارے علماء نے درحقیقت اس میں سکوت اختیار کیا ہی اگرچہ بعضوں کا قول ہی کہ جبرائیل نے لکھا تھا مگر تفسیر کبیر میں قول فیصل یہہ لکھا ہی کہ آیت کے لفظوں سے کتابت فی الالواح کی کیفیت معلوم نہیں ہوتی پس اگر اور کسی قوی دلیل سے اُس کی کیفیت معلوم نہو تو سکوت کرنا چاہیئے *

واما کیفیۃ الکتابۃ فقال ابن جریج نقشہا جبرئیل بالقلم الذی کتب بہ الذکر واستمد من نہر النور واعلم انہ لیس فی لفظ الایۃ ما یدل علی کیفیۃ تلک الالواح وعلی کیفیۃ تلک الکتابۃ فان ثبت ذلک التفصیل بدلیل منفصل قوی وجب القول بہ والا وجب السکوت عنہ (تفسیر کبیر)

میں یہہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ آیت کے لفظوں سے یہہ بات یقینی معلوم ہوتی ہی کہ خدا تعالی اُن لوحوں کا کاتب نہ تھا کیونکہ تمام قران مجید میں لفظ ،، کتبنا ،، جہاں آیا ہی اُس سے خدا کی نسبت فعل کتابت کی مراد نہیں لیگئی بلکہ مقرر کرنے فرض کرنے کے معنی لیئے گئے ہیں چنانچہ ،، کتبنا علیہم ،، کے ہر جگہہ سب علماء نے یہی معنی قرار دیئے ہیں ،، علی ،، اور ،، لہ ،، جو کتابت کے صلہ میں آتا ہی اُس سے کچھہ تغیر معنی میں نہیں ہوتا ـــ بلکہ ،، فی ،، کے صلہ میں آنے سے بھی کچھہ تغیر واقع نہیں ہوتا چنانچہ سورہ انبیاء کی ایکسو پانچویں آیت میں یہہ الفاظ آئے ہیں ،، ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون ،، یہہ بات ظاہر ہی کہ زبور کا لکھنا یعنی فعل کتابت کسی نے بھی خدا کی طرف منسوب نہیں کیا پس اسکے معنی یہی ہیں کہ ،، فرضنا فی الزبور ،، پس قران مجید کی کوئی آیت اسبات پر اشارہ بھی نہیں کرتی کہ اُن لوحوں کا کاتب خدا تھا ـ بلکہ جس طرح خدا تعالی کبھی بندوں کے اور اشیاء کے بعض افعال کو اپنی طرف نسبت کرتا ہی اسطرح بھی فعل کتابت الواح کا خدا نے اپنی طرف منسوب نہیں کیا *

اب رہی یہہ بات کہ پھر اُن پر کسنے لکھا تھا حضرت موسی کے سوا وہاں اور کوئی لکھنے والا نہ تھا ـ وھب نے جو یہہ کہا ہی کہ وہ سخت پتھر کی لوحیں تہیں خدا نے موسی کے لیئے اُنکو نرم کردیا تھا ـ اس سے صاف پایا جاتا ہی کہ وھب کے نزدیک بھی حضرت موسی ہی اُنکے لکھنے والے تھے *

موسی و هارون کے پروردگار پر ۱۱۹

حضرت موسی ایک مہینہ میں واپس آنے کا اقرار کرکے پہاڑ پر گئے تھے اُنکو جو مہینہ بھر عبادت میں مشغول رہنے کا حکم ہوا وہ اُسکو میعاد عطاے احکام سمجھے حالانکہ احکام اُسکے بعد ملنے کو تھے چنانچہ دس روز میں وہ احکام ملے یا انکے کھودنے میں دس دن لگ گئے غرضکہ چالیس دن رات ہوگئے خدا نے جو احکام اُنکو وحی سے بتائے تھے اُنہوں نے چاہا کہ اُنکو پتھر کي لوحوں میں کندہ کرلیں اور بني اسرائیل کو جاکر دکھائیں — وعدہ سے دس دن زیادہ لگ جانے سے بني اسرائیل کو اُن کے واپس انے کي توقع جاتي رہي اور اُنہوں نے اپنے لیئے بطور دیوتا کے بچھڑا بنا لیا اور اُسکي پوجا کرنے لگے *

چہار دہم — اتخاذ عجل

بچھڑا بنانے کا کچھہ مختصر سا ذکر ہم نے سورہ بقر کي تفسیر میں لکھا ھی مگر اس مقام پر اُسکے متعلق خاص باتوں سے بحث کرني چاھتے ھیں اور اول اُن آیتوں کو لکھتے ھیں جنسے وہ بحث متعلق ھی *

واتخذ قوم موسی من بعدہ من حلیھم عجلا جسدالہ خوار الم یروا انہ لایکلمھم ولایھدیھم سبیلا — ۷ — سورہ اعراف — ۱۴۶

خدا نے سورہ اعراف میں فرمایا ھی — اور بنایا موسی کي قوم نے موسی کے پہاڑ پر جانے نے بعد اُنکے گہنوں سے بچھڑا مجسم کہ اُس کے لیئے آواز تھي یعني اُس میں سے آواز بھي نکلتي تھي *

وما اعجلک عن قومک یاموسی قال ھم اولاء علی اثري وعجلت الیک رب لترضی قال فانا قد فتنا قومک من بعدک واضلھم السامري فرجع موسی الی قومہ غضبان اسفا قال یا قوم الم یعد کم ربکم وعدا حسنا افطال علیکم العھدام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم فاخلفتم موعدي قالوا ما اخلفنا موعدک بملکنا ولکنا حملنا اوزارا من زینۃ القوم فقذفناھا فکذلک القی السامري فاخرج لھم عجلا جسدالہ خوار فقالوا ھذا الھکم والہ موسی فنسی افلایرون الا یرجع الیھم قولا ولا

اور سورہ طہ میں فرمایا ھی کہ — اے موسی کیا چیز تجھکو تیري قوم سے چھوڑا کر ایسی جلدي لی آئي — موسی نے کہا کہ وہ لوگ میري پیروي پر ھیں اور میں جلد چلا آیا تیرے پاس تاکہ تو راضي ھو — خدا نے کہا کہ بے شک میں نے تیري قوم کو تیرے پیچھے آفت میں ڈالا ھی اور سامري نے اُسکو گمراہ کیا ھی — پھر لوٹ ایا موسی اپني قوم کے پاس غصہ میں بھرا ھوا غمگین — کہا اے میري قوم کے لوگوں کیا تمھارے پروردگار نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا — کیا تم پر لنبي مدت گذر گئي یا تم نے یہہ چاھا کہ تم پر تمھارے پروردگار کی طرف سے غضب نازل ھو پھر تم نے میرے وعدہ کے برخلاف کیا — اُنہوں نے کہا کہ ھم نے

قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنتُم بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ

يملك لهم ضرا ولا نفعا ولقد قال لهم هارون من قبل يا قوم انما فتنتم به وان ربكم الرحمن فاتبعوني واطيعوا امري قالوا لن نبرح عليه عاكفين حتى يرجع الينا موسى قال ياهارون ما منعك اذ رايتهم ضلوا الا تتبعن افعصيت امري قال يا ابنؤم لاتاخذ بلحيتي ولا براسي اني خشيت ان تقول فرقت بين بني اسرائيل ولم ترقب قولي قال فما خطبك يا سامري قال بصرت بما لم يبصروا به فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتها وكذلك سولت لي نفسي — ۲۰ سورة طه ۸۵ لغايت ۹۶ —

اپنے اختیار سے تیرے وعدہ کے برخلاف نہیں کیا ولیکن ہم سے فرعون کی قوم کے گہنوں کا بوجھہ اونہوایا گیا پھر ہم نے اُسکو پھینک دیا اور اسیطرح سامری نے ڈالدیا (آگ میں) پھر اُس نے اُنکے لیئے ایک بچھڑا نکالا مجسم کہ اُسکے لیئے آواز تھی یعنی اُس میں سے آواز بھی نکلتی تھی — پھر اُن لوگوں نے کہا کہ یہہ تمہارا پروردگار اور موسی کا پروردگار ہی پھر موسی بھول گیا ہی — کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا کہ وہ پھر کر اُنکی بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ اُسکے اختیار میں اُنکے لیئے ضرر پہونچانا ہی نہ فائدہ — بے شک اس سے پہلے ہارون نے اُن سے کہا تہا کہ اے میری قوم تم اُسکے سبب سے آفت میں پڑے ہو اور بے شک تمہارا پروردگار خدائے مہربان ہی پھر تم میری پیروی کرو اور میرے حکم کو بجا لاؤ اُنھوں نے کہا کہ ہم تو اسیکے گرد بیٹھے رہینگے جب تک پھر ہمارے پاس موسی آوے — جب موسی آئے تو اُنھوں نے کہا اے ہارون کس چیز نے تجھکو اسبات سے روکا کہ جب تونے اُنکو گمراہی میں دیکھا تو تو میری پیروی کرے کیا تونے میرے حکم کی نافرمانی کی — ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے (بھائی) تم میری ڈاڑھی اور میرے سر کے بال مت پکڑو بے شک میں اسبات سے ڈرا کہ تم یہہ نہ کہو تونے تفرقہ ڈال دیا بنی اسرائیل میں اور میری بات کو نگاہ نرکھا — موسی نے کہا اے سامری تیرا کیا حال ہی اُس نے کہا کہ مجھے ایسی بات سوجھی جو کسیکو وہ نہ سوجھی تھی پھر میں نے رسول کے نقش قدم سے (یعنی حضرت موسی کے نقش قدم سے جبکہ وہ پہاڑ کو جاتے تھے) مٹی کی مٹھی بھرلی پھر اُسکو بچھڑے میں میں نے ڈالدیا اور اس طرح میرے نفس نے مجھکو دھوکا دیا *

قران کے لفظ ہم نے اس مقام پر لکہے ہیں اور اُنکا مطلب بھی جو صاف صاف قران کے لفظوں سے نکلتا ہی لکھدیا یا اب ہمارے عجایب پرست مفسروں نے اُسپر لغو و بیہودہ قصوں پر قصے باندھ دیئے ہیں — پہلے تو یہہ قرار دیا کہ اُس بچھڑے میں اسی طرح کی آواز تھی جس طرح کہ سچ مچ کی اور خدا کی پیدا کی ہوئی بچھڑے میں آواز ہوتی ہی —

فرعون نے کہا کہ تم ایمان لے آئے اس سے پہلے کہ میں تمکو اجازت دوں

پھر ضرور ہوا اُسکا کوئی سبب بھی قرار دیں اسلیئے " الرسول " کے لفظ سے تو جبرئیل مراد لیئے — " بصرت " سے یہہ معنی لیئے کہ سامری نے جبرئیل کو دیکھا تھا اور اَوَر کسی نے نہیں دیکھا تھا اور وہ کہاں عین اُسوقت جبکہ بحر احمر سے بنی اسرائیل گذر رہے تھے اور فرعون تعاقب میں تھا اور فرعون کے لشکر اور بنی اسرائیل کے لشکر کے درمیان میں جبرئیل آگئے تھے اُسوقت سامری نے اُنکو دیکھا اور پہچان لیا اور نہایت دور اندیشی سے اُنکی یا اُنکے گھوڑے کے (کیونکہ بعض مفسرین کے نزدیک اُسوقت جبرئیل گھوڑے پر چڑھے ہوئے تھے) پاؤں تلے کی مٹی اوٹھالی کہ کسیوقت کام آویگی اور یہاں اُسکو کام میں لایا اور بچھڑے کے منہہ میں ڈالدی وہ سچ مچ کے خدا کے پیدا کیئے ہوئے بچھڑے کی مانند بولنے لگا *

ان خرافات و لغویات کا کچھہ ٹھکانا ہی کیسے جبرئیل وہ کہاں تھے کجا سمندر کہاں کی بات کہاں لی دوڑے سمندر میں جبرئیل کا آنا کیسا اُنکا گھوڑے پر سوار ہونا کیسا اللہ کے رسول یعنی موسی وہاں موجود تھے جنکی طرف صاف اشارہ ہی ہمارے مفسرین خدا اُنکو بخشی اُنکو چھوڑ کر سمندر میں جا ڈوبے *

ایک لفظ بھی قران مجید کا اسبات پر دلالت نہیں کرتا کہ اُس بچھڑے میں سچ مچ کی اور خدا کے پیدا کیئے ہوئے بچھڑے کی مانند آواز تھی بلکہ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ سامری نے اُس بچھڑے کو اس طرح بنایا تھا کہ اُس میں سے آواز بھی نکلتی تھی ہزاروں جانور اب بھی کاریگر اس طرح سے بناتے ہیں کہ وہ اُڑتے ہیں ہلتے ہیں حرکت کرتے ہیں بولتے ہیں — سامری نے بھی اُس بچھڑے کو ایسی کاریگری سے بنایا تھا کہ اُس میں سے آواز بھی نکلتی تھی سیدھے مطلب کو ٹیڑھا کرنا ہمارے مفسروں کی عجایب پرستی اور یہودیوں کی تقلید کے سوا کچھہ نہیں ہی مذہب اسلام اور خدا کا کلام یعنی قران مجید ان سب لغویات سے پاک ہی *

یہی قول معتزلی عالموں کا بھی ہی چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ — اکثر معتزلی مفسروں کا یہہ قول ہی کہ سامری نے وہ بچھڑا اندر سے کھوکھلا بنایا تھا اور اُس کے اندر نلیاں لگائی تھیں اُن سے آواز بچھڑے کی آواز کے مشابہ نکلتی تھی اور اَوَر مفسروں نے یہہ کہا کہ وہ صورت کھوکھلی تھی اور جہاں وہ بچھڑا کھڑا کیا گیا تھا اُس کے نیچے ایک ایسا مقام تھا

وقال اکثر المفسرین من المعتزلة انه کان قد جعل ذالک العجل مجوفا و وضع فی جوفه الانابیب ویظهر منه صوت مخصوص یشبه خوار العجل وقال اخرون انه جعل ذلک التمثال اجوف وجعل

اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ

تعتمه في الموضع الذي نصب فيه العجل من ينفخ فيه من حيث لايشعر به الناس فسمعوا الصوت من جوفه كالخوار — قال صاحب هذا القول والناس قد يفعلون الان في هذه التصاوير التي يجرون فيها الماء على سبيل الفوارات و ما يشبه ذلك فبهذا الطريق وغيره اظهرالصوت من ذلك المثال ثم القي الي الناس ان هذه العجل الههم واله موسي (تفسير كبير جلد ۳ صفحه ۳۰۱)

قال الخوار على ان السامري صاغ عجلا وجعل فيه خروقا يدخله الريح فيخرج منها صوت كالخوار و دعاهم الى عبادته فاجابوه وعبدوه — عن الجبائي

وقيل انه احتال بادخال الريح كما يعمل هذه الالات التي تصوت بالحيل عن الزجاج والجبائي والبلخي (تفسير مجمع البيان)

جہاں ایک شخص کھڑا ہوکر اُس میں پھونکتلتھا اور لوگ اُس کو نہیں جانتے تھے اُس کے پیٹ میں سے بچھڑے کي آواز کي مانند آواز سنتے تھے — اس قول کے قایل نے کہا کہ اب بھي لوگ اُن مورتوں میں جن میں پاني کے فوارے چھوٹتے معلوم ہوتے ہیں اور اسي قسم کي چیزیں معلوم ہوتي ہیں ایسا ہي کرتے ہیں — پس اسي طرح اُس بچھڑے کي مورت سے آواز نکالي تھي پھر لوگوں کو بتایا کہ یہہ بچھڑا اُن کا خدا اور موسی کا خدا ہی *

تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہی کہ جبائي نے بچھڑے کی آواز کي نسبت بیان کہا ہی کہ سامري نے بچھڑا بنایا اُس کو اندر سے خالي رکھا اُس میں ہوا جاتي تھي پھر اُس سے بچھڑے کي آواز کي مانند آواز نکلتي تھي اور اُس نے لوگوں سے اُس کي پوجا کرنے کو کہا اُن لوگوں نے مان لیا اور اُس کي پوجا کي *

اور اُسي تفسیر میں زجاج اور جبائي اور بلخي کا قول ہی کہ سامري نے بچھڑے میں ہوا کے بھر دینے سے فریب کیا تھا جس طرح اس قسم کي چیزیں دھوکا دینے کے لیئے بنائي جاتي ہیں *

بات صرف اسقدر ہی کہ مصر میں رہنہ سے بني اسرائیل کے دل میں بت پرستي کا خیال جما ہوا تھا وہ چاہتے تھے کہ اُنکے لیئے کوئي دیوتا بنایا جاوے حضرت موسی سے بھي اُنہوں نے چاہا تھا کہ اُنکے لیئے ایک دیوتا بناویں اُنہوں نے اُنکو دھمکا دیا جب وہ پہاڑ پر چلے گئے تو حضرت ہارون کا اُتنا خوف اُنکو نہ تھا اُنکے منع کرنے سے اُنہوں نے نمانا — مصر میں ایک دیوتا تھا جسکا نام "نیوس" تھا اور اُسکي صورت بچھڑے کیسي تھي اُسي صورت کا اُنہوں نے بچھڑا بنایا اور بنانے والے نے اُس میں ایسي ترکیب رکھي کہ اُس ترکیب سے بچھڑے میں آواز نکلتي تھي اور لوگوں کو دھوکا و فریب دینے کے لیئے حضرت موسی کے پاؤں تلے کي مٹي حقیقتاً یا صرف دھوکا دینے کو اُس مٹي کو حضرت موسی کے پاؤں تلے

بے شک یہہ ایک مکر ہی کہ تم نے کیا ہی اس شہر میں

کي مٹي بیان کرکے بچھڑے میں ڈالدي — خود قران مجید میں سامری کا قول منقول هی که — کذلک سولت لي نفسي — یعني اس طرح أسکے نفس نے دھوکا دیا *

اس مقام پر قابل غور یہہ بحث هی که بچھڑا بنانے والا کون تھا توریت میں لکھا هی که خود حضرت هارون بچھڑا بنانے والے تھے اور خود أنھوں نے هی بچھڑے کي پرستش کروائي — مگر جب هم خود توریت کے مضامین پر خیال کرتے هیں جس سے ثابت هوتا هی که خدا نے هارون کو بھی برکت دي تھی اور تمام احکام جو خدا نے موسی کو دیئے تھے أنکي حضرت هارون هي تعمیل کرتے تھے بلکہ حضرت موسی تو صرف نام هي کے تھے خدا کے تمام احکام بذریعہ حضرت هارون پورے هوتے تھے تو هم اسبات کو که حضرت هارون أس بچھڑے کے بنانے والے اور بت پرستي کی اجازت دینے والے تھے جیسا که توریت میں لکھا هی صحیح تسلیم نہیں کرسکتے — یہہ بات ممکن هی که یہہ بچھڑا أس زمانه میں بنایا گیا جبکہ حضرت موسی پہاڑ پر تھے اور حضرت هارون کو تمام بني اسرائیل پر سردار کرگئے تھے اور أنکے عہد سرداري میں یہہ بچھڑا بنا اسلیئے حضرت هارون کي طرف منسوب کیا گیا — مگر یہہ بات که خود حضرت هارون أسکے بنانے والے تھے کسي طرح صحیح متصور نہیں هوسکتي *

قران مجید نے صاف صاف بتا دیا که حضرت هارون نہیں بلکہ سامري أسکا بنانے والا تھا — همارے مفسرین کي جیسی عادت هی که تفسیروں میں رطب و یابس صحیح و غلط روایتیں بھر دیتے هیں اسی طرح سامري کي نسبت بھي روایتیں بھر دي هیں جن میں سے بعض میں کچھہ اصلیت بھی هی مگر ٹھیک طور پر بیان نہیں کیں — اور بعضوں نے نہایت غلطي سے سامري خاص نام بنانے والیکا سمجھا هی جو صریح غلط هی *

عیسائي علماء نے یہہ بات چاهي هی که قران مجید کي غلطي ثابت کریں مستر سلیتن نے کہا که در اصل هارون اور سامري ایک هی شخص هی نعوذ بالله آنحضرت صلعم نے غلطي سے أنکو دو سمجھا هی — سمر یا شامر عبري لفظ هی اور أسکے معني محافظ کے هیں اور جبکہ موسی پہاڑ پر گئے تھے تو هارون بني اسرائیل کے محافظ هوئے تھے اور اسلیئے وهي شامر تھے *

مگر مستر سلیتن کا یہہ قیاس محض غلط هی اسلیئے که اگر یہہ لفظ قران مجید میں اخذ کیا جاتا تو أسکے ساتھہ یاے نسبت کسي طرح نہیں آسکتي تھي — اور اگر وہ علم

لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۱۲۰

یعني خاص شخص کا نام متصور هوتا تو اُسپر الف لام نہیں آسکتا تھا حالانکہ قران مجید میں یاے نسبت اور الف لام دونوں موجود هیں یعني " السامري " آیا هی پس یہہ دونوں خیال محض غلط هیں *

صحیح امر جسکو همارے مفسرین نے بھي بیان کیا هی یہہ هی کہ بچھڑے کا بنانے والا سمارتن والوں کا ایک شخص تھا جسکا نام بیان نہیں هوا پس " السامري " کے معنی یہہ هیں کہ " رجل من الذین هم السامرۃ " مسٹر سیل نے اسپر یہہ اعتراض کیا هی کہ اُس زمانہ میں سمارتن قوم موجود نہ تھي بلکہ اُسکے بہت زمانہ بعد وہ قوم بني تھي *

مگر اس اعتراض میں بھي غلطي هی قران مجید کے الفاظ سے اُس قوم کا اُسوقت یہي نام هونا لازم نہیں آتا — بني اسرائیل کے بارہ سبط تھے اور سب ایک سلطنت کے ماتحت تھے مگر جب " رحبعام " حضرت سلیمان کا بیٹا بادشاہ هوا تو بني اسرائیل کے دس سبط نے اُس سے بغاوت کي " یاربعام " پسر نباط کو اپنا بادشاہ بنایا اُس نے اپنے ملک میں بمقام بیت ایل اور دان کے سونیکے بچھڑے بنائے (دیکھو اول سلاطین باب ۱۲ ورس ۲۸ و ۲۹) اور اُنکي پرستش شروع کي — جبکہ " عمري " اُن لوگوں پر بادشاہ هوا تو اُس نے کوہ شومرون کو اُسکے مالک سے جسکا نام " شمر " تھا خرید لیا اور وهاں شہر بنایا جو دارالخلافۃ هوگیا (دیکھو اول سلاطین باب ۱۶ ورس ۲۳ لغایت ۲۵) اور اُسي سبب سے وہ لوگ سمارتن یا شامري یا سامري مشہور هوئے اور وہ قوم جس میں کے شخص نے بني اسرائیل کے لیئے بچھڑا بنایا تھا قران مجید کے بہت پہلے سے سامري کے نام سے کہلاتي تھي — قران مجید میں السامري کہنے سے صرف یہہ اشارہ هی کہ اُسکا بنانے والا اُس قوم میں سے تھا جنہوں نے آخرکار یاربعام کي اطاعت کرکے سونے کے بچھڑوں کي پرستش کي تھي اور جو لوگ سامري یعني سمارتن کے لقب سے مشہور هیں *

جو لوگ کہ توریت کے اُن مقامات کو جو قران مجید کے بیان کے مخالف هیں قران مجید کي غلطي ثابت کرنے کو پیش کرتے هیں اُنکو ایسي جرأت کرنے سے پہلے توریت کے تمام مضامین مندرجہ کي صحت ثابت کرني چاهیئے — اور اُنکو اسبات کا بھولنا نہیں چاهیئے کہ اب تک یہہ بھي تحقیق نہیں هوا هی کہ موجودہ توریت کس نے لکھي اور کب لکھي گئي خود توریت سے ثابت هوتا هی کہ اُسکے مضامین یاد سے اور کچھہ تحریروں سے اخذ کیئے گئے هیں اور بہت سي باتیں جو اُس زمانہ میں جبکہ وہ لکھي گئي یہودیوں میں

تاکہ اُس میں سے نکال دو اُس کے رہنے والوں کو پھر جلد تم جان لوگے ﴿۱۲۰﴾

مشہور یا مروج تھیں وہ بھی اُس میں داخل کی گئی ہیں اور جو مضامین اُس میں داخل ہیں وہ ایسے افسانہ آمیز ہیں کہ جب تک اُن انسانوں کو علحدہ نکھا جاوے اصل واقعہ پر بھی کسی طرح یقین نہیں ہوسکتا — بشپ نیتال نے جو کچھہ اُسکی نسبت لکھا ہی اُسکو بھی بھولنا نہیں چاہیئے پس یہہ امر کہ کوئی واقعہ جو توریت کے برخلاف ہو وہ صحیح نہیں ہی اُسکو کوئی ذی عقل تسلیم نہیں کرسکتا — بلاشبہہ توریت میں احکام الٰہی بھی مندرج ہیں اور وہ " فیہا ہدی ونور " کہنے کے مستحق ہیں اور تاریخی واقعات بھی ہیں جو غلطی سے پاک نہیں *

پانز دہم — ستر آدمیوں کا منتخب کرنا

قران مجید میں ایک جگہہ یہہ بیان ہوا ہی کہ موسی کی قوم نے حضرت موسی سے کہا کہ ہم تجہور ایمان نہیں لاوینگے جب تک کہ ہم کھلم کھلا خدا کو مدیکھہ لیں اور سورہ اعراف میں فرمایا ہی کہ موسی نے ستر آدمیوں کو خدا کے وعدہ کی جگہہ لیجانے کے لیئے منتخب کیا *

واذ قلتم یا موسی لن نومن لک حتی نری اللہ جہرۃ فاخذتکم الصاعقۃ و انتم تنظرون — سورہ بقر آیت ۵۲ —

واختار موسی قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا — سورہ اعراف آیت ۱۵۴

حضرت موسی نے بھی بحالت ذہول خدا سے کہا تھا کہ " رب ارنی انظر الیک " خدا نے جواب دیا تھا کہ " لن ترانی ولاکن انظر الی الجبل " — بنی اسرائیل نے بھی حضرت موسی سے کہا کہ ہمیں خدا کو دکھلادو حضرت موسی پر یہہ واقعہ خود گذر چکا تھا اور وہ جان چکے تھے کہ خدا کا دیکھنا محال ہی بلکہ صرف خدا کے وجود پر ایقان ہی خدا کا دیدار ہی — اور خدا کے وجود پر ایقان اُس کی عجایب مخلوقات پر غور و فکر کرنے اُس کے دیکھنے سے حاصل ہونا ہی — خدا نے حضرت موسی کو بھی اُس عجیب ہیبت ناک آتشین پہاڑ کی طرف خدا پر ایقان لانے کے لیئے متوجہہ کیا تھا اسی طرح حضرت موسی نے بنی اسرائیل میں سے ستر آدمیوں کو خدا کی اُس قدرت کاملہ اور تجلی شان کے دیکھانے کو منتخب کیا تاکہ اُنکو بھی ایقان وجود باری عز اسمہ پر حاصل ہو *

خدا کا دیکھنا دنیا میں نہ ان آنکھوں سے ہوسکتا ہی اور نہ اُن آنکھوں سے جو دل کی آنکھیں کہلاتی ہیں اور نہ قیامت میں کوئی شخص خدا کو دیکھہ سکتا ہی وہ بیچون و بیچگون ہی کسی حیز و صورت میں آنے کے قابل ہی نہیں ہی پھر وہ کیونکر دنیا میں یا

لا قطعن ایدیکم و ارجلکم من خلاف

عقبی میں دکھائي دے سکتا هی — بہت سے عابد و زاهد دعوی کرتے هیں که هم نے ان آنکھوں سے دنیا هي میں خدا کو دیکھا هی — بہت سے کہتے هیں که ان آنکھوں سے نہیں بلکه دل کي آنکھوں سے دیکھا هی — اُنہوں نے دیکھا دکھایا کچھہ نہیں بلکه خود اُنهي کا خیال یا ایقان هی جو اُنہوں نے دیکھا هوگا — عقبی میں بهي اگر خدا کا دیکھنا تسلیم کیا جاوے تو وہ بهي خدا کا دیکھنا نہوگا بلکه خود اُنهي کا ایقان اُنکو دکھائي دیگا نه خداے بیچون و بیچگوں و بے مثل و بے نموں *

علماے ظاهر جو اس مسئله کي حقیقت نہیں سمجھتے صرف لفظوں پر بحث کیا کرتے هیں وہ اس مسئله کي حقیقت کے سمجھنے کے لایق هي نہیں هیں — هاں علماے رباني جنہوں نے اپنے نفس پر اور انسان کے نیچر پر غور کي هی اُنکي سمجھہ اس مسئله کي نسبت علماے ظاهري کي سمجھہ سے زیادہ اعتبار کے قابل هی اور اُن میں سے بهي بالتخصیص اُنکے جو باوجود علم باطني کے علم ظاهري میں بهي بہت بڑا درجه کمال کا رکھتے تهے — اس مسئله کي تحقیق میں مرشدنا و مولانا عالم رباني حضرت شیخ احمد سر هندي نقشبندي مجدد الف ثاني رحمةالله علیه نے جو کچھہ فرمایا هی بجنسه اس مقام پر لکھا جاتا هی *

حضرت ممدوح قدس سرہ نے جلد سوم مکتوب نودم میں جو بنام فقیر هاشم کشمي لکھا هی اور جس میں در باب کیفیت مشاهدہ قلب عرفا حق جل و علا کو سوال کیا گیا تھا اس طرح ارقام فرمایا هی — " پرسیدہ بودند که بعضی از محققان صوفیه اثبات رویة و مشاهدہ او تعالی بدیدہ دل در دنیا میفرمایند کما قال الشیخ العارف في کتابه العوارف — موضع المشاهدة بصرالقلب الخ و شیخ ابو اسحق کلابادي قدس سرہ که از قدماء این طایفه علیه است و از روساے ایشاں در کتاب تعرف می آرد اجمعوا علی انه تعالی لایری فی الدنیا بالابصار ولا بالقلوب الامن جهة الایقان توفیق میان این دو تحقیق چیست و راے تو بر کدام و اجماع باوجود اختلاف بچه معنی ست بداں ارشدک الله تعالی که مختار این فقیر در این مسئله قول صاحب تعرف است قدس سرہ و میداند که قلوب را در این نشاء ازاں حضرت جل سلطانه غیر از ایقان نصیبی نیست آں را رویة انگارند یا مشاهدہ و چوں قلب را رویة نبود ابصار را چه بود که او دریں نشاء در این معامله بیکار و معطل است غایة مافی الباب معنی ایقانی که قلب را حاصل شدہ است در عالم مثال بصورت رویة ظاهر می شود و موقن به بصورت

بے شک میں کاٹ ڈالونگا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں برخلافی سے

مرئي چه در عالم مثال هر معني را صورتيست مناسب و چوں در عالم شهادت، كمال يقين در رويته است ان ايقان نيز بصورت رويۃ در مثال ظاهرمي گردد وچوں ايقان بصورت رويۃ ظاهر شود متعلق آں كه موقن به است ناچار بصورت مرئی آنجا ظاهر گردد وچوں سالک انرا در مرأت مثال مشاهده می نمايد از توسط مرأت ذاهل گشته و صورت را حقيقت دانسته می انگارد كه حقيقت رويتے اورا حاصل گشته است و مرئي پيدا آمده نمی داند كه اں رويت صورت ايقان اوست و اں مرئي صورت موقن به او — ايں از اغلاط صوفيه است و از تلبسات صور بحقائق — و هميں ديد چوں غالب می آيد واز باطن بظاهر می تراود سالک را در تو هم می اندازد كه رويت بصری نيز حاصل گشت و مطلوب از گوش به اغوش آمد نموده‌اند كه حصول ايں معني چوں در اصل كه بصيرت است نيز مبني بر توهم وتلبس است به بصر كه دريں نشاء فرع او است چه رسد و رويت اورا از كجا حاصل شود در رويت قلبي جم غفير از صوفيه درتو هم افتاده اند و حكم بوقوع ان كرده و در رويت بصري مگر ناقصی ازيں طائفه در توهم وقوع آں افتاده باشد كه مخالف اجماع اهل سنت و جماعت است شكر الله سعيهم *

سوال موقن به را چوں صورتے در مثال پيدا شد لازم آمد كه حق را سبحانه انجا صورت بود *

جواب تجويز نموده اند كه حق را سبحانه هرچند مثل نيست اما مثال است و روا داشته اند كه در مثال بصورتے ظهور فرمايد چنانچه صاحب فصوص قدس سره رويت اخروي را نيز بصورت جامعه لطيفه مثاليه مقرر ساخته است و تحقيق ايں جواب انست كه انصورت موقن به صورت حق نيست سبحانه در مثال بلكه صورت مكشوف صاحب ايقان است كه ايقان او بان تعلق گرفته است و آں مكشوف بعض وجوه و اعتبارات ذات حق است سبحانه نه ذات حق جل و علا لهذا چوں معامله عارف بذات ميرسد جل سلطانه ايں قسم تخيلات پيدا نمی شود و هيچ رويت و مرئي متخيل نميگردد چه ذات اقدس سبحانه را در مثال صورتے كائن نيست تا انرا بصورت مرئی وا نمايد و ايقان انرا بصورت وا نمايد يا آنكه گوئيم درعالم مثال صور معاني است نه صورت ذات وچوں عالم بتمامه مظاهر اسماء و صفات‌است وازذاتية بهره ندارد چنانچه تحقيق انرا در مواضع متعدده نموده ايم پس ناچار بتمامه از قسم معاني باشد و در مثال انرا صورتے كائن بود و در تمالات و جوبي هرجا

ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا رَبَّنَآ اَفْرِغْ

عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ

اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ

قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ

قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ

الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

صفت و شان است که قیام بذات دارد از قبیل معانی است که اگر انرا درمثال صورتے بود ولو بالنقص گنجایش دارد اما ذات اورا سبحانه حاشا که در مرتبه از مراتب صورت بود چه صورت مستلزم تحدید و تقید است در هر مرتبه که باشد مجوز نیست مراتب همه که مخلوق اویند سبحانه کجا گنجایش دارند که خالق را محدود و مقید سازند هر که تجویز مثال در آں حضرت جل شانه نموده است باعتبار وجوه و اعتبارات است نه باعتبار عین ذات تعالی و هرچند تجویز مثال در وجوه و اعتبارات حضرت ذات تعالی هم برین فقیر گران است مگر انکه در ظلی از اظلال بعیده اں تجویز نموده آید ازیں بیان واضح گشت که درعالم مثال ارتسام صور معانی و صفات را کائن است نه ذات تعالی را پس آنچه صاحب فصوص تجویز رویت اخروي بصورت مثالیه نموده است چنانچه گذشت ان رویت حق نیست تعالی بلکه رویت صورت حق هم نیست سبحانه چه اورا سبحانه صورتے نیست تا رویت بان تعلق پیدا کند و اگر در مثال صورتے هست ظلی از اظلال بعیده اورا کائن است پس رویت ان رویت حق چرا باشد سبحانه شیخ قدس سره درنفي رویت حق جل و علا از معتزله و فلاسفه هیچ کم پایئي نمیکند بلکه اثبات رویت بر نهجی مینماید که مستلزم نفي رویت است و آں ابلغ درنفي است از صریح نفي لان الکنایة ابلغ

پھر ضرور تمکو سولي ديدونگا تم سب کو (۱۲۱) اُنہوں نے کہا بے شک ہم اپنے پروردگار کے پاس پھر جانے والے ہیں (۱۲۲) اور تو ہمکو سزا نہیں دیتا مگر اس پر کہ ہم ایمان لائے ہیں اپنے پروردگار کي نشانیوں پر جبکہ وہ آئیں ہمارے پاس اے ہمارے پروردگار ہمکو صبر سے بھر دے اور مار ہمکو مسلماني میں (۱۲۳) اور کہا قوم فرعون کے سرداروں نے کہ کیا تو چھوڑ دیگا موسی کو اور اُس کي قوم کو تاکہ ملک میں فساد کریں اور تجھکو اور تیرے معبود دونوں کو چھوڑ دیں (فرعون نے) کہا کہ ابھي ہم اُن کے بیٹوں کو (یعني مردوں کو) مارڈالیں گے اور اُن کي عورتوں کو ہم زندہ رکھینگے اور بے شک ہم اُن پر غالب ہیں (۱۲۴) موسی نے اپني قوم سے کہا کہ خدا سے مدد چاہو اور صبر کرو بے شک تمام زمین الله کي ہی اُس کا وارث کرتا ہی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہی اور اخیر کو بھلائي پرہیزگاروں کے لیئے ہی (۱۲۵)

من التصریح تصفیہ مقررہ است این قدر فرق اسمت کہ مقتدائے انجماعت عقل شان است و مقتدائے شیخ کشف بعید از صحت مانا کہ ادلہ غیر تامہ مخالفان کہ در متخیلہ شیخ نشستہ بود کشف اورا نیز درین مسئلہ از صواب منحرف گردانیدہ است و مسائل بمذہب شان ساختہ چون از اهل سنت بود صورت اثبات نمودہ است و بان اکتفا کردہ و انرا رویت انگاشتہ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا و تحقیق این مسئلہ دقیقہ کہ در حل بعض از مواضع کتاب عوارف نوشتہ است نیز تحریر یافتہ اسمت و انچہ از اجماع پرسیدہ بودند تواند بود کہ تا انوقت خلافی کہ شایان اعتداد باشد بظہور نیامدہ باشد یا اجماع مشائخ عصر خود خواستہ باشد والله سبحانہ اعلم بحقیقة الحال — انتہی *

یہي ایک بات تھي جسکا اس مقام پر لکھنا تھا باقي حالات اس واقعہ کے تفسیر سورہ بقر میں بیان ہوچکے ہیں *

شانزدہم ذکر استسقائے قوم موسی — ہفدہم سایہ کرنا ابر کا
ہیزدہم من وسلوی کا اُترنا — نوزدہم دخول باب

ان چاروں امور کي نسبت ہم نے سورہ بقر کي تفسیر میں بالاستیعاب بحث کي ہی اب ان پر دوبارہ بحث کرنے کي ضرورت نہیں — من شاء فلینظر الیہ *

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ
عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ
كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ
وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ
قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ
اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَقَالُوْا
مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۹﴾
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ
اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَلَمَّا
وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ
عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ
بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ ۔ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ
اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ

اُنھوں نے کہا کہ ہم کو ایذا دیگئي اس سے پہلے کہ تو ہمارے پاس آوے اور اُسکے بعد بھيَ کہ تو ہمارے پاس آیا — (موسی نے) کہا کہ قریب ھی کہ تمھارا پروردگار تمھارے دشمن کو ہلاک کردے اور ملک میں تمکو جانشین کرے پھر دیکھے کہ کس طرح تم عمل کرتے ہو ﴿۱۲۶﴾ اور بے شک ہم نے گرفتار کیا فرعون کے لوگوں کو قحط میں اور پھلوں کے نقصان ہونے میں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں ﴿۱۲۷﴾ پھر جب آئي اُنکے پاس نیکي کہنے لگے کہ ہمارے لیئے یہہ ھی — اور جب انکو برائي پہونچي تو بدشگني ٹھرائي موسی اور اُسکے ساتھیوں کي — جان لے کہ اسکے سوا اور کچھہ نہیں کہ اُنکي بدشگني الله کي طرف سے ھی و لیکن اُن میں سے بہت سے نہیں جانتے ﴿۱۲۸﴾ اور اُنھوں نے موسی سے کہا کہ تو کتني ھي نشانیاں ہمارے پاس لاوے تاکہ اُن سے ہم پر جادو کرے پھر ہم تجھہ پر ایمان نہیں لاوینگے ﴿۱۲۹﴾ پھر ہم نے اُن پر طوفان اور ٹدیاں اور پسو اور مینڈک اور خون کي نشانیاں جدا جدا بھیجیں پھر اُنھوں نے سرکشي کي اور وہ قوم تھي گنہگار ﴿۱۳۰﴾ اور جب پڑي اُن پر آفت تو اُنھوں نے کہا اے موسی ہمارے لیئے اپنے پروردگار سے جس طرح تجھکو حکم دیا ھی دعا کر — اگر تو ہم پر سے اس آفت کو دور کردیگا تو ہم تجھہ پر ایمان لےآوینگے اور ہم تیرے ساتھہ بني اسرائیل کو بھیجدینگے — پھر جب ہم نے اُن پر سے آفت کو ایک معین وقت تک جس میں وہ پہونچنے والي تھي دور کردیا تو پھر وہ اپنا اقرار توڑ دیتے تھے ﴿۱۳۱﴾ پھر ہم نے اُن سے بدلا لیا پھر ہم نے اُنکو سمندر میں ڈبو دیا — اسلیئے کہ وہ جھٹلاتے تھے ہماري نشانیوں کو اور اُن سے غافل تھے ﴿۱۳۲﴾ اور ہم نے وارث کیا اُس قوم کو جوَ

كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا

وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿۱۳۳﴾

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ

عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَهُمْ قَالُوا يَٰمُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ

قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿۱۳۴﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَا هُمْ فِيهِ وَ

بَٰطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۵﴾ قَالَ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَٰهًا وَهُوَ

فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَٰلَمِينَ ﴿۱۳۶﴾ وَإِذْ أَنْجَيْنَٰكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ

يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ

وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿۱۳۷﴾ وَوَٰعَدْنَا مُوسَىٰ

ثَلَٰثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَٰتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً

وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَٰرُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا

تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَٰتِنَا وَكَلَّمَهُ

رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَٰنِي وَلَٰكِنِ انْظُرْ

ضعیف گنی جاتی تھی — زمین کی مشرقوں اور اُس کی مغربوں کا جس زمین میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں — اور پورا ہوا اچھا وعدہ تیرے پروردگار کا بنی اسرائیل پر اسلیئے کہ اُنہوں نے صبر کیا اور ہم نے خراب کردیا اُسکو جو کیا تھا فرعون اور اُسکی قوم نے اور اُسکو جسے اُنہوں نے چڑھایا تھا ﴿۱۳۳﴾ اور پار اوتار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پھر وہ اپہونچے ایک قوم کے پاس جو اپنے بتوں کے گرد بیٹھی رہتی تھی (یعنی اُنکی پوجا کرتے تو) بنی اسرائیل نے کہا اے موسی ہمارے لیئے بھی ایسے ہی معبود بنادے جیسیکہ اُنکے معبود ہیں — موسی نے کہا کہ بے شک تم لوگ جہالت کرتے ہو ﴿۱۳۴﴾ اس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ یہہ لوگ ہلاک ہونے والے ہیں جس میں کہ وہ ہیں اور باطل ہی جو کچھہ کہ وہ کرتے ہیں ﴿۱۳۵﴾ موسی نے کہا کہ کیا میں چاہونگا خدا کے سوا تمہارے لیئے کوئی اور معبود — اور اُسی نے تمکو بزرگی دی ہی عالموں پر ﴿۱۳۶﴾ اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے تمکو چھوڑایا فرعون کے لوگوں سے تمکو وہ پہونچاتے تھے برا عذاب — مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو — اور اس میں تمہارے لیئے تمہارے پروردگار کی جانب سے بڑی آزمایش تھی ﴿۱۳۷﴾ اور وعدہ کیا ہم نے موسی سے تیس رات کا (کہ پہاڑ پر آکر خدا کی عبادت کرے جب توریت دی جاویگی) اور ہم نے دس راتوں میں † اُسکو پورا کیا پھر پورا ہوا مقرر کیا ہوا وقت اُسکے پروردگار کا چالیس رات میں — اور (پہاڑ پر جاتے وقت) موسی نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری قوم میں میرا جانشین ہو اور اصلاح کے کام کریو اور مفسدوں کے طریقہ کی پیروی نکریو ﴿۱۳۸﴾ اور جب موسی آیا ہمارے مقرر کیئے ہوئے مقام پر اور اُس سے کلام کیا اُسکے پروردگار نے — موسی نے کہا اے میرے پروردگار اپنے تئیں مجھے دکھادے تاکہ میں تجھکو دیکھوں — خدا نے کہا کہ تو مجھکو ہرگز نہ دیکھہ سکیگا ولیکن تو دیکھہ

---

† ضمیر المونث فی کلمة اتممنا ها عندنا راجع الی مصدر واعدنا وهوالمواعدة کما فی قوله تعالی اعدلوا هو اقرب للتقوی ۱۲ منه

إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَىٰنِي فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ

لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ﴿١٣٩﴾ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ

سُبْحَٰنَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤٠﴾ قَالَ يَٰمُوسَىٰٓ

إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَٰلَٰتِي وَبِكَلَٰمِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ

وَكُن مِّنَ الشَّٰكِرِينَ ﴿١٤١﴾ وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ

مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ

يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَٰسِقِينَ ﴿١٤٢﴾ سَأَصْرِفُ عَنْ

آيَٰتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِن يَرَوْا كُلَّ

آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ﴿١٤٣﴾

وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا

بِآيَٰتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَٰفِلِينَ ﴿١٤٤﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَٰتِنَا وَلِقَاءِ

الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٥﴾

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ

خُوَارٌ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ﴿١٤٦﴾ اتَّخَذُوهُ

اس پہاڑ کي طرف پھر اگر پہاڑ اپني جگہہ پر ٹھہرا رہے تو تو بھي مجھے دیکھہ سکیگا —
پھر جب تجلي کي اُسکے پروردگار نے پہاڑ پر اُسکو کردیا ٹکرے ٹکرے اور گر پڑے موسی
بیہوش ہوکر ۱۳۹ † - پھر جب ہوش آیا تو بولے پاک ہی تو میں تیرے آگے توبہ کرتا ہوں
اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں ۱۴۰ خدا نے کہا اے موسی میں نے اپنے پیغام دیکر اور اپني
باتیں سناکو تجھکو لوگوں پر برگزیدہ کیا ہی پھر پکڑ لے جو کچھہ کہ میں نے تجھکو دیا ہی
اور ہو شکر کرنے والوں میں سے ۱۴۱ اور ہم نے لکھي اُسکے لیئے تختیوں میں ہر ایک چیز
کي نصیحت اور ہر ایک چیز کي تفصیل پھر پکڑلے اُسکو زور سے اور اپني قوم کو حکم کر
کہ پکڑ لیں (اُنکو) معہ اُنکي زیادہ اچھي نصیحتوں کے — (ورنہ) میں تمکو جلدي سے
دکھلاؤنگا گھر فاسقوں کا ۱۴۲ البتہ ہم پھیر دینگے اپني نشانیوں سے اُنکو جو ناحق تکبر کرتے
ہیں زمین پر اور اگر وہ دیکھیں کوئي نشاني تو اُسپر ایمان نہ لاویں — اور اگر وہ دیکھیں
بھلائي کا رستہ تو نہ پکڑیں اُس رستہ کو بطور بھلائي کے رستہ کے ۱۴۳ اور اگر دیکھیں گمراہي
کا رستہ تو اُسکو پکڑیں بطور بھلائي کے رستہ کے — یہہ اسلیئے کہ اُنہوں نے جھٹلایا ہماري
نشانیوں کو اور وہ تھے اُن سے غافل ۱۴۴ اور جن لوگوں نے جھٹلایا ہماري نشانیوں کو اور
آخرت کے ملنے کو جھڑ گئے اُنکے لچھن یعني نابود ہوگئے اُنکے عمل - کیا وہ بھلائي پاوینگے -
مگر اُسي کا بدلا جو کچھہ کہ وہ کرتے تھے ۱۴۵ اور بنایا موسی کي قوم نے موسی کے (پہاڑ پر
جانے کے) بعد اپنے گہنوں سے بچھڑا مجسم کہ اُس میں بچھڑے کي سي آواز تھي — کیا
اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ نہ اُن سے بات کرتا ہی اور نہ اُنکو کسي رستہ کي ہدایت کرتا
ہی ۱۴۶ اُنہوں نے اُسکو (معبود) کرلیا اور وہ

---

† لمولفہ — تاب یک جلوۂ نیاورد نہ موسی و نہ طور
این دام هست کہ این گونہ ہزاران دید است

وَكَانُوا ظٰلِمِينَ ﴿۱۴۷﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا
قَالُوا لَئِنْ لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِينَ ﴿۱۴۸﴾
وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰى إِلٰى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا
خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ
وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ
اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا
تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ﴿۱۴۹﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي
وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِينَ ﴿۱۵۰﴾ إِنَّ
الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِينَ
عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ
بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۵۲﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ
أَخَذَ الْأَلْوَاحَ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ
يَرْهَبُونَ ﴿۱۵۳﴾ وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا

ظالم تھے (۱۴۷) اور جب وہ اپنے ہاتوں کے کیئے سے پشیمان ہونے اور جانا کہ بے شک وہ گمراہ ہوگئے تو بولے اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم اور ہمکو معاف نکرے تو بے شک ہم ہونگے نقصان پانے والوں میں (۱۴۸) اور جب پھرا موسی (پہاڑ پر سے) اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرا ہوا — افسوس کرتا ہوا (تو ہارون سے) کہا کہ میرے پوچھے تم نے بہت ہی بری میری جانشینی کی کیا جلدی کی تم نے اپنے پروردگار کے حکم کی اور ڈالدیا تختیوں کو اور اپنے بھائي کے سر کے بال پکڑ کر اُسکو اپنی طرف کھینچنے لگا — ہارون نے کہا اے میرے ما جائے بے شک قوم نے مجھکو عاجز سمجھا اور قریب تھا کہ مجھکو مار ڈالیں پھر خوش مت کر میری اہانت سے میرے دشمنوں کو اور نہ شامل کر مجھکو ظالموں کی قوم کے ساتھہ (۱۴۹) موسی نے کہا اے میرے پروردگار معاف کر مجھکو اور میرے بھائي کو اور داخل کر ہمکو اپنی رحمت میں اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہی (۱۵۰) بے شک جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود کرلیا اُنپر پڑیگا غضب اُنکے پروردگار کا اور ذلت دنیا کی زندگي میں اور اسیطرح ہم بدلا دیتے ہیں افترا کرنے والوں کو (۱۵۱) اور جن لوگوں نے برے عمل کیئے ہیں پھر اُسکے بعد اُس سے توبہ کی اور ایمان لے آئے بے شک تیرا پروردگار اُسکے بعد معاف کرنے والا ہی رحم کرنے والا (۱۵۲) اور جب ٹہر گیا موسی کا غصہ لے لیا تختیوں کو اور اُسکے لکھے ہوئے میں ہدایت تھی اور رحمت اُن لوگوں کے لیئے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں (۱۵۳) اور چن لیا موسی نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کو ہمارے وعدہ کی جگہہ کے لیئے

فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ
وَ اِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ
تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ
لَنَا وَارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ (۱۵۴) وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ
هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِيْ
اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا
لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا
يُؤْمِنُوْنَ (۱۵۵) اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ
يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ

---

(۱۵۶) — (یجدونه مکتوبا عندهم فی التوریة والانجیل) یهه ایک آیت هی جس میں اشارہ هی که آنحضرت صلعم کے هونے کي بشارت توریت و انجیل میں موجود هی — میں نے آنحضرت صلعم کي بشارات پر ایک مفصل خطبه خطبات احمدیه میں لکها هی جس میں موافق اُصول اهل مذهب کے مقلدانه یعني بعد تسلیم اُن اُمور کے جو عیسائي و مسلمان نسبت بشارات کے تسلیم کرتے هیں بحث کي هی اور توریت و انجیل سے آنحضرت صلعم کي بشارات کو ثابت کیا هی — مگر میں اپني اس تفسیر میں اُس سے زیادہ دقیق اُمور پر بحث کرنا اور بشارات کي حقیقت اور اُس کا قوانین قدرت کے مطابق هونا بیان کرنا چاهتا هوں — مگر اس بحث کے لیئے به نسبت اس آیت کے سورة الصف کي آیت جهاں آیا هی " مبشرا برسول یاتي من بعدي اسمه احمد " زیادہ مناسب هی اسلیئے انشاالله تعالی اُس آیت کي تفسیر میں یهه پوري بحث لکهي جاویگي — اور اس مقام پر

پھر جب پکڑلیا اُنکو کپ کپاھٹ نے موسی نے کہا اے میرے پروردگار اگر تو چاھتا تو اس سے پہلے ھي اُنکو اور مجھکو مار ڈالتا کیا تو ھمکو مار ڈالیگا اُس کے بدلے میں جو ھماري قوم کے بے وقوفوں نے کیا ھی — یہہ نہیں ھی مگر تیري طرف سے آزمایش — تو اُس (آزمایش) سے گمراہ کرتا ھی جسکو چاھتا ھی — اور ھدایت کرتا ھی جسکو چاھتا ھی — تو ھي ھمارا مالک ھی پھر بخشدے ھمکو اور ھم پر رحم کر اور تو سب سے اچھا بخشدینے والا ھی ﴿۱۵۴﴾ اور لکھدے ھمارے لیئے اس دنیا میں نیکي اور آخرت میں بے شک ھم نے رجوع کي ھی تیري طرف — خدا نے کہا کہ میں اپنے عذاب کو پہونچاتا ھوں جسکو چاھتا ھوں اور میري رحمت نے چھا لیا ھی ھر چیز کو — پھر میں اُسکو لکھدونگا اُن لوگوں کے لیئے جو پرھیزگاري کرتے ھیں اور زکات دیتے ھیں اور ایسے لوگوں کے لیئے جو ھماري نشانیوں پر ایمان لاتے ھیں ﴿۱۵۵﴾ جو کہ پیروي کرتے ھیں اُس رسول کي اُس ان پڑہ نبي کي جسکو وہ پاتے ھیں لکھا ھوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں — اُنکو حکم کرتا ھی

بلا کسی بحث کے توریت و انجیل کي وہ آیتیں لکھدي جاتي ھیں جن میں آنحضرت صلعم کي بشارت لکھي ھی *

ابوالفرج مالطي یعني مالٹا کا رھنے والا جو ایک عیسائي عالم ھی اُس نے ایک کتاب عربي زبان میں لکھي ھی جسکا نام " تاریخ مختصرالدول " ھی اور وہ کتاب سنہ ۱۶۶۳ع میں اکسفورڈ میں چھپي ھی اُس کے صفحہ ۱۶۵ میں یہہ عبارت مندرج ھی *

وقد ادعي علماء الاسلامیین ورود ذکرہ في کتب اللہ المنزلة اما في التوریة ففي آیة — جاء اللہ من سینا و اشرف من ساعیرو استعلن من جبل فاران — قالوا ھذہ اشارة الی نزول التوراة علی موسی والانجیل علی عیسی والقرآن علی محمد — واما فی الزبور ففي آیة — یظھراللہ من صھیون اکلیلا محمودا — قالوا الاکلیل رمز علی الملک والمحمود علی محمد — واما فی الانجیل ففي آیة — ان انا لم اذھب — الفار قلیط لایجیکم *

بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ

توریت سفر پنجم باب هژدهم آیت ۱۵ و ۱۸ میں یهه لکها هی — قایم کریگا تیرا معبود تیرے لئیے نبي تجهه میں سے تیرے بهائیوں میں سے مجهه سا اُسکو مانیو — اُنکے بهائیوں میں سے نبي تیرا سا قایم کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منهه میں دونگا اور جو کچهه میں اُس سے کهونگا وه اُن سے کهدیگا *

بني اسرائیل کے بهائي نبي اسمعیل هیں جس سے اشارہ آنحضرت صلعم کي طرف هی اور سواے آنحضرت صلعم کے کوئي دوسرا نبي موسی کي مانند نهیں هوا اور ان الفاظ سے کہ اپنا کلام اُس کے منهه میں رکهونگا قران مجید کے نازل کرنے کي طرف اشارہ هی *

توریت سفر پنجم باب سي و سوم آیت ۲ میں لکها هی — اور کہا خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاهر هوا اُسکے دهنے هاتهه میں شریعت روشن ساتهه لشکر ملایکه کے آیا *

کتاب حبقوق باب سوم آیت ۳ — اٰئیگا الله جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے آسمانوں کو جمال سے چهپا دیا اُسکي ستایش سے زمین بهرگئي — فاران خاص مکه معظمه کے پهاڑوں کا قدیم نام هی پس ان دونوں آیتوں میں بني حجازي کا ذکر لکها هی *

سرود سلیمان باب پنجم کي دسویں آیت سے سولهویں آیت تک یهه ذکر لکها هی — میرا دوست نوراني گندم کون هزاروں میں سردار هی اُسکا سر هیرے کا سا چمکدار هی اُسکي زلفیں مسلسل مثل کوے کے کالي هیں — اُسکي آنکهیں ایسي هیں جیسے پاني کے کنارے پر کبوتر — دوده میں دهلي هوئیں — نگینه کي مانند جڑي هوئیں خانه میں — اُسکے رخسارے ایسے هیں جیسے تئي پر خوشبودار بیل چهائي هوئي — اور چکلے پر خوشبو رچي هوئي — اُسکے هونٹ پهول کي پنکهڑیاں جنسے خوشبو ٹپکتي هی اُسکے هاتهه هیں سونے کے ڈهلے هوئے — جواهر سے جڑے هوئے — اُسکا پیٹ جیسے هاتي دانت کي تختي — جواهر سے لپي هوئي — اُسکي پنڈلیاں هیں جیسے سنگ مرمر کے ستون — سونے کي بیٹهکي پر جڑے هوئے — اُسکا چهرہ مانند مهتاب کے — جوان مانند صنوبر کے — اُسکا گلا نهایت شیریں — اور وه بالکل محمدیم (محمد) یعني بہت تعریف کیا گیا هی — یهه هی میرا دوست اور میرا محبوب اے بیٹیوں یروشلیم کے *

عبري زبان کے قاعدہ میں نام کو بهي بلحاظ تعظیم جمع بنا دیتے هیں جیسے بعل کو بعلیم — لیکن محمدیم کو اگر صفت هي تسلیم کیا جاوے تو بهي اُس سے آنحضرت صلعم

بھلائي کا اور انکو منع کرتا ھی برائي سے اور حلال کرتا ھی اُنکے لیئے اچھي چیزیں اور حرام کرتا ھی

کي طرف اشارہ ھی *

کتاب حجي باب یازدھم آیت ۷ میں لکھا ھی — سب قوموں کو ھلا دونگا — اور " حمدت " (احمد) سب قوموں کا آویگا اور اس گھر کو بزرگي سے بھر دونگا — کہا خداوند خلایق نے *

حمدت عبري لفظ میں حرف ت مبالغہ کے لیئے ھی یعني سب قوموں کا بہت بڑا محمود — اور اس عبري لفظ کے مقابلہ میں احمد کا صیغہ جو حمد کے مادہ سے نکلا ھی بالکل درست آتا ھی پس خواہ اُس لفظ کو صرف نام قرار دو خواہ صفت اس آیت میں آنحضرت صلعم کا ذکر لکھا ھی *

کتاب اشعیاہ نبي باب بست و یکم آیت ۷ — اور ایک جوڑي سواروں کي دیکھي ایک سوار گدھے کا اور ایک سوار اونٹ کا اور خوب متوجہ ھوا *

حضرت اشعیاہ نبي نے اپنے مکاشفہ سے دو نبیوں کے پیدا ھونے کي خبر دي ایک کو گدھے کے سوار سے تعبیر کیا ھی جس سے حضرت عیسی مراد ھیں کیونکہ جب حضرت عیسی بیت‌المقدس میں داخل ھوئے تو وہ گدھے پر سوار تھے — دوسرے کو اونٹ کے سوار سے تعبیرکیا ھی جس سے آنحضرت صلعم مراد ھیں کیونکہ جب آنحضرت صلعم مکہ معظمہ میں داخل ھوئے ھیں تو اونٹ پر سوار تھے *

انجیل یوحنا باب شانزدھم آیت ۷ — میں تم سے سچ کہتا ھوں کہ یہہ بہلا ھی تمہارے لیئے کہ یہاں سے میں چلا جاؤں کیونکہ اگر میں نجاؤں تو فار قلیط (احمد) تمہارے پاس نہ آویگا *

فار قلیط اصل میں یوناني لفظ نہیں ھی بلکہ در اصل کالدي زبان کا لفظ ھی جو عبراني کي مانند زبان ھی مسلمانوں میں اسکا املا اور تلفظ عربي زبان کے موافق ھی جو کالدي یا عبري زبان سے چنداں بعید نہیں ھی مگر حضرت یوحنا نے اپني انجیل یوناني میں لکھي تھي اسلیئے اس لفظ کا تلفظ اور املا یوناني زبان کے موافق لکھا تھا جو کالدي یا عبري زبان سے نہایت بعید ھی — معلوم ھوتا ھی کہ یوناني زبان میں اسکا تلفظ مختلف طرح پر ھوا اور اسي سبب سے قدیم و جدید یوناني نسخوں میں اسکا املا بھي مختلف طور پر لکھا گیا جسکے سبب تلفظ بھي اور معني بھي کسیقدر بدل جاتے ھیں — مسلمان تو اسی لفظ کا ترجمہ موافق قدیم یوناني تلفظ و املا کے احمد کرتے ھیں — مگر اس زمانہ کے عیسائي اُس قدیم املا کو تسلیم نہیں کرتے اور موافق جدید تلفظ و املا

عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴿۱۵۷﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

کے اُسکے متعدد ترجمے کرتے ھیں *

نہایت قدیم عربي ترجمہ جو روم کبیر میں سنہ ۱۶۷۱ ع میں چھپا اُس میں تو اس لفظ کا ترجمہ ' فارقلیط ' ھي کیا ھی *

ایک عربی ترجمہ میں جو بطور خلاصہ چاروں انجیلوں کے فلارنس میں سنہ ۱۷۷۴ ع میں چھپا ھی اُس میں بھي اس لفظ کا فارقلیط ھي ترجمہ کیا ھی *

ایک عربي ترجمہ میں جو سنہ ۱۸۱۱ ع میں' چھپا اُسکا ترجمہ " مسلي " کیا ھی یعني تسلي دھندہ — اور خاص اس آیت میں اُسکا ترجمہ ھي نہیں کیا بلکہ لفظ ' المعزي ' بطور اشارہ کے لکھا ھی *

اُس کے بعد جسقدر ترجمے فارسي اُردو کے چھپے ھیں اُن سب میں اُسکا ترجمہ تسلي دینے والا کیا گیا ھی *

لیکن اس املا کے تغیر و تبدل اور ترجموں یا معني کے اختلاف سے مسلمانوں کے اس دعوے میں کہ اس آیت میں آنحضرت صلعم کي بشارت ھی کچھہ فرق نہیں آتا — کیونکہ کسي بشارت میں اُس کا جسکي بشارت ھی خاص نام نہیں بتایا جاتا بلکہ اُسکي صفت بیان کي جاتي ھی پس اُس لفظ کے کوئي صفتي معني لو وہ سواے آنحضرت صلعم کے اور کسي پر صادق نہیں آتے — کیونکہ حضرت عیسی کے بعد کوئي اور نبي موسیٰ کي مانند سواے آنحضرت صلعم کے نہیں ھوا — قرآن مجید میں بھي خاص نام آنحضرت صلعم کا بیان نہیں ھوا بلکہ آنحضرت صلعم کے اسم مبارک کي صفت ' احمد ' بیان ھوئي ھی یعني " یاتي من بعدي اسمہ احمد " اے اسمہ یحمد لان افعل یجئي لمبالغۃ الفاعل والمفعول — بالفرض اگر اُس سے نزول روح القدس مراد ھو تو بھي حضرت عیسی کے بعد آنحضرت صلعم [illegible] نازل ھوئي ھی — کیونکہ حواریوں پر جیساکہ انجیلوں میں بیان ھی قبل [illegible]

اُنپر بري چيزيں اور اوتارتا هي اُنپر سے اُنکا بوجهه اور (اوتارتا هي) طوقوں کو جو اُ

تهے پهر جو لوگ اُسپر ايمان لائے- اُسکي تعظيم کي اور اُسکي مدد کي اور تابعداري کي اُ

نور کي جو اُسپر اوتارا گيا هي وهي لوگ هيں فلاح پانے والے (۱۵۶) کهدے (اے پيغمبر)

اے لوگوں بے شک ميں تم سب کے پاس الله کا پيغام لانے والا هوں (يعني الله کا رسو

هوں) (۱۵۷) جسکے لئيے آسمانوں کي

هوچکي تهي *

انجيل لوقا باب بست و چهارم آيت ۴۹ — اور ديکهو ميں بهيجتا هوں وعدة اپنے
کا تم پر ليکن تم ٹهرو شهر يروشلم ميں جب تک که عطا هو تم کو قوت اوپر سے *
روح القدس تو حواريوں پر آ چکي تهي اور يرو شلم ميں ٹهرا رهنا يعني اُس کو
سمجهنا موقت تها اور وة تبديل هوگيا اُس کے مبعوث هونے پر جس نے کعبه معبد قرار
پس جس کے بهيجنے کا اس آيت ميں ذکر هي اس سے مراد آنحضرت صلعم هيں *
انجيل يوحنا باب يکم آيت بيس سے پچيس تک ميں لکها هي - اُسنے يعني حض
يحيى نے اقرار کيا اور انکار نکيا ,اور اقرار کيا که ميں کرستاس يعني عيسى مسيح نه
هوں اور اُنهوں نے پوچها اُس سے که پهر کون ؟ کيا تو الياس (يعني خضر) هي اور اُ
نے کها ميں نهيں هوں — تو وة نبي هي ؟ اور اُس نے جواب ديا نهيں — تب اُنهوں
اُس سے کها که کون هي تو تاکه هم جواب دے سکيں اُن کو جنهوں نے که همکو بهي
هي — اپنے تئيں تو کيا کهتا هي ؟ اُس نے کها ميں هوں آواز اُس کي جوکه جنگل م
چلاتا هي — سيدها کرو رسته خداوند کا جيساکه نبي اشعياة نے کها — اور وة جو بهي
گئے تهے فروسي تهے اور اُنهوں نے اُس سے پوچها اور اُس سے کها که تو کيوں اصطباغ کرتا هي
جبکه تو نه کرستاس يعني عيسى مسيح هي اور نه الياس اور نه وة نبي *
حضرت يحيى سے يهوديوں نے الياس کو اسليئے پوچها که يهودي اُنکو زندة مانتے
مسيح کے آنے کے متوقع تهے اور علاوة حضرت مسيح کے ايک اور نبي کے آنيکے متوقع تهے
کو وة نبي کرکے پوچها پس وة سے آنحضرت صلعم کے سوا اور کسيکي طرف اشارة نه
تها جسکي نسبت خدا نے موسى سے کها تها که ميں بني اسرائيل کے بهائيوں ميں
مثل موسى کے ايک نبي پيدا کرونگا *

وَالْاَرْضِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥٨﴾ وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ
يَعْدِلُوْنَ ﴿١٥٩﴾ وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا وَ اَوْحَيْنَا
اِلٰى مُوْسٰى اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ
فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ
وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا
مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ﴿١٦٠﴾ وَ اِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَ كُلُوْا
مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَ قُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْئٰتِكُمْ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٦١﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا
مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿١٦٢﴾ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ
كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ

اور زمین کی بادشاهت هی کوئی معبود نہیں بجز اُسکے — جلاتا هی اور مارتا هی — پهر ایمان لاؤ الله پر اور اُسکے رسول پر ' ان پڑہ نبي پر جو ایمان لاتا هی الله پر اور اُسکے کلام پر — اور اُسکي تابعداري کرو تاکه تم هدایت پاؤ ۱۵۸ اور موسیٰ کي قوم میں سے ایک گروہ هی که سچائي سے هدایت کرتي هی اور اُسکے ساتهه عدل کرتي هی ۱۵۹ اور هم نے اُنهیں علاحدہ کردیئے بارہ قبیلے گروہ گروہ — اور هم نے وحي بهیجي موسیٰ کو جبکه اُس سے اُسکي قوم نے پاني پینے کو مانگا یهه که مار اپنے عصا سے پتهر کو (یعني چل اپنے عصا کے سهارے سے اس پہاڑي پر) پهر پهوٹ بہے هیں اُس پہاڑي سے چشمے — البته جان لیا هر شخص نے اپنے پاني پینے کي جگهه کو اور هم نے اُن پر چها دیا بادل کو اور اوتارا هم نے اُن پر من وسلویٰ کهاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو کچهه که هم نے تمکو کهانیکو دیا هی ولیکن وہ اپنے پر آپ ظلم کرتے تهے ۱۶۰ اور جب اُن سے کہا گیا که اس گانوں میں رهو اور اُس میں سے کهاؤ جہاں چاهو اور کہو گناہ جهاڑ دے اور دروازہ میں گهسو سجدہ کرتے هوئے میں بخشدوں کا تمهاري خطائیں — اور زیادہ دینگے اچهے کام کرنے والوں کو ۱۶۱ پهر بدل دي اُن میں سے اُن لوگوں نے جو ظالم تهے بات کو جو اُنسے کہي گئي تهي دوسري بات سے' پهر هم نے بهیجي اُن پر آسمان سے برائي بدلے میں اسکے که وہ ظلم کرتے تهے ۱۶۲ اور اُن سے پوچهه اُس بستي کے حال سے جو دریا کے کنارہ پر تهي جب که وہ زیادتي کرتے تهے سبت کے دن (یهودي شنبه کو سبت کا دن خیال کرتے تهے) جبکه آتي تهیں

حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّ يَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ
نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ
تَعِظُوْنَ قَوْمًا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا
مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا
بِهٖ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا
نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ وَ اِذْ تَاَذَّنَ
رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ
اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۶﴾ وَ قَطَّعْنٰهُمْ
فِى الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ
وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ فَخَلَفَ
مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّ رِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا
الْاَدْنٰى وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَ اِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ
اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا

اُن کي مچھلياں (يعني اُنکے دريا کي مچھلياں) اُن کے پاس اُنکے سبت کے دن جسکي تعظيم رکھتے تھے اور جس سبت کے دن کي وہ تعظيم نہيں رکھتے تھے اُنکے پاس نہيں آتي تھيں † اسطرح هم نے اُنکي آزمايش کي اس ليئے که وہ نافرمان بردار تھے (۱۶۳) اور جب کہا اُن ميں سے ايک گروہ نے کيوں نصيحت کرتے هو ايسے لوگونکو که اُنکو الله هلاک کرنے والا اور اُنکو سخت عذاب کرنے والا هی — اُنہوں نے کہا تاکه هم تمہارے پروردگار پاس عذر کرسکيں اور شايد که وہ پرهيزگاري کريں (۱۶۴) پھر جب وہ بھول گئے جسکي اُنکو نصيحت کي گئي تھي هم نے بچاديا اُن لوگوں کو جو برائي سے منع کرتے تھے اور پکڑليا اُنکو جو ظلم کرتے تھے برے عذاب سے اس سبب سے که وہ نافرماني کرتے تھے (۱۶۵) پھر جب اُنہوں نے اُن چيزوں کے چھوڑنے سے جو اُن کو منع کي گئي تھيں سرکشي کي تو هم نے اُن کو کہا که هوجاؤ بندر ذليل ‡ اور جب کہديا تيرے پروردگار نے که ضرور اُن پر مسلط کريگا قيامت کے دن تک اُسکو جو اُنکو سخت عذاب پہونچاتا رهے — بے شک تيرا پروردگار جلد عذاب کرنے والا هی اور بے شک وہ هی بخشنے والا مہربان (۱۶۶) اور هم نے جدا کريں اُنکي گروهيں زمين ميں — اُن ميں سے اچھے بھي هيں اور اُن ميں ايسي نہيں بھي‌هيں اورهم نے اُنکا امتحان کيا بھلائيوں سے اور برائيوں سے تاکه وہ (بري راہ سے) پھرآويں (۱۶۷) پھر جانشين هوئے اُن کے بعد ايسے جانشين که وارث هوئے کتاب (يعني توريت) کے — ليتے هيں اس ناچيز (دنيا) کي دولت (يعني خدا کي نسبت جھوٹي باتيں کہکر) اور کہتے هيں که همکو بخشديا جاويگا — اور اگر آوے اُنکے پاس دولت مثل اُسکے تو اُسکو لے ليتے هيں — کيا اُن سے توريت ميں جو وعدہ هی نہيں ليا گيا — که نه کہينگے الله کي نسبت بجز

---

† سبت کے دن يہوديوں کو شکار کھيلنا اور کوئي کام کرنا منع تھا جس سبت کي وہ تعظيم رکھتے تھے اور شکار کو نه جاتے تھے مچھلياں کنارہ پر کثرت سے آتي تھيں اور جس دن وہ سبت کي تعظيم توڑ ديتے تھے اور شکار کو جاتے تھے تو مچھلياں ڈر جاتي تھيں اور کنارہ پر نہيں آتي تھيں —

‡ ديکھو تفسير سورۂ بقر صفحه ۱۱۸ و ۱۱۹ —

الحق و درسوا مافيه والدار الاخرة خير للذين يتقون افلا تعقلون ﴿۱۶۸﴾ والذين يمسكون بالكتب و اقاموا الصلوة انا لانضيع اجر المصلحين ﴿۱۶۹﴾ واذ نتقنا الجبل فوقهم كانه ظلة و ظنوا انه واقع بهم خذوا ما اتينكم بقوة واذكروا مافيه لعلكم تتقون ﴿۱۷۰﴾ واذ اخذ ربك من بني ادم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى شهدنا ان تقولوا يوم القيمة انا كنا عن هذا غفلين ﴿۱۷۱﴾ او تقولوا انما اشرك اباؤنا من قبل

﴿۱۷۱﴾ — (و اذا اخذ ربک) اس آیت میں لفظ " آدم " سے حضرت آدم ابوالبشر کسي طرح مراد نہیں ہوسکتي کیونکہ آیت میں صاف لفظ " بني آدم " ہی اور پھر ' من ظہورہم ' اور ' ذریتہم ' میں ضمیر جمع کي بني آدم کي طرف راجع ہی — پس یہہ خیال مفسرین کا کہ بروز میثاق خدا تعالی نے حضرت آدم کي پیتھہ میں سے تمام ذریات کو نکالا اور اُن سے اپنے خدا ہونے کا اقرار لیا قران مجید کے الفاظ کے مطابق نہیں ہی — نہ اس آیت میں روز میثاق کا ذکر ہی نہ کسي روز میثاق کا وجود اس سے پایا جاتا ہی *

مفسرین نے بعض حدیثوں پر جن میں بروز میثاق حضرت آدم کي پیتھہ میں سے اُن کي ذریت کا نکالنا اور خدا ہونے کا اقرار لینا مذکور ہی استدلال کیا ہی مگر وہ حدیثیں صحیح نہیں ہیں نہ روایتا اور نہ درایتا ثابت ہوتي ہیں اس مقام پر خدا تعالی نے نہایت لطیف و دلچسپ طریقے اور بے انتہا فصیح کلام میں انسان کي فطرت کو بتلایا ہی — وہ فرماتا ہی کہ بني آدم کي اولاد کو پیدا کیا اور خود اُن کو اُن پر گواہ کیا کہ کیا میں

سمجھ کے — اور اُنھوں نے پڑھا ھی جو کچھہ اُسمیں (یعني توریت میں) ھی — اور آخرت کا گھر بہتر ھی اُن لوگوں کے لیئے جو پرھیزگاري کرتے ھیں — پھر کیا تم نہیں سمجھتے (۱۶۸) اور جن لوگوں نے مضبوطي سے پکڑ لیا ھی کتاب کو اور قایم رکھا ھی نماز کو — بے شک ھم ضایع نہیں کرتے اجر نیکي کرنے والوں کا (۱۶۹) اور جب ھم نے ھلادیا پہاڑ کو اُن کے اوپر گویا کہ وہ سائبان ھی اور اُنھوں نے گمان کیا کہ وہ اُن پر گرپڑیگا † — پکڑو جو کچھہ ھمنے تمکو دیا ھی زور سے اور یاد رکھو جو کچھہ کہ اُسمیں ھی تاکہ تم پرھیزگاري کرو (۱۷۰) اور جبکہ لیا یعني پیدا کیا تیرے پروردگار نے بني آدم سے اُن کے پیٹوں سے اُن کي ذریت کو اور خود اُنکو اُنکے اوپر گواہ کیا — کیا میں تمھارا پروردگار نہیں ھوں — بولے کیوں نہیں ھم گواہ ھیں — تاکہ تم نکہو قیامت کے دن کہ بے شک ھم اُس سے بے خبر تھے (۱۷۱) یا تم کہو کہ بات یہہ ھی کہ شرک کیا تھا ھمارے باپوں نے پہلے سے

تمھارا پروردگار نہیں ھوں سب نے کہا کہ کیوں نہیں — یہہ اشارہ اسبات کا ھی کہ خداتعالی نے فطرت انساني ایسي بنائي ھی کہ جب وہ خود اپني فطرت پر غور کرے اور اُس کو سوچے سمجھے تو وھي اُس کي فطرت خدا کے خدا ھونے پر گوھي دیتي ھی — اور "اشہدھم علی انفسھم" کے صریح یہي معني ھیں اور "قالوا بلی" اُسي فطرت کی تصدیق ھی — اور یہہ صاف اس بات کي ھدایت ھی کہ ھر ایک انسان خدا پر ایمان لانے کو اپني فطرت کي رو سے مکلف ھی *

عجایب پسند مفسرین نے کچھہ ھي کہا ھو مگر علماء محققین یہي کہتے ھیں جو ھم نے کہا ھی — تفسیر کبیر میں لکھا ھی کہ جو لوگ صاحب نظر اور معقولي ھیں اُن کا قول اس آیت کي تفسیر میں یہہ ھی کہ اللہ تعالی نے نکالا ذریۃ کو اور وہ ذریۃ اولاد ھی جو اپنے باپوں کي پیٹھہ سے اس طرح نکلي ھی کہ وہ نطفہ تھے پھر اُن کو خدا نے اُن کي ماؤں کے

والقول الثاني فی تفسیر ھذہ الایۃ قول اصحاب النظر وارباب المعقولات انہ تعالی اخرج الذریۃ و ھم الاولاد من اصلاب آبائھم و ذلک الاخراج انھم کانوا نطفۃ

---

† دیکھو تفسیر سورۃ بقر صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶ —

وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّن بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ (۱۷۳)

وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (۱۷۴) وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ

فاخرجها الله تعالی في ارحام الامهات وجعلها علقة ثم مضغة ثم جعلهم بشرا سويا و خلقا كاملا ثم اشهدهم علی انفسهم بما ركب فيهم من دلائل وحدانيته و عجايب خلقه و غرايب صنعه فبالاشهاد صاروا كانهم قالوا بلی و ان لم يكن هناک قول باللسان و لذلک نظاير منها قوله تعالی فقال لها و للارض ائتيا طوعاً او كرها قالتا آتينا طايعين و منها قوله تعالی انما امرنا لشیء اذا اردناه ان نقول له كن فيكون — و قول العرب —

قال الجدار للوتد لم تشقني -قال سل من يدقني -فان الذي ورايي ماخلاني ورائي —

و قال الشاعر

امتلاء الحوض و قال قطني

فهذا النوع من المجاز والاستعارات مشهور في الكلام فوجب حمل الكلام عليه — تفسير كبير جلد ۳ صفحه ۳۲۴

بہت میں نکال کر ڈالا پھر اُن کو علقہ کیا پھر مضغہ پھر اُن کو ٹھیک انسان بنایا اور پوری خلقت دی پھر خود اُن کو اُن پر گواہ کیا اُن قوتوں سے جو اُس نے اُن میں رکھی ہیں اپنی وحدانیت کی دلیلوں کی اور اپنی عجایب خلقت کی اور اپنی نادر صنعت کی پس اس گواہ کرنے سے اُن کی ایسی حالت ہوئی کہ گویا اُنہوں نے کہا کہ ہاں کیوں نہیں گو کہ وہاں زبان سے یہہ بات کہنی نہیں تھی — اور حال کو قال سے تعبیر کرنے کی بہت سی مثالیں ہیں اُنہی مثالوں میں سے خدا تعالی کا قول ہی جب اُس نے آسمان اور زمین کو کہا کہ آؤ خوشی سے یا ناخوشی سے دونوں نے کہا کہ ہم آئے خوشی سے اور یہہ قول بھی اُسی کی مثال ہی کہ ہمارا حکم کسی چیز کے لیئے جبکہ اُس کے ہونے کا ہم ارادہ کرتے ہیں اُسکو یہہ کہنا ہی کہ ہو پھر وہ ہو جاتی ہی — اور عرب کا قول ہی کہ دیوار میخ سے کہتی ہی کہ کیوں مجھکو پھاڑتی ہی — میخ کہتی ہی کہ پوچھہ اُس سے جو مجھے ٹھوکتا ہی بے شک جو میرے پیچھے ہی وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتا — اور شاعر کا قول ہی کہ حوض بھرگیا اور حوض نے کہا کہ بس کافی ہی مجھکو — اور اس قسم کے مجاز اور استعارے کلام عرب میں مشہور ہیں پھر ضرور ہی اس کلام کو بھی اُسی پر حمل کرنا *

(۱۷۴) — (و اتل علیہم نبا الذي اتیناہ) اس آیت میں جو لفظ آتینا کا ہی وہ

اور هم ذریت تھے اُن کے بعد — پھر کیا تو همکو هلاک کرتا هی اُس کے بدلے میں جو

تھا ھی گمراھوں نے (۱۷۳) اور اسیطرح هم تفصیل سے بیان کرتے هیں نشانیوں کو تاکه وہ

(گمراهي سے) پھر آویں (۱۷۴) اور پڑہ اُن کے سامنے قصه اُس شخص کا جسکے پاس هم لائے

اپني نشانیاں پھر وہ نکل گیا اُن سے پھر پیچھا پکڑا اُسکا شیطان نے

غور طلب هی — صحاح جوهري میں لکھا هی که ' الا تیان المجئي ' یعني اتیان کے معني آنے کے هیں اور جب وہ متعدي کیا جاوے تو اُس کے معني لانے کے هوجاتے هیں چنانچه صحاح میں هی که ' آتاہ اے آتاہ ومنه قوله تعالی اتنا غداء نا اے ائتنا به ' یعني آتاہ کے معني هیں اتاہ یعني متعدي کے جسکے معني هوئے لایا اُسکے پاس یا اُسکے سامنے اور قران مجید میں خدا نے فرمایا هی ' آتنا غداءنا ' یهه متعدي هی اور اُسکے معني هیں لا همارے صبح کے کھانیکو همارے پاس — اور اُسکے معني دینے کے بھي آتے هیں جس سے کسي شی کا جسکو دي گئي هی اُس کے قبضه میں هو جانا یا اُسکو اُسکا حاصل هوجانا اور مستقر هو جانا مفهوم هوتا هی مثلاً اگر هم کهیں که هم نے ایک اشرفي زید کو دي تو اس سے مفهوم هوتا هی که وہ اشرفي اُسکے قبضه اور ملکیت میں هوگئي — اور جب یهه کهیں خدا نے فلاں شخص کو علم دیا تو اُس سے یهه مفهوم هوتا هی که علم اُسکو حاصل هوگیا اور اُسمیں مستقر هوگیا — پس اب بحث یهه هی که ان دونوں معنوں سے یهاں کون سے معني مراد هیں — میں کهتا هوں که پهلے معني مراد هیں اور دوسرے معني مراد نهیں هیں بلکه نهیں هوسکتے اسلیئے که اسي آیت میں آگے لکھا هی ' فانسلخ منها ' یعني جس شخص کو خدا نے اپني نشانیاں عطا کي تهیں اور اُس کو حاصل اور اُسمیں مستقر هوگئي تهیں وہ اُنسے نکل گیا — اور یهه بات کسیطرح تسلیم کے قابل نهیں هی که جسکو خدا نے اپني حکمت اور اپني نشانیاں عطا کي هوں جو درحقیقت نبوت کا درجه هی (یهاں تک که بعض مفسرین نے ' آتیناہ ایاتنا ' کے لفظ سے اُس شخص کو جسکا یهه قصه هی نبي قرار دیا هی) پھر وہ کافر هو جاوے — اسلیئے میں نے ' آتیناہ ' کا ترجمه ' لائے هم اُسکے پاس ' کیا هی جو اصلي معنی اُس لفظ کے هیں *

یهه ترجمه اوروں نے بھی اختیار کیا هی تفسیر کبیر میں ابو مسلم کا یهه قول لکھا هی آتیناہ ایاتنا اے بیناها فلم یقبل وعري منها — یعني همنے اپني نشانیاں اُسکے سامنے ظاهر کیں پھر اُسنے قبول نکیا اور اُن سے علاحدہ هوگیا — ظاهر کرنے اور پاس لانیکا ایک هي مطلب هی *

فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ سَآءَ مَثَلَا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ

دوسري بحث اسمیں یہہ هی که ' الذي ' سے کون شخص مراد هی اور یہہ قصہ کسکا هی — قرآن مجید میں اُس شخص کا نام نہیں بتایا گیا اسلیئے مفسرین نے اپنے قیاس کے مطابق متعدد نام لکھے هیں اکثر مفسرین کي یہہ راے هی که الذي سے بلعم باعور مراد هی جس کا بہت بڑا قصہ توریت سفر اعداد باب بست و دوم و بست سوم و بست چہارم میں مذکور هی اُن بابوں سے پایا جاتا هی که وہ نبی تھا اور خدا سے هم کلام هوتا تھا پھر بت پرست هوگیا اور بنی اسرائیل کو بھي بت پرستي پر مایل کیا علاوہ اس کے اور بہت بڑا اُس کا قصہ هی آخرکار بنیِ اسرائیل نے اُس کو مار ڈالا — همارے علماء مفسرین نے اُسی قصہ کو اپني تفسیروں میں لکھدیا — مگر توریت میں اُس کا قصہ ایسے طور پر لکھا هی که کسی طرح تسلیم کے قابل نہیں هی *

بعض مفسروں کا قول هی که ' الذي ' سے اُمیہ بن ابی صلت مشہور شاعر عرب مراد هی جو پہلے اس بات کا قایل تھا که ایک نبي هونے والا هی مگر جب آنحضرت صلعم مبعوث هوئے تو ایمان نه لایا اور کافر مرا — بعضوں کا قول هی که ابي عامرالراهب مراد هی جس نے منافقوں کو ورغلان کر مسجد ضرار بنوائي تھي — مگر اُن دونوں کا قصہ ایسا نہیں هی که قرآن مجید میں بطور ایک قصہ عظیمہ قابل عبرت کے اُس کا ذکر کیا جاوے — پس

پھر ہوگیا گمراہوں میں سے (۱۷۵) اور اگر ہم چاہتے تو البتہ ہم اُسکو اُن کے سبب بلند کرتے

و لیکن وہ پڑا رہا پستی کیطرف اور تابعداری کی اپنی خواہش کی — پھر اُسکی مثال

اُس کتے کی مثال ہی کہ اگر تو اُس پر محنت ڈالے تو زبان نکالدے اور خالی چھوڑ دے

تو زبان نکالدے — یہہ مثال اُن لوگوں کی ہی جنھوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو پھر

کہدے اُس قصہ کو شاید کہ وہ سوچیں (۱۷۶) بری ہی مثال اُن لوگوں کی جنھوں نے

جھٹلایا ہماری نشانیوں کو اور وہ اپنے پر آپ ظلم کرتے تھے (۱۷۷) جسکو خدا ہدایت کرے

تو وہ ہدایت پانے والا ہی اور جسکو گمراہ کرے تو وہی لوگ ہیں نقصان پانے والے (۱۷۸)

اور بے شک ہم نے پیدا کیا بہتوں کو جن اور انس میں سے جہنم کے لیئے — اُن کے لیئے

دل ہیں کہ اُن سے نہیں سمجھتے

ہم کو خود قرآن مجید پر غور کرنا اور اُسی سے الذي کے مشارٌ الیہ کو تلاش کرنا چاہیئے ❊

جہاں تک قرآن مجید سے مستنبط ہوسکتا ہی اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ اس آیت میں الذي سے فرعون کی طرف اشارہ ہی — ہم نے ابھی ثابت کیا ہی کہ آتیناہ کے معنی اُس کے پاس لانے کے ہیں جس کی تفسیر ابو مسلم نے بیناہا سے کی ہی — خدا تعالی بہت سی نشانیاں فرعون کے پاس لایا مگر اُس نے کسي کو قبول نہیں کیا ' فا نسلخ منہا ' جس کی طرف اشارہ ہی — اور ایک جگہہ خدا تعالی نے فرعون کي نسبت فرمایا ہی " و لقد اریناہ ایاتنا کلہا فکذب و ابي " یعني ہم نے فرعون کو سب نشانیاں دکھلائیں پھر اُس نے جھٹلایا اور انکار کیا — یہہ دونوں آیتیں ایک سي ہیں اور ان دونوں کے ملانے سے ثابت ہوتا ہی کہ الذي سے فرعون کي طرف اشارہ ہی جس کا قصہ اس قابل تھا کہ لوگوں کو عبرت دلانے کے لیئے اُس کے بیان کرنے کو کہا جاوے جیساکہ متعدد جگہہ قرآن مجید میں اُس کا بیان آیا ہی — تفسیر کبیر میں بہی لکہا ہی کہ " و جاز ان یکون ہذالموصوف فرعون فانہ تعالی ارسل الیہ موسی و ہارون فاعرض و ابي و کان عاصیا ضالا متبعا للشیطان " یعني ہوسکتا ہی کہ الذي کا موصوف فرعون ہو کیونکہ اللہ تعالی نے اُس کے پاس موسی و ہارون کو بھیجا اور اُس نے نمانا اور وہ گمراہ تابع شیطان تھا ❊

بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿۱۸۱﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۸۲﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿۱۸۳﴾ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۱۸۴﴾ أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۸۵﴾ مَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۸۶﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۸۷﴾

اور اُن کے لیئے آنکھیں ھیں که اُن سے نہیں دیکھتے اور اُن کے لیئے کان ھیں که اُن سے نہیں سنتے — وہ ھیں چوپائے جانوروں کي مانند بلکه اُنسے بهي زیادہ گمراہ یعني بدتر اور وهي ھیں غفلت کرنے والے ۱۷۸ اور الله کے لیئے اچھے نام ھیں پھر وهي نام لیکر اُس کو پکارو — اور چھوڑدو اُن لوگوں کو جو اُسکے ناموں میں گمراھي کرتے ھیں (یعني جو نام خدا کے لایق ھیں اُنسے دیوتاؤں وغیرہ کو پکارتے ھیں) قریب ھی که بدلا دیئے جاوینگے اُس کا جو وہ کرتے ھیں ۱۷۹ اور اُنمیں سے جنکو ھمنے پیدا کیا ایک گروہ ھی جو ھدایت کرتے ھیں سچ کي اور اُسکے ساتھه عدل کرتے ھیں ۱۸۰ اور جن لوگوں نے جھٹلایا ھماري نشانیوں کو قریب ھی که ھم اُنکو به تدریج لا ڈالینگے (یعني گمراھي میں) اسطرح سے که وہ نہیں جانتے ۱۸۱ اور میں اُن کو مہلت دونگا بے شک میرا مکر مضبوط ھی ۱۸۲ کیا وہ سوچتے نہیں که اُنکے ساتھي کو کچھه جنون نہیں ھی — وہ تو اور کچھه نہیں ھی مگر (بري باتوں سے) علانیه ڈرانے والا ۱۸۳ کیا اُنہوں نے غور نہیں کي آسمانوں اور زمین کي بادشاھت میں اور اُن چیزوں میں جنکو الله نے پیدا کیا ھی — اور نه اِسپر که شاید نزدیک پہونچ گئي ھو اُن کي اجل (یعني مرنے کا وقت) پھر کس بات سے اُسکے بعد ایمان لاوینگے ۱۸۴ جسکو الله گمراہ کرے پھر اُسکو کوئي ھدایت کرنے والا نہیں اور وہ چھوڑتا ھی اُن کو اُن کي گمراھي میں بھٹکتے ھوئے ۱۸۵ تجھه سے پوچھتے ھیں قیامت کي نسبت که وہ کب آویگي — کہدے که اُسکا علم میرے پروردگار کو ھی — نہیں ظاھر کرسکتا (یعني کوئي نہیں بتا سکتا) اُسکو اُسکے وقت کو مگر وهي یعني خدا — بھاري ھی † (یعني چھپي ھوئي ھی) آسمانوں اور زمین میں تمھارے پاس نہیں آنے کي مگر یکایک ۱۸۶ تجھه سے پوچھتے ھیں گویا تو اُس سے بحث کرنے والا ھی — کہدے که اس کے سوا کچھه نہیں که اُسکا علم الله کو ھی و لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۱۸۷

---

† قال السدي ثقلت اى خفيت في السموات والارض ولم يعلم احد من الملائكة المقربين والانبياء المرسلين متى يكون حدوثها و وقوعها　تفسير كبير جلد ۳ صفحه ۳۴۱ —

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَالَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

---

۱۸۹ — (هوالذي خلقكم من نفس واحدة) اكثر لوگ سمجھتے هيں اور بعض مفسرين كي بھي يهي راے هى كه " نفس واحدة " سے حضرت آدم مراد هيں اور " وجعل منها زوجها " سے حضرت حوا جو حضرت آدم كي پسلي سے پيدا هوئي تھيں — اس امر كے قرار دينے كے بعد تفسيروں ميں حضرت حوا اور شيطان كا قصه لكھا هى جو قريب زمانه وضع حمل كے واقع هوا اور اُسكے بهكانے سے حضرت حوا و حضرت آدم نے اپنے پهلوٹھے بيتے كا نام عبدالحرث يعني عبدالشيطان ركھا — يهه سمجھه اور يهه قصه بالكل لغو اور غلط هى امام فخرالدين رازي نے بھي تفسير كبير ميں اس سے انكار كيا هى اور اُسكے باطل هونے پر چھه دليليں قايم كي هيں اور اخير كو لكھا هى كه " فثبت بهذه الوجوه ان هذالقول فاسد ويجب على العاقل المسلم ان لايلتفت اليه " يعني يهه قصه غلط هى اور مسلمان كو اُسپر التفات كرني نهيں چاهئيے *

اس آيت ميں نه حضرت آدم كا ذكر هى نه حضرت حوا نه من نفس واحدة سے كوئي شخص يا كوئي خاص شخص مراد هى — اسي آيت كے بعد " عما يشركون " كا لفظ بصيغهٔ جمع آيا هى جس سے بخوبي ثابت هوتا هى كه " نفس واحدة " سے شخص واحد مراد نهيں هى — آيت كے معني بهت صاف هيں خدا فرماتا هى كه ميں نے تمكو اور تمهاري عورتيں كو جان واحد سے پيدا كيا هى يعني مرد و عورت سب ميں ايک هي جان هى — دونوں خدا هي كے پيدا كيئے هوئے هيں مگر مشركوں كا يهه حال هى كه جب اُنكي عورتوں كو حمل رهتا هى تو خدا سے دعا مانگتے هيں كه نيک يا بے نقص لڑكا پيدا هو پھر جب پيدا هوتا هى تو خدا كے ساتھه اوروں كو شريک كرتے هيں — كسي كا نام — عبدلات — اور كسيكا — عبدمنات — اور كسيكا — عبدالعزى — وغيرہ ركھتے هيں اور خدا كے سوا بتوں اور لوگوں كے بندہ هونے كے نام سے موسوم كرتے هيں — پس اس ميں مشركين كي عام حالت شرک كا بيان

کہدے (اے پیغمبر) کہ مجھکو اپنے نفس کے لیئے بھی نفع یا نقصان پہونچانے کی قدرت
نہیں ہی بجز اُسکے کہ جو خدا چاہے -- اور اگر میں غیب کی بات جانتا ہوتا تو بہت
سی بھلائیاں اکھٹی کرلیتا اور کبھی مجھکو برائی نچھوتی — میں کچھہ نہیں ہوں بجز
ڈرانے والے اور خوشخبری دینے والے کے اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان لائے ہیں ۱۸۸ وہی ہی

جس نے پیدا کیا تمکو ایک جان سے اور پیدا کیا اُس سے اُسکا جوڑا

ہی — آدم یا حوا کے پیدا ہونے اور پہلونٹا بیٹا جننے سے اور شیطان کے جھوٹے قصہ اور اُس
حضرت حوا کو بہکانے سے کچھہ تعلق نہیں ہی ●

بعض مفسرین کی بھی یہی راے ہی جو میں نے بیان کی ہی چنانچہ تفسیر کبیر میں

قال القفال انہ تعالی ذکر ہذہ القصۃ علی تمثیل ضرب المثل وبیان ان ہذہ الحالۃ صورۃ حالۃ ہولاء المشرکین فی جہلہم وقولہم بالشرک وتقریر ہذا الکلام کانہ تعالی یقول ہوالذی خلق کل واحد منکم من نفس واحدۃ وجعل من جنسہا زوجہا انسانا یساویہ فی الانسانیۃ فلما تغشی الزوج زوجتہ وظہر الحمل دعا الزوج والزوجۃ ربہما لئن آتیتنا ولدا صالحا سویا لنکونن من الشاکرین لآلائک ونعمائک فلما آتا ہما اللہ ولدا صالحا سویا جعل الزوج والزوجۃ للہ شرکاء فیما آتاہما لانہم تارۃ ینسبون ذلک الولد الی الطبایع کما ہو قول الطبائعیین وتارۃ الی الکواکب کما ہو قول المنجمین وتارۃ الی الاصنام والاوثان کما ہو قول

قفال کا یہہ قول لکھا ہی کہ اللہ تعالی نے بطور ضرب المثل کے اس قصہ کی تمثیل دی ہی کہ یہہ حالت مشرکون کے جہل اور کفر اور شرک کی حالت ہی گویا خدا یہہ فرماتا ہی کہ وہی اللہ ہی جس نے پیدا کیا ہر ایک شخص کو تم میں سے ایک جان سے اور اُسکی جنس انسان سے اُسکا جوڑا بنایا جو انسانیت میں اُسکی برابر ہی پھر جب دونوں آپس میں ملتے ہیں اور حمل ہوجاتا ہی تو خصم جورو اپنے پروردگار سے دعا مانگتے ہیں کہ دے ہمکو بیٹا اچھا صحیح و سالم تاکہ ہم تیری عنایتوں اور نعمتوں کے شکر کرنے والوں میں سے ہوں — جب اُنکو اللہ نے اچھا صحیح سالم بیٹا دیا تو خصم جورو اُس میں جو خدا نے اُنکو دیا خدا کا شریک کرنے لگے — کیونکہ کبھی تو اُس لڑکے کے ہونے کو طبیعت کے سبب سے کہتے ہیں جیسیکہ قول لوگوں کا ہی جو طبیعت کو خالق حقیقی مانتے ہیں اور کبھی اُسکے ہونے کو ستاروں کے اثر سے منسوب کرتے ہیں جیسیکہ نجومیوں کا قول ہی — اور کبھی دیوتاؤں اور بتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے کہ بتوں کے

لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهٖ
فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صٰلِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ
الشّٰكِرِينَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيمَآ اٰتٰهُمَا
فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۱۹۰﴾ أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا
وَّهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ أَنْفُسَهُمْ
يَنْصُرُونَ ﴿۱۹۱﴾ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوكُمْ سَوَآءٌ
عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ صٰمِتُونَ ﴿۱۹۲﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ
مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿۱۹۳﴾ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَآ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ
بِهَآ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَآ أَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا
قُلِ ادْعُوا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنْظِرُونَ ﴿۱۹۴﴾ إِنَّ وَلِيِّيَ
اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِينَ ﴿۱۹۵﴾

عبدة الاصنام ثم قال تعالى فتعالى الله عما یشرکون اے تنزه الله عن ذلک الشرک وهذا جواب في غاية الصحة والسداد - تفسیر کبیر - جلد ۳ صفحه ۳۴۳ -

والوں کا طریقه هی - اسکے بعد خدا نے فرمایا که پاک هی الله اس بات سے جس سے وہ شرک کرتے هیں - پس اس سے ظاهر هی که قفال بهي اس بات کو تسلیم نهیں کرتے که اس آیت میں نفس واحده سے حضرت آدم مراد هیں-

تاکہ رہے اُس کے پاس — پھر جب ڈھانک لیا اُس نے اُس کو تو وہ بوجھل ہو گئي تھوڑے سے بوجھہ سے پھر اُسي کے ساتھہ (یعني اُسي بوجھہ کے ساتھہ) چلي گئي (یعني وہ بوجھہ اُس میں رہتا رہا) پھر جب وہ بھاري ہوگیا تو دونوں نے اپنے پروردگار سے دعا مانگي کہ دے ہمکو (لڑکا) بھلا چنگا تاکہ ہم ہوں شکر کرنے والوں میں سے ۱۸۹ پھر جب خدا نے اُن کو بھلا چنگا (لڑکا) دیا تو اُنہوں نے اُس میں جو اُن کو دیا گیا تھا خدا کے لیئے شریک ٹھہرائے — پھر اللہ اعلی تر ہی اُس سے جس کو شریک کرتے ہیں ۱۹۰ کیا وہ (خدا کے ساتھہ) اُس کو شریک کرتے ہیں جو کچھہ نہیں پیدا کرسکتا اور خود پیدا کیئے جاتے ہیں - اور اپنے پوجنے والوں کے لیئے مدد نہیں کرسکتے اور نہ اپني آپ مدد کرسکتے ہیں ۱۹۱ اور اگر تم اُن کو ہدایت کي طرف بلاؤ تو تمہاري تابعداري نہ کرینگے - تمہارے لیئے برابر ہی خواہ تم اُن کو بلاؤ یا تم چپکے ہو رہو ۱۹۲ جو لوگ کہ پکارتے ہیں اَوروں کو اللہ کے سوا (وہ بھي) مثل تمہارے خدا کے بندے ہیں پھر اُن کو پکارو پھر وہ تمکو جواب دینگے اگر تم سچے ہو ۱۹۳ کیا اُن کے لیئے (یعني بتوں کے لیئے) پاؤں ہیں اُن سے وہ چلتے ہیں - کیا اُن کے لیئے ہاتھہ ہیں اُن سے وہ پکڑتے ہیں - کیا اُن کے لیئے آنکھیں ہیں اُن سے وہ دیکھتے ہیں - کیا اُن کے لیئے کان ہیں اُن سے وہ سنتے ہیں — کہدے اے پیغمبر کہ بلاؤ اپنے شریکوں کو (یعني جنکو خدا کے ساتھہ شریک کرتے ہو) پھر میرے ساتھہ مکر کرو اور مجھکو مہلت مت دو ۱۹۴ بیشک میرا دوست اللہ ہی جس نے اُتاري کتاب اور وہ دوستي کرتا ہی نیک کام کرنے والوں سے ۱۹۵

اخیر کو امام فخرالدین رازي نے لکھا ہی کہ یہي بات صحیح اور مضبوط ہی * علماء متقدمین نے جو محقق ہونے کا درجہ رکھتے تھے ہر ایک امر کو محقق طور پر بھي بیان کیا ہی الا واعظوں کے سبب سے لغو و بیہودہ قصے زیادہ تر مشہور ہوگئے ہیں اور محققوں کي رائیں جو عام پسند نہیں ہوتیں مشہور نہیں ہوئیں - فتدبر *

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ﴿۱۹۶﴾ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿۱۹۷﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿۱۹۸﴾ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۹۹﴾

﴿۱۹۹﴾ — (و اما ینزغنک) اس آیت کي تفسیر میں مفسروں کو بڑي دقت پڑي هی — کیونکہ وہ شیطان کو ایک جداگانہ مخلوق خارج از انسان اور خدا تعالی کا مخالف اور لوگوں کو بدی و نافرمانی پر رغبت دینے والا اور بہکانے والا کفر و شرک میں ڈالنے والا قرار دیتے هیں — اور یہہ بات مسلم هی کہ انبیاء علیهم‌السلام کو شیطان بہکا نہیں سکتا اور اُس کا بد اثر ذرا سا بھی انبیاء پر نہیں هوتا - پھر کیونکر خدا نے آنحضرت صلعم کي نسبت کہا کہ " و اما ینزغنک من الشیطان نزغ " پھر مفسرین نے اس کے جواب میں بہت سي تقریریں اور تاویلیں کي هیں جو نہایت سرد و پژمردہ هیں لیکن اگر ٹھیک ٹھیک مطلب سمجھا جاوے تو آیت کي تفسیر میں کوئي مشکل و دقت نہیں هی •

یہہ بات مذهب اسلام کے هر فرقہ میں مسلم هی کہ انبیاء علیهم‌السلام بھي انسانوں کي مانند بشر هیں جیسیکہ خدانے آنحضرت صلعم کي زبان سے فرمایاهی کہ " انا بشر مثلکم یوحی الي " پس جو مقتضاے بشریت هی اُس سے انبیاء علیهم‌السلام بھي خالي نہیں هیں انبیاء میں اور عام انسانوں میں یہہ فرق هی کہ انبیاء اُس تقاضاے بشري کو روک لیتے هیں اور اُس پر غالب آجاتے هیں اور عام انسان اُس سے مغلوب هوجاتے هیں اور وہ اُن پرغالب هوجاتا هی — اس آیت سے اوپر کي آیت میں خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو فرمایا تھا کہ جاهلوں سے درگذر کر اور اُن سے اپنا منہہ پھیرلے یعني کافر جو نالایق باتیں کرتے هیں اُن سے درگذر کرنا چاهیئے — مگر ایسي باتوں سے رنج هونا یا غصہ آنا ایک امر طبعي و مقتضاے بشري هی اس لیئے خدا نے فرمایا کہ اگر تجھکو ایسا امر پیش آوے تو خدا کو یاد کر اور خدا کي طرف متوجہہ هو تاکہ وہ رنج یا غصہ جو بمقتضاے بشریت آیا تھا

اور جو لوگ کہ پکارتے ہیں اوروں کو اللہ کے سوا وہ اُنکی مدد نہیں کرسکتے اور نہ وہ اپنے آپ مدد کرتے ہیں ۱۹۶ اور اگر تو اُنکو بلاوے ہدایت کی طرف تو وہ نہیں سننے کے اور تو اُنکو (یعنی بتوں کو) دیکھتا ہی کہ تیری طرف نظر کر رہے ہیں اور وہ دیکھتے نہیں ۱۹۷ درگذر کو اختیار کر اور اچھے کاموں کے کرنے کا حکم کر اور منھہ پھیرلے جاہلوں سے ۱۹۸ اور اگر بھڑکاوے تجھکو شیطان کا بہڑکانا تو پناہ مانگ اللہ سے بے شک وہ سننے والا ہی جاننے والا ۱۹۹

دب جاوے اور غالب نہونے پاوے — اس آیت میں اور اس کے بعد کی آیت میں شیطان کے لفظ سے صاف اشارہ اُس قوت غضبیہ کی طرف ہی جو انسانوں میں اور انبیاء میں بھی بمقتضاے خلقت بشری موجود ہی — کون کہہ سکتا ہی کہ آنحضرت صلعم کو کبھی رنج نہوتا تھا یا کبھی غصہ نہ آتا تھا مگر آنحضرت صلعم اپنے کمال نفس سے خدا کی طرف توجہہ کرنے سے رنج دور فرماتے تھے اور غصہ کو دبا دیتے تھے اور قوت غضبیہ کو اپنے پر غالب نہونے دیتے تھے — یہہ آیت علانیہ ثابت کرتی ہی کہ قرآن مجید میں شیطان کا لفظ اُنھی قوا پر جو بمقابلہ قواے ملکوتیہ کے انسانوں میں بمقتضاے فطرت و خلقت انسانی کے ہیں اطلاق ہوا ہی نہ کسی ایسے وجود خارجی پر جو خدا کے مقابل اور اُس کا مد مخالف ہو — پس آیت میں کوئی ایسی مشکل نہیں ہی جس سے ذات پاک رسول مقبول پر کوئی منقصت آسکے *

شکر ہی کہ بعض مفسرین نے بھی قریباً قریباً اسی مطلب کی طرف رجوع کی ہی امام فخرالدین رازی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جب خدا نے آنحضرت صلعم کو اچھے کاموں کا حکم دیا تو کبھی یہہ ہوتا ہی کہ ایک بیوقوف اپنی بیوقوفی ظاہر کرکے طبیعت کو بھڑکا دیتا ہی ایسے وقت کے لیئے خدا نے اُسکے مقابلہ کرنے کے عوض سکوت اختیار کرنا فرمایا اور کہا کہ منھہ پھیر لے جاہلوں سے اور یہہ بات ظاہر ہی کہ بیوقوف کا اس طرح پیش آنا غصہ اور غضب کو بھڑکا دیتا ہی اور

وتقریر الکلام انہ تعالی لما امرہ بالمعروف فعند ذلک ربما یہیج سفیہ و یظہر السفاہۃ فعند ذلک امرہ تعالی بالسکوت عن مقابلتہ فقال و اعرض عن الجاہلین و لما کان من المعلوم ان اقدام السفیہ تک یہیج

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ ﴿۲۰۰﴾ وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ﴿۲۰۱﴾ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَى إِلَيَّ مِنْ رَبِّي هَذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰۲﴾ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۲۰۳﴾

الغضب والغيظ ولا يبقى الانسان على حالة السلامة و عند تلك الحالة يجد الشيطان مجالا في حمل ذلك الانسان على ما لا ينبغي لاجرم بين تعالى ما يجري مجري العلاج لهذا المرض فقال فاستعذ بالله — تفسير كبير جلد سوم صفحه ۴۴۹

انسان درست حالت پر نهيں رهتا — ايسي حالت ميں شيطان کو موقع ملتا هی انسان کو نه کرنے کي باتوں کے کر بيٹھنے پر برانگيخته کرنے کا — اس لئيے خدا تعالی نے ايسي بات بتا دي جو اس مرض کے علاج کي جگهه هی اور کها که پناه مانگ الله سے — يهه تمام تقرير امام صاحب کي وهي هی جو همنے لکهي هی صرف وه فقره اس تقرير کا جس پر هم نے لکير کردي هی مهمل هی اگر وه خارج کرديا جاوے تو امام صاحب کي تحرير اور هماري تقرير ميں کچهه فرق نهيں هی — تعجب يهه هی که جب خود امام صاحب نے لکها هی که غصه کي حالت ميں انسان درست حالت پر نهيں رهتا تو پهر شيطان کو بلانے کي کيا حاجت رهی تهي *

۲۰۱ — (واخوانهم يمدونهم) اس آيت کي تفسير ميں صرف اسقدر بيان کرنا هی که هم کي ضمير کسکي طرف راجع هی — مفسرين ' هم ' کي ضمير کو جو ' اخوانهم ' ميں هی شيطان کيطرف راجع کرتے هيں اور مفرد کيطرف ضمير جمع کا راجع هونا باعتبار جنس کے سمجهتے هيں اور جو ضمير ' هم ' کي ' يمدونهم ' ميں هی اسکو ' الذين اتقوا ' کي طرف پهيرتے هيں — اور ' يمدون ' کے معني امداد کے ليتے هيں *

تفسير کبير ميں لکها هی که ' اخوانهم ' کے معني هيں اخوان الشياطين — يعني

بے شک جو لوگ پرهیزگاري کرتے هیں جبکه اُنکو چهوتا هی دغدغا شیطاں کا تو (الله کو) یاد کرتے هیں پهر وہ هیں سوچنے والے ۲۰۰ اور اُنکے بهائي اُنکو کهینچتے هیں نافرماني میں پهر کچهه کمي نهیں کرتے ۲۰۱ اور جب تو اُنکے پاس کوئي نشاني نهیں لاتا تو کهتے هیں که کیوں نهیں تو اُسکو بنا لایا — کهدے اے پیغمبر که اسکے سوا اَوْر کچهه نهیں که میں تابعداري کرتا هوں اُسکي جو وحي بهیجي گئي هی میرے پاس میرے پروردگار سے — یهه هیں دلیلیں تمهارے پروردگار کي طرف سے اور هدایت اور رحمت اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان لاتے هیں ۲۰۲ اور جب قرآن پڑها جاوے تو تم اُسکو سنو اور چپ رهو شاید که تم رحم کیئے جاؤ ۲۰۳

ان المعنى و اخوان الشياطين يمدون الشياطين في الغي وذالك لان شياطين الانس اخوان لشياطين الجن فشياطين الانس يغوون الناس فيكون ذلك امدادا منهم لشياطين الجن على الاغواء و الاضلال — و القول الثاني ان اخوان الشياطين هم الناس الذين ليسوا بمتقين فان الشياطين يكونون مددالهم فيه والقولان مبنيان على ان لكل كافر اخا من الشياطين —
تفسير کبير جلد ۳ صفحه ۳۵۱

شیاطین مدد کرتے هیں شیاطین کي نافرماني میں اور یهه بات اسطرح پر هی که شیطان آدمي بهائي هیں شیاطین جن کے پهر شیطان آدمي لوگوں کو بهکاتے هیں اور اس سے مدد ملتي هی شیاطین جن کو بهکانے پر اور گمراہ کرنے پر — دوسرا قول یهه هی که شیطانوں کے بهائي وہ لوگ هیں جو پرهیزگار نهیں هیں پس شیاطین اُن کے لیئے بطور مدد کے هیں اور یهه دونوں قول اس یقین پر مبني هیں که هر ایک کافر کا ایک شیطان بهائي هوتا هی *

مگر یهه تقریر وهمي و خیالي هی — یهه کهدینا تو آسان هی که هر ایک کافر کا ایک شیطان بهائي هوتا هی مگر جب اسکا ثبوت چاهو تو بجز خیال و وهم کے کچهه نهیں — میرے نزدیک آیت کے معني بهت صاف هیں اور نه " یمدون " کے معني اس مقام پر امداد کے هیں ' اخوانهم ' کي ضمیر اور یمدونهم ' کي ضمیر ' الذین اتقوا ' کیطرف راجع هی آیت کے معني نهایت صاف هیں که پرهیزگار آدمیوں کے دلمیں جب کوئي دغدغا آتا هی تو خدا کو یاد کرتے هیں اور اُن کے بهائي بند اُنکو گمراهي میں کهینچ لیجاتے میں کچهه تقصیر نهیں کرتے *

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ
مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۴﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ
يُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۵﴾

تم المجلد الثالث من تفسير القرآن

اور یاد کر اپنے پروردگار کو اپنے جی میں عاجزی اور خوف سے پکارکر بات کرنے کی بہ نسبت دھیمی آواز سے صبح کو اور شام کو اور تو نہو غفلت کرنے والوں میں سے ۲۰۴ بے شک جو لوگ تیرے پروردگار کے قریب ہیں وہ تکبر نہیں کرتے اُس کی عبادت سے اور اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اُس کے لیئے سجدہ کرتے ہیں ۲۰۵

جلد سوم تفسیر قرآن تمام شد